# تاریخ انگلینڈ

سید محمد عزیز الدین حسین



مکتبہ جامعہ لمیٹڈ دہلی
اشتراک
قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی

مکتبہ کے اشاعتی پروگرام کے جمود کو توڑنے اور اس کی ناؤ کو بھنور سے نکالنے میں مکتبہ جامعہ کے بورڈ آف ڈائرکٹرس کے چیرمین محترم جناب نجیب جنگ صاحب (آئی اے ایس) وائس چانسلر، جامعہ ملیہ اسلامیہ نے جس خصوصی دل چسپی کا مظاہرہ کیا ہے وہ یقیناً لائق ستائش اور ناقابلِ فراموش ہے۔ مکتبہ جامعہ ان کا ممنون احسان رہے گا۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے اربابِ حل وعقد کا شکریہ بھی ہم پر لازم ہے جن کے پُرخلوص تعاون کے بغیر یہ اشتراک ممکن نہ تھا۔ اوّلین مطبوعات میں کونسل کے سابق ڈائرکٹر کے تعاون کا کھلے دل سے اعتراف کیا جاچکا ہے۔ مکتبہ کی باقی کتابیں کونسل کے موجودہ فعال ڈائرکٹر ڈاکٹر خواجہ محمد اکرام الدین صاحب کی خصوصی توجہ اور سرگرم عملی تعاون سے شائع ہورہی ہیں، جس کے لیے ہم ان کے اور کونسل کے وائس چیرمین پروفیسر وسیم بریلوی صاحب کے ممنون ہیں اور تہ دل سے ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ امید کرتے ہیں کہ مکتبہ کو ہمیشہ ان مخلصین کی سرپرستی حاصل رہے گی۔

خالد محمود
منیجنگ ڈائرکٹر
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی

# تاریخِ انگلینڈ

سید محمد عزیز الدین حسین

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ دہلی

اشتراک

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

**Tareekhe England**
by
Seyd. Mohd. Azizuddin Husain
Rs.74/-

## صدر دفتر

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی۔110025 ☎ 011-26987295

Email: monthlykitabnuma@gmail.com

## شاخیں

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، اردو بازار، جامع مسجد دہلی۔110006 ☎ 011-23260668

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، پرنس بلڈنگ، ممبئی۔400003 ☎ 022-23774857

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، یونیورسٹی مارکیٹ، علی گڑھ۔202002 ☎ 0571-2706142

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، بھوپال گراؤنڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی۔110025 ☎ 011-26987295

قومی اردو کونسل کی کتابیں مذکورہ شاخوں پر دستیاب ہیں

سنہ اشاعت: 2013 تعداد: 1100 قیمت: -/74 روپے

ISBN : 978-81-7587-956-0 سلسلۂ مطبوعات: 1738

---

ناشر: ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، فروغ اردو بھون FC-33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولہ، نئی دہلی۔110025

فون نمبر: 49539000 فیکس: 49539099

ای میل: urducouncil@gmail.com ویب سائٹ: www.urducouncil.nic.in

طابع: سلا سار امیجنگ سسٹمس، C-7/5، لارنس روڈ انڈسٹریل ایریا، نئی دہلی۔110035

اس کتاب کی چھپائی میں 70 GSM TNPL Maplitho کاغذ کا استعمال کیا گیا ہے۔

# چند معروضات

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ ایک قدیم اشاعتی ادارہ ہے، جس نے معتبر ادیبوں کی سینکڑوں کتابیں شائع کی ہیں اور اپنے ماضی کی شان دار روایات کے ساتھ آج بھی سرگرم عمل ہے۔ مکتبہ کے اشاعتی کاموں کا سلسلہ ۱۹۲۲ء میں اس کے قیام کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا جو زمانے کے سرد و گرم سے گزرتا ہوا اپنی منزل کی طرف گامزن رہا۔ درمیان میں کئی دشواریاں حائل ہوئیں۔ نامساعد حالات نے سمت و رفتار میں خلل ڈالنے کی کوشش بھی کی مگر نہ اس کے پائے استقلال میں لغزش ہوئی اور نہ عزم سفر ماند پڑا، چنانچہ اشاعتوں کا تسلسل کلی طور پر کبھی منقطع نہیں ہوا۔

مکتبہ نے خالق ذہنوں کی اہم تصنیفات کے علاوہ طلبا کی نصابی ضرورت کے مطابق درسی کتب بھی شائع کیں اور بچوں کے لیے کم قیمت میں دستیاب ہونے والی دل چسپ اور مفید کتابیں بھی تیار کیں۔ ''معیاری سیریز'' کے عنوان سے مختصر مگر جامع کتابوں کی اشاعت کا منصوبہ بنایا اور اسے عملی جامہ پہنایا اور یہی عمل اس کا نصب العین قرار پایا۔ مکتبہ کا یہ منصوبہ بہت کامیاب رہا اور مقبول خاص و عام ہوا۔ آج بھی اہل علم و دانش اور طلبا مکتبہ کی مطبوعات سے تعلق خاطر رکھتے ہیں۔ درس گاہوں اور جامعات میں مکتبہ کی مطبوعات کو بہ نظرِ استحسان دیکھا اور یاد کیا جاتا ہے۔

ادھر چند برسوں سے اشاعتی پروگرام میں کچھ تعطل پیدا ہو گیا تھا جس کے سبب فہرست کتب کی اشاعت بھی ملتوی ہوتی رہی مگر اب برف پگھلی ہے اور مکتبہ کی جو کتابیں کم یاب بلکہ نایاب ہوتی جا رہی تھیں ان میں سے دو سو ٹائٹل قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے اشتراک سے شائع ہو چکے ہیں اور ان سے زیادہ قطار میں ہیں (اسی دوران بچوں سے تعلق رکھنے والی تقریباً سو کتابیں مکتبہ نے بلا شرکتِ غیرے شائع کی ہیں)۔ زیرِ نظر کتاب مکتبہ جامعہ اور قومی کونسل کے مشترکہ اشاعتی سلسلے کی ہی ایک کڑی ہے۔

مکتبہ کے اشاعتی پروگرام کے جمود کو توڑنے اور اس کی ناؤ کو بھنور سے نکالنے میں مکتبہ جامعہ کے بورڈ آف ڈائرکٹرس کے چیرمین محترم جناب نجیب جنگ صاحب (آئی اے ایس) وائس چانسلر، جامعہ ملیہ اسلامیہ نے جس خصوصی دل چسپی کا مظاہرہ کیا ہے وہ یقیناً لائق ستائش اور ناقابلِ فراموش ہے۔ مکتبہ جامعہ ان کا ممنون احسان رہے گا۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے اربابِ حل وعقد کا شکریہ بھی ہم پر لازم ہے جن کے پُرخلوص تعاون کے بغیر یہ اشتراک ممکن نہ تھا۔ اوّلین مطبوعات میں کونسل کے سابق ڈائرکٹر کے تعاون کا کھلے دل سے اعتراف کیا جا چکا ہے۔ مکتبہ کی باقی کتابیں کونسل کے موجودہ فعال ڈائرکٹر ڈاکٹر خواجہ محمد اکرام الدین صاحب کی خصوصی توجہ اور سرگرم عملی تعاون سے شائع ہو رہی ہیں، جس کے لیے ہم ان کے اور کونسل کے وائس چیرمین پروفیسر وسیم بریلوی صاحب کے ممنون ہیں اور تہ دل سے ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ امید کرتے ہیں کہ مکتبہ کو ہمیشہ ان مخلصین کی سرپرستی حاصل رہے گی۔

خالد محمود<br>
منیجنگ ڈائرکٹر<br>
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی

# فہرست

8
6
4
2
58N
56
54N
52
50
56
N 54
52
50
اسکوٹ لینڈ
انگلینڈ
برمنگھم
نورویچ
لندن
برسٹل
50 0 50 100 150 200
6
4W
2
0
2E

# دیباچہ

اس کتاب کی ابتدا، ٹیوڈر عہد یعنی پندرہویں صدی کے اختتام سے ہوتی ہے۔ اس دور میں انگلینڈ کی تاریخ نے سیاسی اور مذہبی سطح پر ایک نیا موڑ لیا۔ تصنیف کا اختتام بیسویں صدی کی ابتدا پر ہوتا ہے۔ اب وکٹورین عہد کی جلوہ سامانی ہے۔ جاگیردارانہ نظام میں اصلاحات اور نوآبادیوں کے آزاد ہونے کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ جس نے بیسویں صدی میں انگلینڈ کی تاریخ اور دوسرے ممالک کی تاریخ میں انقلابی رول ادا کیا۔

جامعہ ملیہ میں تقرر کے بعد مجھے بی۔ اے (آنرز) کے طلبہ کو انگلینڈ کی تاریخ پڑھانے کا موقع ملا۔ اس وقت تین طالب علم 'ذیشان'، رانا اور سردار سنگھ تھے۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ علی گڑھ یونی ورسٹی اور دوسرے تعلیمی اداروں نے اردو میڈیم میں پڑھنے اور لکھنے کی اجازت دے دی ہے۔ لیکن بعض مضامین میں اردو میں کتابیں نہیں ہیں۔ سردار سنگھ کا تو ہندی میڈیم تھا۔ ان کو تو اپنے میڈیم میں کتابیں مل گییں۔ لیکن باقی دو طلبہ کو پریشانی تھی۔ اس لیے کہ ان دونوں کا اردو میڈیم تھا۔ لہٰذا مجھے مزید محنت کرنی پڑی اور اس کے نتیجے میں یہ مختصر کتابچہ سامنے آگیا۔ یہ میرا کوئی تحقیقی کام نہیں ہے۔ بلکہ تاریخ انگلینڈ پر دوسری کتابوں کی مدد سے اردو میں ایک خلاصہ تیار کر دیا ہے۔ تاکہ ہائر سکنڈری اور بی۔ اے، کے طلبہ اس کو پڑھ کر انگلینڈ کی تاریخ سمجھ سکیں۔ اور تاریخ انگلینڈ پر انگریزی کتب پڑھنے میں آسانی ہو۔ میری اساتذہ سے گذارش ہے کہ وہ اپنے مشوروں سے نوازیں تاکہ اگلی اشاعت میں خامیوں کو دور کیا جاسکے۔

میں جناب شاہد علیخاں صاحب منیجر مکتبہ جامعہ کا مشکور ہوں کہ انھوں نے اس کی طباعت کا انتظام فرمایا۔

سید محمد عزیز الدین حسین
اگست ۱۹۷۹ء

# مقدمہ

انگلینڈ کی تہذیب کافی قدیم ہے۔ لیکن ابتدا میں جغرافیائی حالات رکاوٹ بنے رہے۔ سمندر سے چاروں طرف گھرے ہونے کی وجہ سے شروع میں دوسرے ممالک سے تعلقات پیدا نہ ہو سکے۔ اسی لیے وہاں کی تہذیب و تمدن میں ابتدائی زمانے میں کچھ نمایاں تبدیلیاں نظر نہیں آتیں۔ وہاں کے قدیم مقامی باشندے تہذیب و تمدن سے ناآشنا تھے۔ مکان میں رہنے کے بجائے درختوں اور غاروں میں زندگی گزارتے تھے۔ نتیجہ یہ کہ اس دور کا کوئی ماخذ ہمارے پاس نہیں ہے اور ہم اس دور کے بارے میں کوئی بات یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے۔ سینکڑوں برس تک یہ علاقہ وحشی لوگوں کے زیر اثر رہا۔ عیسیٰ مسیح کی پیدائش سے سات یا آٹھ سو برس پہلے باہر کی ایک کیلٹ نامی قوم نے انگلینڈ پر حملہ کیا جس میں مقامی باشندوں کو شکست ہوئی۔ یہ بھی ان کے غیر تہذیب یافتہ ہونے کی دلیل ہے۔ کیلٹ قوم کے برٹن نامی فرقے نے انگلینڈ کے جنوبی حصے پر قبضہ کر کے اپنی حکومت قائم کر لی۔ اسی کی مناسبت سے اس کا نام برٹن پڑ گیا۔ برٹن مویشی پالنا اور کاشتکاری کرنا جانتے تھے اور تجارتی معاملات سے بھی واقف تھے۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود ان کی سماجی حالت اچھی نہ تھی۔ برٹن کئی فرقوں میں منقسم تھے۔ ہر فرقے کا ایک علاحدہ لیڈر ہوتا تھا۔ جو ان کے معاملات طے کرتا تھا۔ مرکزی سربراہ نہ ہونے کی وجہ سے سیاسی طور پر یہ لوگ یکجا نہ ہو سکے۔ مذہب بھی ان کے اندر یک جہتی پیدا کرنے میں ناکام رہا۔ اس لیے کہ کچھ لوگ تھر اور کچھ اوڈر کی پوجا کرتے تھے۔ مقامی باشندوں سے ہر حالت میں بہتر تھے۔

۵۵ قبل مسیح میں جولیس سیزر نے انگلینڈ پر حملہ کیا۔ کیلٹ قوم کو شکست ہوئی اور اب انگلینڈ کے جنوبی اور مشرقی حصّوں پر روم کے رہنے والوں کا قبضہ ہو گیا۔ رومنس کی حکومت قائم ہونے کے بعد انگلینڈ نے مختلف سطح پر ترقی کی۔ انھوں نے زراعتی زمین کو بڑھایا جس کی وجہ سے پیداوار میں کافی اضافہ ہوا۔ نئے نئے شہر آباد کیے اور سڑکیں بنا کر ایک دوسرے سے جوڑ دیا۔ شاندار مکانات کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا جس سے فن تعمیر میں ترقی ہوئی۔ لیکن رومنس زیادہ عرصے تک انگلینڈ میں نہ رہ سکے اور وہ لوگ واپس اپنے وطن لوٹ گئے۔ لہٰذا جو ترقی ہوئی تھی وہ بھی رُک گئی۔

رومنس کے جانے کے بعد پکٹ اور اسکاٹ نے انگلینڈ پر حملہ کر دیا۔ کیلٹ کی شکست ہوتی لیکن پکٹ اور اسکاٹ سامان لوٹ کر اپنے وطن لے گئے اور کچھ ان میں سے انگلینڈ ہی میں بس گئے۔ پکٹ اور اسکاٹ کے حملے سے انگلینڈ کی ترقی کو کافی نقصان پہنچا۔

۴۴۹ء میں ڈنمارک اور جرمنی کے تین فرقوں یعنی سیکسن، جوٹ اور اینگل نے انگلینڈ پر حملہ کر دیا۔ وہ کامیاب ہوئے اور اپنی حکومت انگلینڈ کے جنوبی اور مشرقی حصّوں پر قائم کر لی۔ ساتویں صدی عیسوی کی ابتدا میں کینٹ اور نارد مبریا کے علاقوں کے باشندوں نے عیسائی مذہب قبول کر لیا تو پھر اس مذہب کی اشاعت و تبلیغ کا سلسلہ دوسرے حصوں میں بھی شروع ہو گیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مذہبی سطح پر لوگوں میں یک جہتی پیدا ہونے لگی۔

انگلینڈ میں پارلیمنٹ کی روایت شروع سے ہی کسی نہ کسی شکل میں رہی ہے اور وہاں کے عوام حکومت کے معاملات اور انتظام میں حصّہ لیتے رہے ہیں۔ لیکن سیکسن کے طاقت میں آجانے کے بعد اس کی شکل اور واضح ہوئی۔ سیکسن حکومت نے ایک مجلس بنائی جس کا نام فازموٹ تھا اور اسی کی مدد سے حکومت کی۔ فارنوٹ کی نشست سال میں دو مرتبہ ہوتی تھی۔ جس میں قانون بنائے جاتے، لڑائی اور صلح سے متعلق فیصلے ہوتے، اس مجلس میں سینکڑوں لوگ شرکت کرتے تھے۔ اسی وجہ سے اس کی نشست

میدان میں ہوتی تھی تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس میں شرکت کر سکیں اور حصہ لے سکیں۔ فارموٹ کے علاوہ بادشاہ نے اپنی سہولت کے لیے ایک اور مجلس بنائی تھی جس کا نام وٹن تھا۔ اس کے ممبر صرف بڑے بڑے امرا، حکام اور آرچ بشپ ہوتے تھے۔ اس کی نشست سال میں تین مرتبہ ہوتی تھی۔ ولیم کو وٹن ہی کے فیصلے کے مطابق انگلینڈ کا بادشاہ بنایا گیا تھا۔

۸۷۹ء میں ڈین کے حملے کے بعد صلح نامہ کے مطابق انگلینڈ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا اور اس طرح شمالی انگلینڈ ڈین کو ملا اور جنوبی حصہ سیکسن کے قبضے میں رہا۔ لیکن ۱۰۶۶ء میں فرانس کے ولیم غازی نے انگلینڈ پر حملہ کیا۔ انگلینڈ کے بادشاہ ہیرولڈ کو شکست ہوئی اور انگلینڈ کے شمالی، مشرقی اور جنوبی حصوں پر نارمن خاندان کی حکومت قائم ہوگئی۔ اس فتح نے انگلینڈ میں فیوڈل ازم کی بنیاد ڈالی۔ جس کے نتیجے میں سیاسی، سماجی، تجارتی اور مذہبی معاملات میں کافی تبدیلیاں وجود میں آئیں۔ نارمن روایت کے مطابق اس کے بادشاہ کی بھی مجلس مشاورت تھی جس کو کیوریا ریگس کہتے تھے۔ لیکن اس کے ممبر صرف جاگیردار ہی ہوتے تھے اور عوام کو حق حاصل نہ تھا۔ جاگیردار جیسا چاہتے تھے کر لیتے تھے۔ یہی وہ اسباب تھے جس کے نتیجے میں ۱۲۱۵ء میں میگنا کارٹا تیار ہوا۔ بادشاہ جان اس کو منظور کرنے کے لیے تیار نہ تھا۔ لیکن مجبوراً اس نے دستخط کر دیے۔ میگنا کارٹا میں وہ تمام معاملات تھے جن پر عمل کر کے عوام کو ظلم سے نجات مل سکتی تھی۔ لیکن خود بادشاہ نے اس پر دستخط کرنے کے باوجود اس پر عمل نہ کیا۔ اس کے بعد امیر اور فیوڈل لارڈس نے ۱۲ امیروں کی ایک مجلس بنائی، جس کا نام مجلس سلطنت رکھا۔ لیکن ہنری نے اس کو مدہوش پارلیمنٹ کہہ کر اس کی کارروائیوں کو غیر قانونی قرار دے دیا۔ سائمن نے بادشاہ کے خلاف فوج تیار کی اور بادشاہ سے لڑا۔ بادشاہ کو شکست ہوئی۔ اس کے بعد بادشاہ نے پارلیمنٹ کی پالیسیوں کو مان لیا اور اپنے لڑکے کو بھی سائمن کے حوالے کر دیا۔

۱۲۶۵ء میں پارلیمنٹ کی نشست میں ہاؤس آف کامنس وجود میں آیا لیکن

خرابی یہ رہی کہ دونوں ہاؤس علاحدہ نہ تھے بلکہ نشست لارڈ کے ساتھ ہی ہوتی تھی، جس سے کوئی خاص نتیجہ نہیں نکل سکا۔ ۱۲۹۵ء میں ایڈورڈ اول نے قومی نمائندوں کی تعداد بڑھا دی۔ اسی وجہ سے پارلیمنٹ موڈل پارلیمنٹ کے نام سے مشہور ہوئی۔ ایڈورڈ دوئم کے زمانے میں ۱۳۲۲ء میں لارڈس اور کامنس کی نشست الگ الگ کر دی گئی جس سے اب کامنس لارڈس کے اثر سے آزاد ہو کر کام کر سکتے تھے۔ شروع میں دونوں ہاؤس کی طاقت برابر رہی۔ لیکن چودھویں اور پندرہویں صدی میں کامنس کی طاقت لارڈس کے مقابلے میں کافی بڑھ گئی۔ کافی اختیارات ان کو مل گئے۔ جیسے ٹیکس وغیرہ لگانا۔ ایڈورڈ سوئم نے فرانس سے صدسالہ جنگ کرنے کے لیے دولت جمع کرنے کے خیال سے کامنس کے کہنے کے مطابق چلنا شروع کر دیا۔ کامنس کا اثر بڑھنے کی دو وجہ تھیں۔ ایک تو اس دور کے بادشاہوں کا زیادہ تر رجحان جنگ کی طرف رہا اور جب صدسالہ جنگ ختم ہوگئی تو ۱۴۵۳ء میں جنگ گلاب انگلینڈ کے دو خاندان لنکاسٹر اور یارک کے درمیان شروع ہوگئی۔ دوسرے لارڈس ملکی معاملات میں زیادہ دلچسپی نہیں لیتے تھے۔ لہٰذا یہ دور کامنس کو اپنی طاقت بڑھانے کے لیے زیادہ کارگر ثابت ہوا۔ یہ حالت ۱۴۸۵ء تک رہی۔ ایڈورڈ چہارم کے بعد اس کا لڑکا ایڈورڈ اس کا جانشین بنا۔ لیکن وہ کمسن تھا۔ اس لیے اس کے چچا رچرڈ نے تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لیے اور اپنے کو محافظ بھی بنوالیا۔ آخر میں ایڈورڈ کے دونوں لڑکوں کو قید کر کے اپنے بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا اور تخت پر بیٹھنے کے بعد دونوں لڑکوں کو قتل کرا دیا لیکن ان کی بہن ایلزبتھ کی شادی ہنری ٹیوڈر سے ہوئی تھی اور ہنری خود سامرسیٹ کا نواسہ تھا۔ اس بنا پر وہ خود کو لنکاسٹر کے تخت کا حقدار سمجھتا تھا۔ جب ۱۴۸۵ء میں رچرڈ کا انتقال ہوگیا تو یارک خاندان میں کوئی تخت کا حقدار نہ رہا۔ لہٰذا پارلیمنٹ نے ہنری کو بادشاہ بنا دیا اور اس طرح ۱۴۸۵ء سے انگلینڈ کی بادشاہت ٹیوڈر خاندان کے ہاتھ میں آگئی اور ہنری ہفتم کے نام سے ٹیوڈر خاندان کا پہلا بادشاہ بنا۔

# ٹیوڈر عہد

۱۴۸۵ء — ۱۶۰۳ء

## ہنری ہفتم

(۱۴۸۵ء — ۱۵۰۹ء)

ہنری ہفتم ۱۴۸۵ء میں انگلینڈ کا بادشاہ بنا۔ پارلیمنٹ نے بھی اس کو بادشاہ تسلیم کرلیا۔ اس کے بعد اس نے اپنی شادی ایلزبتھ سے کرلی تاکہ دونوں مخالف خاندانوں میں پھر سے اتّفاق ہوسکے۔ اسی مقصد کو سامنے رکھتے ہوتے دونوں مخالف خاندانوں میں باہمی میل اور اتحاد کو اور زیادہ مضبوط بنانے کے لیے سُرخ اور سفید گلابوں کو شاہی جھنڈے کے نشانات میں شامل کرلیا۔ اس کے بادشاہ بننے کے بعد گلابوں کی جنگ کے بعد پہلی مرتبہ ملک میں امن قائم ہوا جس کی وجہ سے شاہی تخت کو بھی قوّت حاصل ہوئی۔

## ہنری کے خلاف بغاوتیں

بظاہر یارک اور لنکاسٹر دونوں خاندانوں میں سمجھوتا ہوگیا تھا لیکن یارک خاندان کے لوگ ہنری کے بادشاہ بننے سے خوش نہیں تھے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ لنکاسٹر خاندان انگلینڈ پر حکومت کرے۔ اسی وجہ سے ہنری کے خلاف دو بغاوتیں ہوئیں پہلی بغاوت لیمبرٹ سمنل کو آلۂ کار بنا کر کی گئی۔ یہ اعلان کیا گیا کہ یہ لڑکا ایڈورڈ چہارم کا بھتیجا ہے اور یہی انگلینڈ کی بادشاہت کا حقدار ہے۔ لیکن ہنری نے باغیوں کو شکست

دی اور کچھ عرصہ بعد لیمبرٹ سمنل کو موت کی سزا دے کر معاملہ ختم کر دیا۔ دوسری بغاوت پرکن واربک کو انگلینڈ کے تخت کا حقدار بنا کر کی گئی۔ لیکن اس میں بھی ہنری نے شکست دی اور آخر میں پرکن واربک کو بھی سزائے موت دے دی گئی۔ اس طرح دونوں بغاوتوں کو ختم کرنے میں ہنری کامیاب ہوا۔

اس کے بعد ہنری کے خلاف اس کے عہد سلطنت میں پھر کوئی بغاوت نہیں ہوئی لیکن وہ یہ چاہتا تھا کہ ٹیوڈر خاندان کی جڑیں اتنی مضبوط کر دے جس سے ٹیوڈر بادشاہ آسانی کے ساتھ انگلینڈ پر حکومت کر سکیں۔ اس کے لیے اس نے کئی انتظامات کیے۔ اس نے سوچا کہ ملک میں بدامنی کے ذمہ دار یہی امرا اور زمیندار ہیں انھوں نے اپنی حفاظت کے لیے چھوٹے چھوٹے قلعے بنا رکھے ہیں، جہاں ان کی فوج رہتی ہے جو بغاوت کے لیے بہت مددگار ثابت ہوتی ہے۔ اس نے ایک قانون پاس کیا جس کی رو سے زمیندار اور امرا مقررہ تعداد سے زیادہ ملازم نہیں رکھیں گے اور نہ ہی ان کو جنگی تعلیم دیں گے۔ اس کے علاوہ عدالتوں میں ان کے معاملوں میں پیروی بھی نہیں کریں گے۔ اس طرح اس نے ان لوگوں کی طاقت کو ختم کر دیا۔

## عدالت کا انعقاد

جس کمرے میں یہ عدالت قائم ہوئی اس کی چھت پر ستارے بنے ہوئے تھے اسی وجہ سے اس کا نام اسٹار چیمبر پڑا۔ اس عدالت کا مقصد غریبوں کو امرا کے ظلم سے بچانا تھا۔ لیکن کچھ ہی عرصے میں اس میں خرابیاں پیدا ہو گئیں اور شاہی فرامین کے مطابق غریب اور امیر دونوں کو سزائیں دی جانے لگیں۔ ان عدالتوں سے سب سے زیادہ نقصان امرا کو پہنچا، وہ اس قابل نہیں رہے کہ بغاوت کر سکیں۔

## دولت کی فراہمی

طاقتور بننے کے علاوہ ہنری کی ایک خواہش دولت اکٹھا کرنے کی بھی تھی، تاکہ

اپنے دشمنوں کو مغلوب کرنے میں دولت خرچ کرتے اور مطلق العنان حکومت قائم کر سکے۔ انگلینڈ کے دستور کے مطابق پارلیمنٹ کی مرضی کے بغیر بادشاہ کوئی ٹیکس نہیں لگا سکتا تھا۔ اس نے باغیوں کی جاگیریں اور جایدادیں ضبط کر لیں۔ اس کے علاوہ اس نے اپنے وزیر کارڈنل مارٹن کی مدد سے انگلینڈ کے عوام سے زبردستی قرضہ وصول کرنا شروع کر دیا۔ وہ امرا سے کہتا کہ تمھارے پاس ضرورت سے زیادہ دولت ہے اس لیے تمھارا فرض ہے کہ کچھ بادشاہ کو بھی دو۔ غریبوں سے کہتا کہ تمھارے اخراجات آمدنی سے کم ہیں۔ اس لیے تم کو بھی بادشاہ کی مالی مدد کرنی چاہیے۔

## بیرونی پالیسی

یہ دوسرے ملکوں سے اچھے تعلقات قائم رکھنا چاہتا تھا کیونکہ اس سے شاہی خاندان کے تعلقات ان ملکوں سے قائم ہو جائیں گے۔ دوسرے وہ مخالفوں کی امداد بھی نہیں کریں گے۔ تیسرے ان سے تجارت کرنے سے مالی فائدہ ہوگا۔ اسی لیے اس نے فرانس اور آسٹریا سے صلح کر لی۔ فرانس اور اسپین کے درمیان جنگ میں حصہ نہ لیکر وہ دونوں ملکوں کا دوست بننا چاہتا تھا۔ اس لیے اس نے اپنے لڑکے آرتھر کی شادی اسپین کی شہزادی کیتھرن سے کر دی اور آرتھر کی موت کے بعد کیتھرن کی دوسری شادی ہنری ہشتم سے کر دی تاکہ اسپین سے تعلقات ختم نہ ہو جائیں۔ اسکاٹ لینڈ سے بہتر تعلقات کرنے کی غرض سے اپنی لڑکی مارگریٹ کی شادی وہاں کے بادشاہ جیمس چہارم سے کر دی اور اس طرح اس نے ان ملکوں سے دوستانہ تعلقات قائم کر لیے۔

## آئرش پالیسی

پہلے آئرلینڈ کے کچھ حصوں پر انگلینڈ کا قبضہ ہو گیا تھا لیکن ہنری نے اس کو اور مضبوط بنانے کے لیے انگلینڈ کے لارڈ پائی ننگس کو آئرلینڈ میں اپنا قائم مقام مقرر کر دیا اور آئرلینڈ کی پارلیمنٹ کے پاس کیے ہوئے قانون پر انگلینڈ کی پارلیمنٹ کی منظوری

لینا لازمی قرار دے دیا گیا۔ آئرلینڈ اس طرح انگلینڈ ہی کے زیر اثر آگیا۔
اسی کے عہد حکومت میں کولمبس نے امریکہ کی تلاش کی اور واسکوڈی گاما نے ہندستان کی۔ اس طرح انگلینڈ کو تجارت کے لیے نو آبادیوں کے راستے اور کھل گئے

# ہنری ہشتم

(۱۵۰۹ء ——— ۱۵۴۷ء)

ہنری ہشتم اٹھارہ سال کی عمر میں ۱۵۰۹ء میں بادشاہ ہوا۔ وہ علم و ہنر حاصل کرنے کا خاص شوق رکھتا تھا اور مذہبی معاملوں میں بھی دلچسپی لیتا تھا۔ ہنری ہشتم بھی دولت کا شوقین تھا لیکن اسی کے ساتھ ساتھ وہ عیش و عشرت کا بھی شوقین تھا۔ وہ یورپ کی جنگوں میں شامل ہوکر شہرت حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس کو اپنے باپ کی صلح پسند پالیسی پسند نہ تھی۔ اسی وجہ سے اس نے وزیر ڈڈلے اور امپسن کو سزائے موت دے دی اور ۱۵۱۳ء میں تھوسس ولزلے کو اپنا وزیر بنایا۔

## ولزلے کی پالیسی

اس کی پالیسی اپنے بادشاہ کو طاقتور اور مالدار بنانے کی تھی تاکہ یورپ کے ممالک میں اس کی قوت کا سکہ جما دے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ اپنے کو بھی طاقتور اور مشہور بنانا چاہتا تھا۔ وہ گرجا کا کارڈنل اور ہنری کا صدر الصدور تو تھا ہی۔ اب وہ اس کوشش میں تھا کہ پوپ بنا دیا جائے۔ اسی کے دور وزارت میں اسکاٹ لینڈ کی فوج کو شکست دے کر اس کو ہنری ہشتم کو دوسرے یورپی ملکوں پر غلبہ حاصل کرنے کا ایک موقع ہاتھ آگیا۔ ولزلے اسپین سے دوستی نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ اس لیے اس نے فرانس سے تعلقات پیدا کرنے کے لیے ہنری ہشتم کی چھوٹی بہن میری کی شادی

فرانس کے بادشاہ لوئی سے کر دی جو کافی بوڑھا تھا۔ شادی کے دو سال بعد ہی لوئی کا انتقال ہو گیا۔

لیکن حالات نے کچھ ایسا پلٹا کھایا کہ ۱۵۲۰ء میں جرمنی کے خلاف اور یورپ کی طاقتوں میں اعتدال پیدا کرنے کو وُولزے نے فرانس سے صلح کر لی۔ جہاں یہ صلح کی گئی اس کو "فیلڈ آف کلاتھ آف گولڈ" کہتے ہیں۔ لیکن اسی کے ساتھ ساتھ فرانس سے ہنری ہشتم کے تعلقات خراب ہوئے اور اسپین کے بادشاہ چارلس پنجم سے دوستی کر لی۔ لیکن ولزے اس پالیسی سے خوش نہیں تھا۔ لیکن پھر حالات کچھ ایسے بدلے کہ چارلس کے کرائے ہوئے قتل عام سے ہنری ہشتم نے پھر فرانس سے صلح کر لی۔ اس طرح انگلینڈ اور فرانس کی دوستی اور مضبوط ہو گئی۔ لیکن اس پالیسی سے انگلینڈ کی دولت کافی ضائع ہوئی۔ اور اس پالیسی کے اپنانے سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ شاہی خزانے پر بار زیادہ پڑا جس کی وجہ سے کچھ نئے ٹیکس لگائے گئے اور عوام ولزے کے بہت مخالف ہو گئے۔ کیتھرن سے طلاق کے معاملے میں خود ہنری ہشتم بھی اس کا مخالف ہو گیا اور اس کو وزارت کے عہدے سے برخاست کر دیا۔

## کیتھرن کو طلاق

آرتھر کے انتقال کے بعد ہنری ہفتم نے اسپین سے دوستی قائم رکھنے کے نظریے کے تحت اس کی دوسری شادی اپنے چھوٹے لڑکے ہنری ہشتم کے ساتھ کر دی حالانکہ کیتھرن عمر میں ہنری سے کافی بڑی تھی اور دوسرے اس قسم کی شادیاں عیسائی مذہب میں ممنوع تھیں۔ لیکن پوپ نے خوشی سے اجازت دے دی۔

کچھ وقت گذرنے کے بعد ہنری ہشتم اور کیتھرن کے تعلقات خراب ہونا شروع ہو گئے۔ کیتھرن چارلس پنجم کی پھوپی ہونے کی وجہ سے ہنری اور ولزے کو یہ سمجھاتی تھی کہ ان سے دوستی رکھنی چاہیے، اور یہ اس وقت کے سیاسی حالات کے خلاف تھا۔ دوسرے اس سے کوئی لڑکا نہیں تھا۔ جو کہ ٹیوڈر خاندان کا وارث اور انگلینڈ کا بادشاہ بنے۔

اس کے علاوہ وہ زیادہ خوبصورت بھی نہ تھی۔ ہنری ہشتم کو این بولین سے لگاؤ تھا انہیں تمام وجوہات کی بنا پر اس نے کیتھرن کو طلاق دینے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن اس میں کافی دشواری تھی۔ پہلے تو ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں کی جا سکتی تھی دوسرے بیوی کو طلاق دینے کا کوئی سوال ہی نہ تھا۔ طلاق کی اجازت پوپ دے سکتا تھا جو اس وقت چارلس کے زیر اثر تھا۔

ان تمام باتوں پر غور کرنے کے بعد اس نے پوپ کلیمنٹ ہفتم سے طلاق کی اجازت مانگی۔ کہ اس کی شادی ہی ناجائز تھی۔ اس نے پہلے کچھ جواب نہ دیا۔ لیکن کچھ عرصے بعد اس نے اپنے نائب کومپیگیو کو انگلینڈ ولزے سے طلاق کے مسئلے پر بات کرنے کے لیے بھیجا۔ اس غرض سے ایک عدالت بنی اور ولزے اور کومپیگیو منصف بنے۔ ہنری اور کیتھرن عدالت میں حاضر ہوئے لیکن فیصلہ دینے میں بہت وقت لگا دیا۔ جبکہ ولزے کو معلوم تھا کہ ہنری بہت ہی بے چینی سے فیصلے کا منتظر ہے۔ کیونکہ وہ این سے بہت جلد شادی کرنے کا خواہش مند تھا۔ اسی وجہ سے ہنری نے ولزے سے انتقام لینے کا فیصلہ کر لیا۔ ولزے کی جاگیر ضبط کر لی اور اس کو قید کر دیا۔ کافی مشکل کے بعد اس کو رہائی ملی لیکن جلد ہی اس کا انتقال ہو گیا۔ ولزے کی وفات کے بعد اس نے کیتھرن کو طلاق دی اور رعایا پر ظلم کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا۔

ولزے کے بعد ہنری نے دو ادر نئے لوگوں کو منتخب کیا ایک ٹامس کرامویل اور ٹامس کرنیمر، یہ دونوں ہنری کی ہر صحیح اور غلط بات کو ماننے پر تیار رہتے تھے۔ انھوں نے مشورہ دیا کہ طلاق کے مسئلے میں یونیورسٹیوں کو بھی رجوع کرنا چاہیے۔ وہاں سے بھی فیصلہ ہونے میں دیر لگی اور کرنیمر نے جو کہ چرچ کا اعلا افسر تھا مقدمہ ہنری کے حق میں فیصل کر دیا اور اس طرح ہنری کی این سے شادی کرنے کی خواہش پوری ہو گئی۔ کیتھرن کی طلاق ہی کے سلسلے میں ہنری پوپ کا بھی مخالف ہو گیا اور اس نے اس بات کا فیصلہ کر لیا کہ کسی طرح بھی انگلینڈ سے پوپ کا اثر و رسوخ بالکل ختم کر دینا ہے۔

# مذہبی اصلاح

مذہبی اصلاح کی تحریک یورپ کے ملکوں میں سب سے پہلے جرمنی میں شروع ہوئی۔ اصل محرک لوتھر تھا جس نے مذہبی خرابیوں کے خلاف آواز اٹھائی لیکن بادشاہ اس تحریک کے خلاف تھے۔ لیکن انگلینڈ میں مذہبی اصلاح کی تحریک بادشاہ ہی کی وجہ سے شروع ہوئی۔ عوام نے بہت کم حصہ لیا۔ جرمنی کی طرح انگلینڈ میں بھی کافی پڑھے لکھے لوگ مذہبی اصلاح کے طرفدار تھے۔ اراسمس، مور اور ولزلے خود انگلینڈ کے گرجا گھروں میں تبدیلی اور اصلاح کے خواہشمند تھے۔ لیکن یہاں اصل بنیاد کیتھرن کی طلاق تھی اس سے پہلے خود آرتھر کی تحریک تھی اس نے پوپ کے خلاف شروع کی۔ ہنری اس کے سخت خلاف تھا اور اس نے ایک کتابچہ بھی پوپ کی طرفداری میں لکھا تھا۔ لیکن طلاق کی اجازت نہ ملنے پر وہ پوپ کا دشمن ہوگیا اور اس نے ایسے اقدام کیے جن کی وجہ سے پوپ کا اثر انگلینڈ سے ختم ہوجائے۔

ہنری نے سوچا کہ سب سے پہلے اس کے خزانے پر قبضہ کرنا چاہیے کیونکہ کسی بھی تحریک کے لیے دولت کی ضرورت ہوتی ہے، اگر مالی مدد ختم کردی جائے گی تو خود بخود ان کا اثر ختم ہوجائے گا۔ ابھی تک پادریوں کو کئی ٹیکس دیے جاتے تھے، کچھ پادری تجارت اور دوسرے ٹیکسوں کو وصول کرکے روپیہ کماتے تھے۔ بادشاہ نے ان کی آمدنی پر پابندی لگانا شروع کردی۔ ان کی جاگیریں ضبط کرلیں اور جو ٹیکس پوپ نے لگا رکھے تھے سب ختم کردیے۔

مالی امداد ختم کرنے کے بعد قانونی اثر ختم کرنے کی اسکیم بنائی۔ ۱۵۳۳ء میں اپیل کا قانون پاس کرکے انگلینڈ کے تمام باشندوں کو پوپ کی عدالت میں کسی بھی قسم کا مقدمہ لے جانے کی ممانعت کردی۔ یہ قانون بھی بنادیا کہ پادریوں کا تقرر ہنری ہی کیا کرے گا۔ پوپ کو ان کے بھیجنے کا اختیار نہیں رہا۔ اسی طرح قانونی پابندیوں سے انگلینڈ کو بھی پوپ کے اختیار سے باہر نکال لیا۔

ان تمام باتوں سے پوپ بہت ناراض ہوا اور اس نے کیتھرن کی طلاق کو ناجائز قرار دے دیا۔ ہنری نے بدلہ لینے کے لیے پارلیمنٹ سے ایک قانون پاس کرایا اور پارلیمنٹ نے ہنری کو "انگلینڈ کے چرچ کا صدر" بنا دیا۔ ہر خاص و عام کے لیے یہ بھی ضروری کر دیا کہ وہ عہد لیں کہ اب وہ پوپ کی تقلید نہیں کریں گے۔ اس قانون نے انگلینڈ سے پوپ کا تعلق بالکل ختم کر دیا۔ لیکن کچھ ایسے بھی تھے کہ جنھوں نے عہد لینے سے انکار کر دیا۔ ان میں ٹامس مور بھی شامل تھا، اس جرم میں اسے قتل کر دیا گیا۔

اس ظلم سے ہنری کی ہمت اور بڑھی اور اس نے کرامویل کے مشورے سے یہ حکم دیا کہ چھوٹی چھوٹی خانقاہیں برباد کر دی جائیں اور ان کی جاگیریں ضبط کر لی جائیں جس سے کافی بڑی رقم اس کے ہاتھ لگی۔ ہنری کی اس مذہبی اصلاح کے سلسلہ میں انگلینڈ کے شمالی علاقوں میں رہنے والوں کے دلوں میں ایک نفرت شروع ہو گئی جو رابرٹ آسک کی سرکردگی میں بغاوت کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ لیکن ہنری اس بغاوت کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ بہت سے باغیوں کو موت کی سزا دی گئی۔ چھوٹی خانقاہوں کے بعد بڑی خانقاہوں کا نمبر آیا اور ان کے پادریوں پر کچھ الزامات لگا کر ان خانقاہوں کو بھی ختم کر دیا۔ گرجا گھروں کے بت بھی توڑ دیے گئے لیکن ان کی بربادی میں عوام بھی ان کے ساتھ تھے کیوں کہ ان میں بہت سی خرابیاں پیدا ہو چکی تھیں۔ اور عوام کو ان کے نظام سے نفرت پیدا ہو گئی تھی۔

۱۵۳۷ء میں انجیل کا ترجمہ انگریزی میں کرایا۔ جو لوگ انجیل کو لیٹن میں پڑھنے سے مجبور تھے ان کو آسانی مہیا ہو گئی۔ لوگوں کی دلچسپی بڑھی۔ اب وہ مذہب کے نکتوں کو سمجھنے لگے۔

لیکن جرمنی کی طرح ہنری کیتھولک مذہب کے اصولوں کو برباد نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے اس نے اس کے تحفظ کی خاطر چھے اصول بنائے۔

۱۔ لارڈس سپر میں گوشت کھانا یا شراب پینا ایسا ہے کہ جیسے کسی نے حضرت عیسیٰ کا گوشت کھا لیا ہو۔

۲۔ پادریوں کو پرہیزگاری کی زندگی گزارنا چاہیے۔
۳۔ پادریوں کو تنہائی میں اپنے گناہوں کی معافی مانگنا چاہیے
۴۔ مذہبی تیوہاروں کو ماننا چاہیے۔
۵۔ ہر شخص کو خدا کی عبادت کرنی چاہیے۔
۶۔ پادریوں کو ایک جگہ جمع ہو کر مذہبی نکتوں پر بھی سوچنا چاہیے۔

جو پروٹسٹنٹ ان اصولوں کو ماننے سے انکار کرتے تھے ان کو سزا دی جاتی تھی۔ اور جو کیتھولک پوپ کو مانتے تھے ان کو بھی سزائیں دی جاتی تھیں۔ اس طرح دونوں اس کے عتاب کی زد میں تھے۔ اس کو اپنی اس پالیسی میں بھی کافی کامیابی حاصل ہوئی لیکن یہ اصلاح بادشاہ کی طرف سے ہوئی تھی۔ اس لیے جیسے جیسے بادشاہ ہوئے انھوں نے اپنے اپنے خیالات کے مطابق اصولوں میں تبدیلی کی۔ لہٰذا اس اصلاح میں زیادہ کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ عوام ہنری سے عاجز آچکے تھے۔ جب اس کا انتقال ہوا تو وہ بہت خوش ہوئے۔

# ایڈورڈ ششم

(۱۵۴۷ء ——— ۱۵۵۳ء)

جس وقت ہنری ہشتم کا انتقال ہوا ایڈورڈ کی عمر تقریباً دس سال کی تھی۔ ہنری نے ایک مجلس کی تنظیم کر لی تھی جو حکومت کرنے میں مددگار ثابت ہو۔ لیکن ایڈورڈ کے ماموں نے اس پر قبضہ کر لیا اور اپنے کو "محافظ اعلیٰ" بنا لیا۔ اس کے بعد مجلس نے بھی اس کو ڈیوک آف سامرسیٹ کا خطاب دے دیا اس طرح وہ ایڈورڈ کا ولی عہد بن گیا۔

## سامرسیٹ کا دور ولی عہدی

ہنری کی مذہبی اصلاح کے بعد انگلینڈ کے عوام میں کچھ اور آگے بڑھنے کا جذبہ بھی تھا۔

اس لیے سامرسیٹ نے اس بات کی کوشش کی کہ انگلینڈ میں مذہب کی تشکیل جدید جرمنی کے انداز پر ہونی چاہیے۔ اس نے ایک کتاب "دعا" شائع کی اور ہنری کے بناتے ہوئے اصول منسوخ کر دیے۔ ماس کی رسم بھی بند کر دی گئی۔ اس نے پروٹسٹنٹزم کو ہی انگلینڈ کا سرکاری مذہب قرار دے دیا۔ جن پادریوں نے اس کے ماننے سے انکار کیا ان کی جاگیریں ضبط کر لیں اور گرجاؤں کے بت توڑ دیے۔ سامان آرائش باہر پھینکوا دیا گیا۔ جاگیروں کی ضبطی اور بتوں کے ٹوٹنے سے ملک میں ایک اضطراب کی لہر پھیل گئی اور لوگوں کو سامرسیٹ کی حمایتی حکومت سے پریشانی ہونا شروع ہو گئی۔ اس نے مزدوروں کی انجمنوں کی جاگیریں بھی ضبط کر لیں۔ انگلینڈ کے عوام اس کے دشمن ہو گئے۔ دوسرے چراگاہوں کے بن جانے سے بہت سے کسان مزدور بے روزگار ہو گئے۔ کیوں کہ بھیڑ پالنے کے لیے بہت کم مزدوروں کی ضرورت ہوتی تھی۔

## انگلینڈ اور اسکاٹ لینڈ کے تعلقات

سامرسیٹ نے سوچا کہ اڈورڈ کی شادی اسکاٹ لینڈ کی شہزادی میری سے کر دی جائے۔ لیکن میری کی ماں کیتھولک مذہب میں یقین رکھتی تھی اور سامرسیٹ اور خود اڈورڈ پروٹسٹنٹ تھے۔ جب اس نے دیکھا کہ یہ شادی نہیں ہو سکتی تو اس نے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں اس نے ۱۵۴۷ء میں حملہ کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میری کی شادی فرانس سے ہو گئی۔ سامرسیٹ نے فرانس پر حملہ کر دیا۔ انگلینڈ کو شکست ہوئی اور بادلینج شہر جس کو ہنری نے کافی دشواری کے بعد حاصل کیا تھا وہ بھی انگریزوں کے قبضہ سے نکل گیا۔

## سامرسیٹ کے خلاف بغاوتیں

سامرسیٹ کی مذہبی پالیسیوں سے تنگ آکر بغاوتیں ہونے لگیں۔ پہلی بغاوت ۱۵۴۸ء میں ڈیوک شائر کے صوبہ میں ہوئی۔ کیونکہ یہ لوگ پرانے مذہب کو مانتے تھے

اور سامرسیٹ کی مذہبی اصلاحیں ان کے مذہب کے خلاف تھیں۔ دوسری بغاوت کیٹ کی سرکردگی میں نارفاک کے صوبے میں ہوئی۔ یہ لوگ چراگاہوں کے خلاف تھے۔ کیونکہ انھیں بہت نقصان پہنچ رہا تھا۔ لیکن ان بغاوتوں کو اس نے آسانی سے فرد کر دیا۔

ان اندرونی بغاوتوں اور بیرونی پالیسی میں ناکامیاب ہونے سے اس کی مقبولیت ختم ہوگئی۔ مذہبی اصلاح سے بھی کافی لوگ مخالف ہوگئے۔ ان تمام وجوہات کی بنا پر مجلس انتظامیہ نے سامرسیٹ کی جگہ ڈڈلے کو "محافظ اعلیٰ" مقرر کر دیا۔ اس کو "ڈیوک آف نارتھمبر لینڈ" کا خطاب دیا۔ سامرسیٹ کافی بدنام ہوچکا تھا۔ ڈڈلے نے اس پر بہت سے الزام لگا کر اس کو پھانسی دے دی۔

## ڈڈلے کی پالیسی

نارتھمبر لینڈ کا بھی رجحان مذہب کی طرف کافی تھا۔ اسی وجہ سے اس نے مذہب میں بھی اصلاح کی اور اس نے کتاب دعا شائع کی اور پروٹسٹنٹ مذہب کے ۴۲ اصول مقرر کیے۔ اب انگلینڈ کا مذہب بھی بالکل جرمنی کے خالص پروٹسٹنٹزم کی طرح ہوگیا اس نے چراگاہوں کو بھی روکنے کی تدبیر کی اور اس کے کہنے سے پارلیمنٹ نے غربا کا قانون پاس کیا جس کا مقصد ان کی حالت بہتر کرنا تھا۔

اس کے دل میں ایک خواہش اور پیدا ہوئی۔ کیونکہ ایڈورڈ زیادہ تر بیمار رہتا تھا اس نے اپنے لڑکے کی شادی ایڈورڈ کی بھتیجی لیڈی جین گرے کے ساتھ کر دی اور ایڈورڈ سے وصیت نامہ لکھوالیا کہ اس کے مرنے کے بعد بادشاہت میری یا ایلزبتھ کے بجائے لیڈی جین گرے کو ملے گی۔ اس کے کچھ عرصے بعد ایڈورڈ کا انتقال ہوگیا۔ میری فوراً لندن چلی گئی۔ عوام اور فوج دونوں اس کے ساتھ ہوگئے۔ اس طرح نارتھمبر لینڈ کامیاب نہ ہوسکا میری نے نارتھمبر لینڈ اور جین گرے کو قید کر دیا اور بعد میں پھانسی کی سزا دی۔

# میری

## (۱۵۵۳ء ــــــ ۱۵۵۸ء)

کیتھرن کی لڑکی میری تھی۔ وہ کیتھولک مذہب کی پیرو تھی اور پوپ سے بھی ہمدردی رکھتی تھی اسی وجہ سے خود ہنری ہشتم یہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ ملکہ بنائی جائے اور ایڈورڈ بھی اس کے خلاف تھا لیکن ملکہ ہونے کے بعد وہ اسپین کے ساتھ ہوگئی اور پوپ کا ساتھ دیا۔

میری اسپین کے بادشاہ فلپ دوئم سے شادی کرنا چاہتی تھی لیکن انگلینڈ کے عوام یہ چاہتے تھے کہ اس کی شادی انگلینڈ ہی کے کسی شہزادے سے ہو تاکہ بادشاہت اسپین نہ چلی جائے۔ لیکن میری نے پوپ کی مرضی کے مطابق اپنی شادی فلپ دوئم سے کرلی۔

### واٹ کی بغاوت

میری کی شادی کے بعد کافی لوگ اس کے خلاف ہوگئے۔ ۱۵۵۴ء میں باغیوں کے سردار ڈیوک آف سفاک اور ٹامس واٹ تھے۔ انھوں نے بغاوت کی۔ ان کا مقصد میری کی جگہ ایلزبتھ کو ملکہ بنانا تھا۔ لیکن کامیاب نہ ہوسکے۔ واٹ نے لندن پر حملہ کردیا لیکن وہاں کے عوام نے میری کا ساتھ دے کر باغیوں کو شکست دی۔ کافی باغیوں کو مار ڈالا۔ جین گرے کو بھی پھانسی کی سزا دے دی گئی اور ایلزبتھ کو قید کردیا گیا۔

### مذہبی پالیسی

کیونکہ میری کیتھولک مذہب کی پیرو اور پوپ کی ساتھی تھی۔ اس لیے اب اس نے پروٹسٹنٹ مذہب کو دبانے کی تدابیر شروع کیں۔ وہ تمام قانون جو نئے مذہب کے

مطابق بنے تھے ختم کردیے گئے۔ پوپ کا اقتدار پھر سے انگلینڈ میں بحال ہوگیا۔ اور اس کے مخالفین پر ظلم ہونے لگے۔ پروٹسٹنٹ مذہب کے سربراہوں کو آگ میں جلا دیا گیا لیکن جتنا ظلم پروٹسٹنٹ مذہب کے ماننے والوں پر ہوا اتنی ہی ان کی تعداد بڑھتی گئی اور انھوں نے میری کے ظلم کی پروا نہ کی۔

فرانس کے بادشاہ نے ۱۵۵۸ء میں انگلینڈ کا ایک شہر کیلے فتح کرلیا۔ جس کے نکل جانے سے میری کو بہت صدمہ ہوا وہ بیمار پڑگئی اور کچھ ہی عرصے بعد اس کا انتقال ہوگیا۔

# ایلزبتھ

(۱۵۵۸ء ——— ۱۶۰۳ء)

میری کے انتقال کے بعد اس کی بہن ایلزبتھ ملکہ بنی۔ وہ بہادر اور قابل عورت تھی اور جہاں تک ہوتا ہر بات میں درمیانی راستہ اختیار کرتی۔ ایلزبتھ میں مذہبی تعصب نہ تھا وہ تمام مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ ایک سا برتاؤ کرتی تھی ہندستان میں اس وقت مغل حکمران اکبر اعظم بھی اس وقت صلح کل کے اصول پر عمل پیرا تھا۔

## مذہبی پالیسی

ایلزبتھ کے زمانے میں عوام دو حصوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک گروہ چاہتا تھا کہ پھر سے وہی پوپ کا مذہب انگلینڈ میں شروع ہو جائے اور دوسرا گروہ پروٹسٹنٹ مذہب کا حامی تھا۔ لیکن ایلزبتھ کے زمانے میں ایک نیا فرقہ وجود میں آیا وہ تھا پیوریٹن اس فرقے کی خواہش تھی کہ انگلینڈ کا پروٹسٹنٹزم وہی صورت اختیار کرے جو جرمنی میں ہے اور پوپ سے تعلق ختم ہو جاتے تاکہ انگلینڈ کا گرجا خودمختار ہو جائے اور

پرانے مذہب کے ماننے والوں پر جبر وظلم جاری رکھا جاتے۔ ان کا کہنا تھا کہ انسان کو دنیاوی عیش وعشرت سے علاحدہ رہنا چاہیے اور خدا کی عبادت کرنی چاہیے۔

ایلزبتھ سب کو مذہبی آزادی دینا چاہتی تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ انگلینڈ کے تمام گرجاگھر کسی بھی فرقے کے مکمل اختیار میں نہیں رہنا چاہیں۔ لیکن حالات کے تحت اس کو نئے مذہب والوں کی طرفداری کرنا پڑی۔ جب وہ ملکہ بنی تو پرانے مذہب کے پیروکاروں نے اُس کی حکومت میں رہنے سے انکار کر دیا۔ مجبوراً اس نے ان کو نکال دیا اور جو پادری ایڈورڈ ششم کے زمانے میں نکال دیے گئے تھے ان کو بلا کر گرجا واپس دے دیے گئے۔

ایلزبتھ نے میری کے بنائے ہوئے مذہبی قوانین منسوخ کر دیے اور پروٹسٹنٹ مذہب کو ہی انگلینڈ کا مذہب قرار دیا۔ وہ خود بھی ہنری ہشتم کی طرح مذہبی قائد بن گئی۔ گرجاؤں کو پھر سے خوبصورت بنانا شروع کر دیا۔ ایلزبتھ نے حکم دیا کہ تمام عوام پروٹسٹنٹ گرجاؤں میں شریک ہوا کریں۔ لیکن شریک نہ ہونے والوں پر کوئی سختی بھی نہیں کی۔ اس طرح انگلیکن گرجا وجود میں آیا۔

## نوآبادیوں کی تلاش

اس کے عہد میں بحری فن میں بھی کافی ترقی ہوئی۔ ۱۴۹۲ء میں کولمبس نے امریکہ کا پتا لگا لیا اور اس کے چھے سال بعد ۱۴۹۸ء میں واسکوڈی گاما نے ہندستان پہنچنے کا ایک نیا راستہ تلاش کیا۔ یہ راستہ افریقہ کے جنوب سے گذرتا تھا۔ اسی زمانے میں انگریزی ملاحوں نے شمال ومشرق اور شمال ومغرب کے راستوں سے ہندستان، چین اور دیگر مشرقی ملکوں میں پہنچنے کی کئی بار کوشش کی۔ کیبٹ نے نیوفاؤنڈلینڈ کے جزیرے اور شمالی امریکہ کے شمالی ومشرقی ساحل کی تلاش کی۔

ہاکنس اور ڈریک نے ۱۶۰۰ء میں ایلزبتھ سے مشرقی تجارت کے پورے پورے حقوق لینے کی درخواست کی جو اس نے منظور کر لی۔ اس لیے اس کمپنی کا نام مشرقی جزائر

وہندستان کی کمپنی پڑا۔ بعد میں اس کا نام الیسٹ انڈیا کمپنی رکھا گیا۔

ایلزبتھ کے زمانے میں انگریزی سیاح نوآبادیوں کے بسانے میں مصروف تھے ان میں سر ہمفری گلبرٹ اور سر والٹر ریلے مشہور ہیں۔ گلبرٹ نے نیو فاؤنڈ لینڈ جزیرے میں نوآبادی قائم کی اور ریلے نے ۱۶۰۳ء میں انگریز نوآبادی شمالی امریکہ کے مشرقی ساحل کے وسطی حصے پر قائم کی اور اس کا نام درجینیا رکھا۔

## میری کی سازش

میری نے سوچا کہ وہ اپنے کو انگلینڈ کے تخت کا حقدار ثابت کرے۔ اس کا کہنا تھا کہ ہنری ہشتم نے پوپ کی اجازت کے بغیر کیتھرن کو طلاق دی۔ لہٰذا اس کی شادی این کے ساتھ ناجائز تھی۔ قانون کی رو سے ایلزبتھ انگلینڈ کی ملکہ نہیں بن سکتی۔ اس کے برخلاف وہ ہنری ہشتم کی بہن مارگریٹ کی سوتن ہے۔ اس لیے وہ اپنے کو تخت کا حقدار تصور کرنے لگی۔ اس کو اور مضبوط کرنے کے لیے ٹیوڈر خاندان کے ایک شخص ڈارنلے سے شادی بھی کرلی۔ لیکن ان دونوں کے تعلقات بھی اچھے نہ رہے اور میری نے باتھویل کی رائے مان کر اس کو قتل کرادیا۔ لیکن جو فائدہ حاصل کرنا چاہتی تھی وہ حاصل نہ ہوسکا۔ اس نے اپنی شادی باتھویل سے کرلی۔ بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ میری ہی اپنے شوہر کے قتل کی ذمہ دار تھی۔ کیوں کہ اس نے اپنے شوہر کے قاتل کے ساتھ شادی کرلی تھی۔ میری نے ڈارنلے کے قتل سے متعلق کچھ خطوط بھیجے تھے جو بعد میں اس کے نوکر کے پاس پکڑے گئے۔ لیکن ڈارنلے کے قتل کے بعد اسکاٹ لینڈ کے لوگ میری کے اور خلاف ہو گئے۔

## بغاوتیں

میری کے ساتھی کافی تھے۔ پوپ بھی اسی کے ساتھ تھا اور فرانس کا بادشاہ فلپ دوئم بھی اس کی مدد کرنے کو تیار تھا۔ دوسری طرف اسکاٹ لینڈ کے بہت سے امرا اس سے شادی کرنا چاہتے تھے۔ اسی لیے اس کے طرفداروں نے میری کو ملکہ بنانے کے لیے

ایلزبتھ کے خلاف بغاوت کی لیکن فوج نے اس بغاوت کو فرد کر دیا اور اکثر باغیوں کو موت کی سزا دی۔ جب پوپ کو اس شکست کا علم ہوا تو اس نے ایلزبتھ کے خلاف ایک فرمان جاری کیا جس کا مطلب تھا کہ ایلزبتھ انگلینڈ کی ملکہ نہیں ہے وہ انگلینڈ کے عوام کی مذہبی دشمن ہے۔ اس کے حکم کو نہیں ماننا چاہیے۔ جب پوپ بھی سازش میں ناکامیاب ہوگیا تو فلپ دوم اور نارفاک نے ایلزبتھ کے قتل کی سازش کی، لیکن ایلزبتھ کو اس سازش کی خبر ہوگئی۔ اور جو لوگ اس سازش میں ملوث تھے ان کو پھانسی دے دی گئی۔

## ہیوجونوز کے ساتھ اس کا رویہ

فرانس کا بادشاہ چارلس نہم پروٹسٹنٹ سے جو ہیوجونوز کہلاتے ہیں جنگ کر رہا تھا اُنھوں نے ایلزبتھ سے مدد کی درخواست کی۔ لیکن ایلزبتھ نے مدد کرنے سے انکار کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چارلس نے ہیوجونوز کو ہزاروں کی تعداد میں قتل کرا دیا۔ اسی طرح ہولینڈ کے پروٹسٹنٹ جو ولیم سے جنگ کر رہے تھے ان کو بھی مدد نہیں دی۔ اصل میں وہ نئے مذہب کے ماننے والوں کی مدد کو تیار نہ تھی۔ حالانکہ وہ خود نئے مذہب کی پیرو تھی۔ وہ کیتھولک لوگوں سے خوفزدہ تھی کہ کہیں وہ اس کے قتل کرنے کا فیصلہ نہ کریں اور ایسا ہی ہوا کہ ۱۵۸۳ء میں اسپین اور فرانس کے بادشاہوں نے شریک ہوکر ایک منصوبہ بنایا کہ یورپ کی ایک فوج اکٹھی کر کے انگلینڈ پر حملہ کیا جائے اور اسی وقت تھراک مارٹن بھی بغاوت کرے اور ایلزبتھ کو قتل کر دیا جائے۔ لیکن اس کے وزیر سیسل اور والسنگھم نے قابلیت سے کام لیا۔ تھراک مارٹن کی بغاوت نے یہ ثابت کر دیا کہ فرانس اور اسپین دونوں ایلزبتھ کے مخالف ہیں اسی وجہ سے ۱۵۸۴ء میں پارلیمنٹ نے ایک قانون پاس کیا کہ اب جو بھی ملکہ کے خلاف بغاوت کرے گا اس کو موت کی سزا دی جائے گی۔ اس کا اصل مقصد میری کو قتل کرانا تھا۔ مگر ایسا نہ ہوسکا۔ لیکن آیندہ کے لیے بغاوت کا راستہ بند ہوگیا۔ اس قانون کا اثر زیادہ نہ ہوا اور اس کے دو سال بعد ہی ایک اور سازش بنگٹن نے کی۔ اس میں پوپ اور اس کے دوسرے ساتھی بھی شامل تھے۔ لیکن

اس کا بھی پتا چل گیا اور سازش ناکام رہی۔ لیکن پارلیمنٹ نے یہ طے کیا کہ اب میری پر مقدمہ چلانا چاہیے چنانچہ مقدمہ چلنے پر وہ مجرم ثابت ہوئی اور اس کو پھانسی دے دی گئی۔ اس طرح پوپ اور فلپ دوم کا ایک ساتھی ختم ہو گیا جس کو وہ ایلزبتھ کے خلاف استعمال کر رہے تھے

## اسپینی آرمیڈا کی شکست

فلپ دوم اور ایلزبتھ کی آپسی دشمنی کے کئی اسباب تھے۔ ایک تو مذہبی اختلافات دوسرے سیاسی اختلافات، تیسرے فلپ ایلزبتھ سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ لیکن جب ایسا نہ ہو سکا تو وہ مخالف بن کر سامنے آگیا۔ انگریز ملّاح اسپین کے تجارتی جہازوں کو کافی نقصان پہنچا رہے تھے۔ اسی کے بدلے میں اس نے انگلینڈ میں کئی بغاوتیں کرائیں فلپ نے ایک جہازی فوج انگلینڈ بھیجی۔ لیکن فرانسس ڈریک نے جہازوں میں آگ لگا دی۔ اس نے دوبارہ ایک بڑا جہازی بیڑا تیار کیا۔ وہ اس قدر مضبوط بنایا تھا کہ جس کو شکست دینا بہت ہی مشکل تھا۔ اسی لیے وہ اس کو "غیر مغلوب بیڑا" کہتے تھے لیکن انگریزی جہازوں نے اس کو بھی شکست دے دی۔

## آئرلینڈ ٹیوڈر دور میں

آئرلینڈ کی حالت بہت خراب تھی۔ یہاں پر کئی بڑے خاندان تھے لیکن یہاں کے لوگ وحشیانہ زندگی گزارتے تھے ۱۴۹۴ء میں آئرلینڈ کی پارلیمنٹ نے قانون پاس کیا کہ بغیر انگلینڈ کے بادشاہ کی مرضی کے پارلیمنٹ کا سیشن نہیں ہوگا اور جتنے بل پارلیمنٹ میں پیش کیے جائیں گے ان کے لیے انگلینڈ کے بادشاہ کی اجازت لینا ہوگی۔

ہنری ہشتم کے زمانے میں آئرلینڈ کی حالت اور بگڑ گئی۔ کاڈر خاندان کا انتظام بھی بہت خراب ہو گیا۔ اس نے وہاں کے بادشاہ کو قید کر دیا اور پارلیمنٹ نے ہنری ہشتم کو ہی اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا اور مذہبی اصلاح کے سلسلے میں آئرلینڈ میں بھی نئے مذہب کو شروع کر دیا۔ اس نے وہاں کے امیروں کو اپنا ہم نوا بنانے کو انھیں جاگیریں اور خطابات دیے۔

تاکہ وہ آسانی کے ساتھ آئرلینڈ پر اپنا اثر جما لے اور اپنے قدم مستحکم کر لے۔

ایڈورڈ کے زمانے میں آئرلینڈ میں خاص تبدیلی نہیں آئی۔ صرف نئے مذہب کے اصول جس طرح انگلینڈ میں ترقی پا رہے تھے ان کو آئرلینڈ میں بھی پھیلایا گیا۔ جب میری انگلینڈ کی ملکہ بنی تو انگلینڈ میں کیتھولک مذہب کا زور شروع ہوا اور بالکل اسی طرح آئرلینڈ میں بھی کیتھولک مذہب کا اثر تیزی سے بڑھنا شروع ہو گیا۔ لیکن ایلزبتھ کے ملکہ بننے کے بعد جس طرح مذہبی انقلاب انگلینڈ میں آیا اسی طرح آئرلینڈ میں بھی ہوا اور وہاں پروٹسٹنٹزم کا دور دورا ہو گیا۔ لیکن آئرش لوگ اس کو برداشت نہ کر سکے اور ایلزبتھ کے زمانے میں کئی بغاوتیں ہوئیں، جس کی دو وجہ تھیں، ایک مذہبی دوسرے مالی۔ وہاں زیادہ تر لوگ رومن کیتھولک میں یقین رکھتے تھے۔ دوسرے ایلزبتھ نے آئرلینڈ کی زیادہ تر جاگیریں انگلستان سے آئے ہوئے نوآباد لوگوں کو دے دی تھیں اور وہاں کے قدیم رہنے والوں کو ان سے محروم کر دیا تھا۔

آئرلینڈ میں کئی بغاوتیں ہوئیں۔ ۸۹-۱۵۸۸ء میں ایک بغاوت ہوئی۔ اس کا سردار ڈلیسمنڈ تھا۔ دوسری بغاوت ٹائرن کی سرپرستی میں ۱۶۰۳-۱۵۹۵ء میں ہوئی اس بغاوت میں پوپ اور اسپین نے بھی مدد دی تھی۔ لیکن ایلزبتھ نے ان تمام بغاوتوں پر قابو پا لیا اور باغیوں کو بری طرح کچل دیا تاکہ وہ دوبارہ بغاوت نہ کر سکیں۔

## ٹیوڈر بادشاہ اور پارلیمنٹ

جس وقت ٹیوڈر خاندان کو اقتدار حاصل ہوا۔ اس وقت پارلیمنٹ کی حالت کچھ زیادہ اچھی نہ تھی۔ پارلیمنٹ کمزور اور بادشاہ طاقتور تھا اور تقریباً یہی حالت ہنری ہشتم کے زمانے تک رہی۔ پارلیمنٹ کو کمزور اور خود کو طاقتور رکھنے کی اس وقت ضرورت بھی تھی۔ صد سالہ جنگ اور گلابوں کی جنگ کے بعد ملک کی اندرونی حالت کافی خراب ہو چکی تھی۔ لوگ خود جنگ کے خلاف ہو گئے اور وہ یہ چاہتے تھے کہ اصلاحی صنعتی اور دوسرے ترقیاتی پروگرام شروع کیے جائیں۔ اس لیے نوبت یہاں تک

پہنچی کہ پارلیمنٹ کو بلانا بھی بند کر دیا۔ دوسری طرف لارڈس اور امراء اس قدر کمزور ہو گئے کہ بادشاہ بالکل مطمئن ہو گیا کہ اب اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ عوام میں سیاسی سوجھ بوجھ بھی ختم ہو گئی۔ وہ لڑائی جھگڑے سے گھبرا گئے تھے اور پُرامن طریقے سے اپنے کاروبار میں مشغول رہنا چاہتے تھے۔ وہ انتظام حکومت میں بلا وجہ مداخلت کو پسند نہ کرتے تھے۔ ان کو بادشاہ پر پورا یقین اور اعتماد تھا۔ دوسری طرف ایسے قوانین بھی پاس کیے گئے جن کا عوام پر بہت بُرا اثر پڑا۔ وہ یہ بھی دکھانا چاہتے تھے کہ وہ قانون پر ہی چل رہے ہیں۔ ٹیوڈر زمانے کے حکمرانوں نے پارلیمنٹ اور عوام دونوں کو خوش رکھا۔ لیکن بعد میں عوام بھی اس پالیسی کو سمجھ گئے تھے۔ چنانچہ اسٹورٹ حکمرانوں نے جب اسی پالیسی کو اپنانا چاہا تو فوراً ہی بادشاہ اور پارلیمنٹ میں جھگڑا شروع ہو گیا۔

پارلیمنٹ کے علاوہ ان بادشاہوں نے اپنی ایک مجلس بھی بنائی جو چالیس ممبروں پر مشتمل تھی۔ بادشاہ کے ہم خیال لوگ اس کے ممبر ہوتے تھے۔ وہ بادشاہ کو مشورے دیتے۔ دراصل بادشاہ نے عوام پر ظلم کرنے کا ہتھیار اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ اس مجلس کا کام ٹیکس لگانا تھا۔ اس مجلس کو مالی امداد شاہی خزانے سے ملتی تھی۔

پارلیمنٹ کی حالت بھی اس دور میں کوئی خاص اچھی نہ تھی۔ ہاؤس آف لارڈس بھی کافی کمزور تھا۔ کیونکہ زیادہ تر لارڈس گلابوں کی جنگ میں مارے گئے۔ اس طرح لارڈس میں کافی کمزوری پیدا ہو گئی تھی۔ لیکن ہاؤس آف کامنس اتنا کمزور نہ تھا۔ لیکن ایک یہ نقص تھا کہ اس کے ممبروں کا انتخاب حاکم طبقے کے لوگ خود کرتے تھے۔ اس لیے صرف بادشاہ کے ہم خیال لوگ اس کے ممبر ہو سکتے تھے۔ دوسرے پارلیمنٹ کی نشست کی کوئی تاریخ یا مدّت معین نہیں تھی۔ جب بادشاہ کی مرضی ہوتی بلا لیتا۔ اس لیے برسوں پارلیمنٹ کی نشست نہ ہو پاتی۔ ایلزبتھ کا دور جو تقریباً ۴۵ سال ہے۔ اس مدّت میں پارلیمنٹ کی صرف پانچ نشستیں ہو سکیں۔

ان تمام حق تلفیوں کے باوجود ممبروں کو اختیار حاصل تھا کہ وہ آزادی کے ساتھ بادشاہ کی پالیسی پر تنقید کر سکتے تھے۔ ہنری ہشتم نے پارلیمنٹ کے ممبر آسرڈ کو اپنی پالیسی

پر تنقید کرنے کے سلسلے میں گرفتار کرکے جیل میں ڈال دیا تو پارلیمنٹ نے یہ قانون پاس کیا کہ اس جرم میں کسی بھی ممبر آف پارلیمنٹ کو گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔ حالانکہ مالی امداد پارلیمنٹ سے ملتی تھی۔ لیکن ٹیوڈر بادشاہ مالدار تھے اس لیے وہ پارلیمنٹ کے مجبور نہ تھے۔

جہاں تک ٹیوڈر بادشاہوں اور انگلینڈ کی پارلیمنٹ کے تعلقات کا سوال ہے وہ اس دور میں کافی بہتر رہے۔ ہنری ہفتم نے لارڈس کی طاقت کا خاتمہ کر دیا اور عوام سے کافی دولت وصول کی۔ لیکن پارلیمنٹ نے کوئی رکاوٹ نہ ڈالی۔ ہنری ہشتم کی مذہبی پالیسی یا دوسری شادی کرنے پر بھی پارلیمنٹ نے کوئی اختلاف نہیں کیا۔ ایڈورڈ ششم اور میری کے عہد میں بھی پارلیمنٹ انھیں کے ساتھ رہی۔ ایلزبیتھ کے عہد کے شروع کے برسوں میں بھی پارلیمنٹ سے کوئی اختلاف نہ ہوا۔ صرف آخری تین برسوں میں اس کا ایلزبیتھ سے جھگڑا ہوگیا اور اس کی بنا تجارتی اختیارات تھے۔ لیکن ۱۶۰۱ء میں اسے تجارتی اختیارات کے سلسلے میں پارلیمنٹ کے مقابلے میں شکست ہوئی۔ اس اختلاف سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ پہلے کی طرح اب پارلیمنٹ بادشاہ کی ہر بات منظور نہیں کرے گی۔ یہی وجہ ہے کہ اسٹورٹ بادشاہوں سے پارلیمنٹ کا جھگڑا شروع ہوگیا۔ پارلیمنٹ کی اس کمزوری کی وجہ عوام کی غفلت اور بے توجہی تھی۔ جس کی وجہ سے ٹیوڈر بادشاہوں کو موقع مل گیا کہ وہ عوام پر ظلم کرسکے اور کوئی بھی ممبر پارلیمنٹ اس کی شکایت تک نہ کرسکا۔

## ٹیوڈر دور میں تجارت اور صنعت وحرفت

انگلینڈ کے پچھلے دور میں عوام کی توجہ زیادہ تر کاشتکاری پر تھی اور اسی میں زیادہ دلچسپی لیتے تھے۔ لیکن ٹیوڈر دور میں لوگوں نے بھیڑ پالنے میں بھی کافی دلچسپی لینا شروع کر دی اور انھوں نے اپنے کھیتوں کو بھیڑوں کے پالنے کے لیے استعمال کیا جس کی وجہ سے انگلینڈ میں اون کی تجارت میں ترقی ہوئی۔ اس تجارت میں کافی فائدہ ہوا۔ اسی وجہ سے زمینداروں نے کسانوں سے کھیت چھین لیے تاکہ وہ اس

طرح مالدار نہ ہو جائیں۔ اب وہ اونی کپڑا بُن کر دوسرے ملکوں کو بھیجتے تھے۔ اون کی تجارت سے مزدوروں پر بہت بُرا اثر پڑا۔ کیونکہ بھیڑوں کو پالنے میں بہت کم مزدوروں کی ضرورت پڑتی تھی۔ لہٰذا کافی مزدور بے روزگار ہو گئے۔

ایلزبتھ نے کسی حد تک ان برائیوں کو دور کرنے کی کوشش کی۔ اس نے ۱۵۸۳ء میں کاشتکاروں اور کاشتکار مزدوروں کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے ایک قانون پاس کیا۔ مزدوری کو طے کرنے کے لیے ہر ضلع میں حکام مقرر کیے اور مزدوروں کو مزدوری دلانے کا انتظام بھی کیا۔

اس دور میں لوہے اور کوئلے کی تجارت میں بھی ترقی ہوئی۔ اب پتھر کے کوئلے کا استعمال بڑھ گیا کیونکہ اس میں مالی بچت تھی اور لوہا بھی زیادہ نکالا جانے لگا۔ تجارتی مقامات بھی بڑھ گئے۔ تجارت پہلے صرف یورپ تک محدود تھی۔ لیکن امریکہ اور ہندستان کے راستے معلوم ہونے کے بعد نئے بازار مل گئے۔ دوسرے بحری فوج بھی اچھی بن گئی۔ دو نئی تجارتی کمپنیاں بھی بنائی گئیں، ایک ایسٹ انڈیا کمپنی اور دوسری بڑی کمپنی تھی اور اس طرح تجارت نے کافی ترقی کی۔

## ٹیوڈر دور کی معاشرت

ٹیوڈر خاندان میں بادشاہت آنے کے بعد ملک میں امن وامان قائم ہوا۔ باہری حملوں سے بھی لوگوں کو خوف کم ہو گیا۔ لیکن پہلے چار بادشاہوں کے زمانے میں اندرونی انتظام مستحکم نہ تھا، کھیتوں کو چراگاہوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ امیر بھی کچے مکانوں میں رہتے تھے جو دیکھنے میں بھی اچھے نہیں تھے۔ لیکن وقت گزرنے کے بعد لوگوں نے خوبصورت مکانات بنانا شروع کر دیے۔ مکانوں میں کھڑکیاں، روشندان، پردے اور دوسری سجاوٹ کی چیزیں بھی نظر آنے لگیں۔ لیکن عوام کے مکان ابھی کچے تھے عجیب بات ہے کہ دونوں کے گھروں میں سونے کے لیے فرش کے طور پر نیچے گھاس رکھی جاتی تھی جو کافی عرصے میں بدلتے تھے۔ اسی لیے بیماریاں بھی پھیلتی رہتی تھیں۔

غریب لوگ لکڑی کے تکیے اور امیر لوگ پروں سے تیار کیے ہوئے تکیے استعمال کرتے تھے غذا اور لباس بھی بہتر ہوئے۔ لیکن تبدیلی غریبوں میں بہت کم آئی۔ شراب کا بھی استعمال ہوتا تھا۔

غریب لوگوں میں خاص طور سے بیماریاں زیادہ پھیلتی تھیں، خاص بیماریاں بخار، پلیگ اور ٹی بی تھیں۔ جن کا علاج کرنے کے لیے اچھے ڈاکٹر نہیں تھے۔ عوام کا خیال تھا کہ بیماری کو جادو سے دور کیا جا سکتا ہے۔ یا پھر بیماری کا علاج جسم میں جیرا لگا کر خون نکال دینا تھا۔

کھیل کود اور تفریح کا سامان بھی تھا۔ مرغوں اور ریچھوں کو لڑایا جاتا تھا۔ اور دوسرے کھیل بھی شروع ہوئے۔ تیوہاروں کے موقع پر لوگ دعوتیں کرتے تھے۔ ایلزبتھ کے زمانے میں کھیل اور تماشے کافی بڑھ گئے تھے اور لوگ بھی خوش تھے۔ اسی وجہ سے انگلینڈ کے اکثر مورخین اس کے دورِ حکومت کو "خوش و خرم انگلینڈ" کے نام سے پکارتے ہیں۔ لوگ ڈرامے میں بھی کافی دلچسپی لیتے تھے۔ ایلزبتھ ڈراموں کی خود بھی بہت شوقین تھی۔ اس کے زمانے کا مشہور شاعر ولیم شیکسپیر تھا اس کے بعد اسپینسر کا نمبر آتا ہے۔ بیکن اور مالو بھی کافی مشہور رہیں۔

ہندستان میں اس وقت مغل دورِ حکومت تھا۔ ہندستانی طرز معاشرت انگلینڈ سے بدرجہا بہتر تھی۔ لیکن اسی دور کے بعد ہندستان کی سیاسی، سماجی، اور معاشی حالت کا زوال شروع ہوا اور انگریزوں کا عروج۔ اور آخر کار وہ حکمران بن بیٹھے۔

# عہد اسٹورٹ

(۱۶۰۳ء —— ۱۶۸۸ء)

## جیمس اوّل

(۱۶۰۳ء ۱۶۲۵ء)

ایلزبتھ کے انتقال کے بعد میری کا لڑکا جیمس انگلینڈ کا بادشاہ بنا وہ اسکاٹ لینڈ کا بھی بادشاہ تھا لیکن وہاں وہ جیمس ششم کے نام سے مشہور تھا۔ میری چونکہ اسٹورٹ خاندان سے تھی۔ اس لیے یہ خاندان اسٹورٹ کے نام سے مشہور ہے اور انگلینڈ کی تاریخ میں وہ جیمس کے نام سے مشہور ہے۔ کیوں کہ جیمس نام کا وہ پہلا ہی بادشاہ تھا۔

اس کے بادشاہ بننے سے یہ فائدہ ہوا کہ اسکاٹ لینڈ اور انگلینڈ کی پرانی دشمنی ختم ہوگئی لیکن وہ زیادہ کامیاب نہ رہا۔ کیونکہ اس وقت ایک ایسی شخصیت کی ضرورت تھی جو مذہبی فرقوں کے درمیان اعتدال پیدا کر سکے۔ پارلیمنٹ اور عوام کی رائے پر چلے۔ اسپین سے مخالفت برقرار رکھنا اور ساتھ ساتھ کیتھولک مذہب کے حملوں سے بھی انگلینڈ کو محفوظ رکھنا تھا۔ لیکن جیمس ان میں سے کسی بات پر بھی عمل نہ کر سکا۔ اس کے علاوہ اس نے کچھ ایسے کام کیے کہ عوام میں اس کی مخالفت شروع ہوگئی۔

# مذہبی فرقوں کے اختلافات

اس کے دور میں کئی مذہبی فرقے تھے۔ کیتھولک، پروٹسٹنٹ، پوپ کے بنائے ہوئے پجاری، انگلینڈ کے کیتھولک، پیورٹن، انگلیکن، انڈپینڈنٹ اور پریس برٹن تھے یہ سب اپنی آزادی کی مانگ کر رہے تھے۔ صرف انگلینڈ کے کیتھولک ہی بادشاہ کے موافق تھے۔ ایلزبتھ کے زمانے میں پروٹسٹنٹ دو حصوں میں تقسیم ہو گئے۔ پہلے انگلیکن اور دوسرے پیورٹن کہلاتے۔ انگلیکن ایلزبتھ کے بنائے ہوئے انگریزی گرجا کو مانتے تھے پیورٹن فرقہ بھی دو حصوں میں تقسیم ہو گیا ایک پریس برٹن اور دوسرا انڈپنڈنٹ کے نام سے مشہور ہوا۔ ان کے گرجا کا کام عوام کے ہاتھ میں تھا

ان فرقوں کے پیروؤں کی خواہش تھی کہ بادشاہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور ان کے مخالف فرقوں کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرے۔ کیتھولک اس خیال میں تھے کہ میری کا بیٹا ہونے کے رشتے سے وہ انہیں کافی مدد دے گا۔ وہ انگریزی گرجا کو ہی نہیں مانتا تھا۔ لیکن اس کا برتاؤ تمام فرقوں کے ساتھ یکساں تھا اور خاص طور سے وہ کیتھولک فرقے سے ڈرا ہوا تھا۔ جب کیتھولک اس سے دل برداشتہ ہو گئے تو انہوں نے جیمس کی جان لینے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن سازش کا پتا چل گیا۔ وہ دراصل اس کی چچازاد بہن ارابیلا کو ملکہ بنانا چاہتے تھے۔ اس سازش میں ریلے بھی شامل تھا۔ اس لیے اس کو بھی سزائے قید دی گئی اور کچھ عرصہ بعد اس کو موت کی سزا دی گئی۔

کیتھولک کی طرح پیورٹن بھی یہ سمجھ رہے تھے کہ انھیں جیمس سے بہت کچھ ملے گا۔ ان کی خواہش تھی کہ انگلیکن گرجا کے بجائے ہر ایک گرجا اپنے لیے بنائیں۔ دوسرے وہ گرجا کی خرابیوں کو بھی دور کرنا چاہتے تھے۔

جب پیورٹن نے مذہبی اصلاح پر زیادہ زور دیا تو جیمس نے ایک مجلس ہمپٹن کورٹ بنائی۔ اس میں انگلیکن چرچ کے پجاریوں اور پیورٹن نے حصہ لیا۔ جیمس خود اس

صدر تھا۔ لیکن اس مجلس نے پیورٹن کو جیمس کا مخالف بنا دیا اور انگلینڈ کا ایک بہت بڑا حصہ اس کا دشمن بن گیا۔ جیمس نے انجیل کا ترجمہ دوبارہ کرایا اور جو غلطیاں تھیں ان کو بھی دور کرادیا۔ یہی ترجمہ بہت مقبول ہوا۔

ہمپٹن کورٹ کے فیصلے کے ایک سال بعد جیمس کے خلاف ۱۶۰۵ء میں بارود کی ایک سازش کی گئی۔ اس میں پوپ کے بنائے ہوئے پجاریوں کا بھی کافی حصہ تھا۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ جیمس اور اس کے لڑکوں کو قتل کر دیں۔ اور اس کی لڑکی ایلزبتھ کو ملکہ بنا دیں پھر یہ طے کیا کہ ہاؤس آف لارڈس کے کمرے کے نیچے بارود بھر دیں اور جس وقت اس کا اجلاس شروع ہو تب ہی اس میں آگ لگا دی جائے۔ انھوں نے ایک چھوٹے سے کمرے میں بارود بھر دی۔ لیکن انھیں پیسے کی ضرورت ہوئی تو انھوں نے امیروں کی بھی مدد لی اور اس طرح یہ راز کھل گیا۔ باغی لوگ گرفتار ہوئے کچھ مقابلہ کرنے میں بھی مارے گئے۔ اس سازش کے نتیجے میں جیمس نے کیتھولک کے خلاف قانون پاس کیے جس سے ان کی زندگی دوبھر ہو گئی۔ اب اس نے پوپ اور انگلینڈ کے پجاریوں میں بھی تفریق کرنا شروع کر دی۔

## پارلیمنٹ کے ساتھ تعلقات

ایلزبتھ کے آخری برسوں میں پارلیمنٹ سے اختلافات شروع ہو گئے تھے اسی لیے جیمس کے بھی تعلقات اچھے نہ رہ سکے۔ پارلیمنٹ میں بھی آزادی کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ ممبر اب بادشاہ کی خودمختاری اور طاقت کو بالکل برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ وہ اب اپنے حقوق میں مداخلت کی اجازت نہیں دینا چاہتے تھے۔ اس کے کئی اسباب تھے۔ ٹیوڈر عہد میں بیرونی خطروں کا ڈر تھا۔ اس وجہ سے ان کی توجّہ بادشاہ کے بجائے ان خطرات کی طرف تھی۔ لیکن بعد میں باہری خطرات کم ہو گئے اسی لیے عوام کی توجّہ کا مرکز اب بادشاہ اور ان کے اختیارات بن گئے اور عوام نے ملکی سیاست میں حصّہ لینا شروع کر دیا۔

جیمس اس سے بالکل بے خبر تھا کہ عوام کس طرف جا رہے ہیں۔ اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ عوام میں اب پہلی جیسی مذہبیت ختم ہو چکی تھی۔ وہ لوگ اب ترقی کی طرف جا رہے تھے۔ ایسے دور میں اس نے بادشاہت کی نئی تصویر بنائی جس کو اس نے "لا آف مونارکی" میں لکھا ہے۔ اس کا کہنا تھا کہ عوام کا بادشاہ سے کوئی مطلب نہیں اس کو تو خدا نے مقرر کیا ہے۔ دنیا میں وہ خدا کا قائم مقام ہے۔ اس لیے عوام اس کی اطاعت کریں۔ ہر حال میں اس کا حکم مانیں۔ لیکن اس کا جواب مشہور فلسفی لاک نے دیا کہ بادشاہ کی شان و شوکت کا دارومدار عوام پر ہے۔ اگر وہ عوام کا خیال نہیں رکھے گا تو وہ اس کو تخت سے ہٹا دیں گے۔

وہ اپنا ایک اور حق بتاتا تھا کہ خدا نے اسے ایک خاص حق دیا ہے جس کی مدد سے وہ ملکی قوانین بدل سکتا ہے۔ پارلیمنٹ کا کہنا تھا کہ یہ حق خود جیمس کا بنایا ہوا ہے۔ اس کو کوئی ایسی طاقت حاصل نہیں اور وہ حکومت کے قانون کے مقابلے میں کوئی چیز نہیں ہے۔ یعنی قانون بادشاہ سے برتر ہے۔ اس نے عوام سے قرضہ بھی وصول کرنا شروع کیا وہ امن کے زمانے میں بھی جنگی قانونوں سے کام لیتا تھا اور انھیں تمام بے جا حقوق کو اس سے چھیننے کے لیے پارلیمنٹ نے بھی کوشش شروع کر دی۔

پارلیمنٹ کی مرضی کے خلاف جیمس ٹیکس لگا رہا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ بندرگاہیں بادشاہ کی جایدادیں ہیں۔ اس لیے وہ چیزیں جو باہری ملکوں سے آتی ہیں ان پر ٹیکس لگانے کا اس کو پورا حق ہے۔ لیکن وہ صرف دو ٹیکس ٹینج اور پونڈیج ہی لگا سکتا تھا اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ لیکن اس نے دوسرے ٹیکس بھی لگائے اور ۱۶۰۵ء میں ایک کتاب "بک آف ریٹس" شائع کی۔ جس میں تجارتی چیزوں پر ٹیکس لگانے کی دردرج تھی۔

مذہبی معاملے میں بھی اس کے پارلیمنٹ سے اختلافات تھے۔ زیادہ ممبر پیورٹن فرقے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ وہ ان کے ساتھ مہربانی کے ساتھ پیش آئے اور کیتھولک جو کہ اس پر حملہ کر چکے تھے سختی کرے۔ لیکن وہ ہر مذہب کے پیروؤں کو آزادی دینا چاہتا تھا اور کسی فرقے کے ساتھ کسی خاص قسم کا سلوک نہیں کرنا چاہتا تھا۔

بیرونی پالیسی میں بھی جیمس اور پارلیمنٹ کے نظریات میں اختلاف تھا، وہ اسپین کا ساتھی تھا۔ جبکہ پارلیمنٹ اسپین کی مخالف تھی۔ لیکن ان تمام اختلافی وجوہات کے ہوتے ہوئے بھی اگر وہ عقلمندی سے کام لیتا تو پارلیمنٹ اس کی مخالفت نہ کرتی۔ دوسرے اس کے صلاح کار بھی اس کو غلط راستے پر چلاتے تھے۔ اسی وجہ سے پارلیمنٹ سے اس کی مخالفت رہی۔

پہلی پارلیمنٹ جیمس نے ۱۶۰۴ء میں بلائی اس وقت اس کے زیادہ تر ممبر وکیل تھے جو قانون سے واقف تھے اور جیمس کے کاموں کو بھی خوب سمجھتے تھے۔ پارلیمنٹ نے ان غلط ٹیکسوں کے خلاف آواز اٹھائی، لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ پھر جیمس نے ایک سوداگر بیٹ کو ٹیکس نہ دینے کے جرم میں گرفتار کر لیا۔ اس پر پارلیمنٹ نے بھی اپنی ناراضگی کا اظہار کیا۔ لیکن عدالتوں نے پارلیمنٹ کے فیصلے کے خلاف فیصلے دیے۔ کیوں کہ ان کی بھی یہی رائے تھی کہ بادشاہ بندرگاہوں پر بغیر پارلیمنٹ کی مرضی کے ٹیکس لگا سکتا ہے۔ جیمس کو روپے کی ضرورت پڑی تو پارلیمنٹ نے سوچا کہ اب اس سے یہ عہد لے لیں کہ آئندہ وہ بے جا ٹیکس وصول نہیں کرے گا۔ لیکن وہ اس بات پر راضی نہیں ہوا اور پارلیمنٹ کو برخاست کر دیا۔ اور اس کے بعد چار سال تک بغیر پارلیمنٹ کے ہی جیمس نے حکومت کی۔ اس نے حکومت کی زمینیں اور خطابات بیچ کر اس کی آمدنی سے کام چلایا۔ ۱۶۱۴ء میں دوسری مرتبہ پارلیمنٹ کی نشست بلائی لیکن یہ بھی کچھ فائدہ مند ثابت نہ ہوسکی اور یہ نشست "بے ثمر پارلیمنٹ" کے نام مشہور ہے۔

جیمس نے تیسری مرتبہ ۱۶۲۱ء میں پارلیمنٹ کو بلایا۔ اس نشست میں دو خاص قانون پاس ہوئے۔ پارلیمنٹ بادشاہ کے کسی بھی ساتھی پر مقدمہ چلا سکتی ہے۔ اور سزا بھی بالکل ایک عام آدمی کی طرح دلا سکتی ہے۔ عوام کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کھلم کھلا بادشاہ کے خلاف اظہار خیال کر سکیں۔ جیمس اس سے بہت ناراض ہوا۔ اس نے ہاؤس آف کامنس کے رجسٹر کے اس صفحہ کو ہی پھاڑ دیا جس پر یہ قانون لکھا گیا تھا۔

چوتھی مرتبہ جیمس نے ۱۶۲۴ء میں پارلیمنٹ بلائی۔ اس پارلیمنٹ نے کوئی خاص

قانون نہیں بنایا اور اس پارلیمنٹ سے اس کے تعلقات اچھے رہے اور تین لاکھ پونڈ بادشاہ کے خرچے کے لیے منظور کیے۔ لیکن آخر میں اس پارلیمنٹ نے ان تمام ٹھیکوں کو خلاف قانون قرار دے دیا جو بادشاہ اپنے دوستوں کو دے دیا کرتا تھا۔ اس لیے مئی کے مہینے میں ہی پارلیمنٹ برخاست کردی گئی۔

اب قوم میں بیداری پیدا ہو گئی تھی۔ عوام برابر بادشاہ سے اپنے حقوق کے لیے لڑ رہے تھے۔ پارلیمنٹ نے تو اپنے اختیارات کو بادشاہ سے کافی حد تک محفوظ کر لیا تھا۔ ٹیوڈر دور کا طلسم ٹوٹ چکا تھا۔ لوگ بادشاہ کی ہر بات ماننے کو تیار نہ تھے۔

## بیرونی پالیسی

انگلینڈ اب اسپین کی طرف سے بے خوف تھا۔ کیونکہ آرمیڈا کی شکست نے اس کی ہمت بالکل توڑ دی تھی۔ اسکاٹ لینڈ اور انگلینڈ ایک ہی طاقت بن گئے تھے۔ دوسرے کوئی اور دوسرا انگلینڈ کے تخت کا حقدار بھی نہ تھا جو یورپ کے کسی دوسرے ملک کے بھڑکانے سے انگلینڈ پر حملہ کرتا۔ جیمس کو اس قسم کا کوئی خطرہ نہ تھا۔ دوسرے خود اس کی طبیعت بھی صلح پسند تھی اور لڑائی جھگڑے سے دور رہنا چاہتا تھا۔ اس نے اس بات کی بھی کوشش کی کہ یورپ کے دوسرے ممالک میں بھی لڑائی نہ ہو۔ جہاں تک ہو سکا ان کے جھگڑے عمدہ طریقے سے طے کرا دیے اور انھیں اپنی طرف سے بھی کوئی شکایت کا موقع نہ دیا۔ ۱۶۰۸ء میں اسپین فرانس اور انگلینڈ نے عہد کیا کہ یہ تینوں بارہ سال تک آپس میں نہیں لڑیں گے اور امن قائم کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس نے اپنی لڑکی کی شادی فریڈرک سے کردی جس کا جرمنی سے تعلق تھا۔ اپنے لڑکے کی شادی وہ اسپین کی شہزادی سے کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس کا خیال تھا کہ اگر ایک کیتھولک ملک سے ایک پروٹسٹنٹ ملک کے تعلقات ہو جائیں گے تو امن و سکون میں زیادہ اچھے کام ہو سکتا ہے۔ لیکن انگلینڈ کے عوام اس رشتے کے خلاف تھے اور پھر فلپ دوم نے خود ہی اس رشتے کو منظور نہیں کیا۔

اب وہ دوسرا پلان بنانے لگا کہ اپنے دوسرے لڑکے چارلس کی شادی اسپین کی شہزادی سے کردوں۔ لیکن نہ معلوم کیوں وہ یہ نہیں سوچتا تھا کہ اسپین ایک کیتھولک ملک ہے اور پوپ کے زیر اثر ہے۔ اس نے یہ شرط رکھی کہ اگر جیمس کیتھولک مذہب کو آزادی دے گا تب ہی وہ اپنی لڑکی کی شادی اس کے لڑکے کے ساتھ کرے گا۔ یہاں یہ دشواری تھی کہ پارلیمنٹ کے زیادہ ممبر پیوریٹن تھے اور جو اسپین کے بالکل خلاف تھے۔ اس لیے مجبوراً جیمس کو اپنا یا ارادہ بدلنا پڑا اور اس کی کوشش کامیاب نہ ہوسکی۔

۱۶۱۸ء-۴۸ میں تیس سالہ جنگ، جرمنی میں شروع ہوگئی۔ یہ لڑائی جرمنی کے کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کے درمیان ہوئی۔ کیتھولک کا رہنما جرمنی کا بادشاہ اور پروٹسٹنٹ کا مددگار۔ فریڈرک، جیمس کا داماد تھا۔ لیکن فریڈرک کو شکست ہوئی اور اس کو بوہیمیہ سے نکال دیا گیا۔ اسی لیے فریڈرک کو "شاہ سرما" کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ ایک موسم سرما سے زیادہ بوہیمیہ پر حکومت نہ کرسکا۔

انگلینڈ کے عوام فریڈرک کی مدد کرنا چاہتے تھے اور پارلیمنٹ بھی رقم منظور کرنے کو تیار تھی۔ لیکن جیمس اس جھگڑے میں نہیں پڑنا چاہتا تھا۔ اس کی کوشش یہ تھی کہ تمام یورپین ملکوں سے مل کر اور جرمنی پر دباؤ ڈلوا کر جنگ بند کرا دی جائے۔ اس کے لیے اس نے اپنے سفیر بھی کئی ملکوں میں بھیجے۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اب اس نے چارلس کی شادی اسپین کی شہزادی سے کرنے کے بارے میں سوچا اور کوشش شروع کر دی کیوں کہ اس کا خیال تھا کہ اسپین ضرور اس معاملے میں دخل اندازی کرے گا۔ لیکن اس مرتبہ بھی کامیابی نہ ہوئی۔ اس کی اس ناکامیابی سے انگلینڈ کے عوام اور پارلیمنٹ دونوں بہت خوش تھے۔

۱۶۲۴ء میں فریڈرک کی حالت اور خراب ہوئی تو پارلیمنٹ نے جیمس کو مجبور کیا کہ وہ اس کی مدد کرے اور پلیٹانٹ اس کو واپس دلوائے۔ اس نے ایک چھوٹی سی فوج جرمنی کی طرف بھیجی لیکن اس کو وہاں پہنچنے سے پہلے ہی اس کو دوسرے حکم کے ذریعے کسی اور سمت میں بھیج دیا گیا۔

حالانکہ جیمس کے دورِ حکومت میں بیرونی پالیسی میں زیادہ کامیابی حاصل نہ ہوسکی لیکن انگریزی ملاحوں نے شمالی امریکہ کے ساحل پر دو نئی آبادیاں قائم کیں۔ یہ ورجینیا اور نیو انگلینڈ کے نام سے مشہور ہوئیں اور آہستہ آہستہ یہ کافی بڑھتی گئیں۔ کچھ پیورٹن بھی جیمس سے اجازت لے کر امریکہ چلے گئے کیونکہ یہاں ان کو مذہبی آزادی حاصل نہ تھی۔ یہ لوگ پلگرم فادرس کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ جیمس کی عمر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ لیکن اس کے تعلقات پارلیمنٹ سے اچھے نہ ہوسکے۔

# چارلس

(۱۶۲۵ء ——— ۱۶۴۹ء)

چارلس عقلمند اور تعلیم یافتہ تھا۔ وہ مذہباً انگلیکن گرجا کا پیرو تھا۔ وہ منصوبے بنایا کرتا تھا، لیکن ان کی تشکیل نہ کر پاتا تھا کیونکہ وہ زیادہ تر اپنے مصاحبوں کے مشوروں پر عمل کرتا تھا۔ اسی وجہ سے اُس کی بہت سی پالیسیاں ناکام ہوگئیں۔

## بیرونی پالیسی

جیمس کے زمانے کے بیرونی جھگڑے ختم نہیں ہوئے تھے۔ تیس سالہ جنگ ابھی جاری تھی اور فریڈرک برابر لڑ رہا تھا۔ جیمس کی بھیجی ہوئی امداد ابھی تک نہ پہنچ سکی تھی۔ چارلس نے سوچا کہ اگر وہ اسپین پر حملہ کرے گا تو اس کے خوف کی وجہ سے وہ فریڈرک کو پلیٹینیٹ واپس کرا دے گا اور اس طرح تیس سالہ جنگ بھی بند ہو جائے گی۔ اس نے ایک فوج ۱۶۲۵ء میں اسپین کے بندرگاہ کیڈز پر حملہ کرنے کے لیے بھیجی، جو ناکام واپس آئی۔ مقصد حل نہ ہوسکا اور اس شکست سے انگلینڈ کی حیثیت پر ایک دھبّا لگا۔ اس حملے کے ناکام ہونے کے بعد چارلس نے فرانس کے وزیر رسلو کو تیس سالہ جنگ میں حصّہ لینے کی ترغیب دی۔ لیکن اس نے بات نہ مانی، کیونکہ فرانس

میں امن نہ تھا اور تیرھویں لوئی اور وہاں کے پروٹسٹنٹ لوگوں میں جنگ جاری تھی۔ انگلینڈ ایسی حالت میں فرانس کی مدد نہیں کرسکتا تھا۔ کیونکہ پارلیمنٹ انگریزی فوج کو پروٹسٹنٹ لوگوں کے خلاف بھیجنے کی منظوری نہیں دے سکتی تھی اور بجائے مدد کرنے کے ۱۶۲۷ء میں فرانس کے جزیرہ رہتی پر حملہ کردیا۔ لیکن فوجی کمزوریوں کی بنا پر قبضہ نہ کرسکے۔

رہتی کی شکست کو پارلیمنٹ نے بکنگھم کی چالاکی سمجھا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ خود اس نے جان بوجھ کر انگریزی فوج کو ہروایا ہے۔ لیکن چارلس ایسا نہ ہونے دیتا تھا کہ اس کو کوئی سزا دی جائے اور ایک مرتبہ دوبارہ رہی پر حملہ کرنے کے لیے اُسے بھیجا۔ لیکن یہاں جان فیلٹن نے اس کو چاقو مار کر ہلاک کر دیا اور بکنگھم کے بعد چارلس نے بیرونی پالیسی میں دلچسپی لینا بند کردی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے تعلقات پارلیمنٹ سے خراب ہوگئے تو اس کو اتنا وقت ہی نہ مل سکا کہ وہ بیرونی حالات پر بھی سوچے۔ اس کو اپنی توجہ بیرونی معاملات کے بجائے اندرونی معاملات پر دینی پڑی کیوں کہ اب پہلے ضروری یہی تھا۔

## چارلس اور پارلیمنٹ (۱۶۲۵ء - ۱۶۲۹ء)

چارلس بھی اپنے باپ کی طرح اپنے کو خدا کی طرف سے بھیجا ہوا نمایندہ سمجھتا تھا۔ اس لیے اس کے تعلقات بھی پارلیمنٹ سے اچھے نہ رہے۔ اراکین پارلیمنٹ اس کے اس نظریہ کو نہیں مانتے تھے۔ دوسرے وہ کیتھولک کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرتا تھا۔ پھر بیرونی پالیسی میں بھی پارلیمنٹ اس سے اختلاف رکھتی تھی۔ حد یہ تھی کہ وہ عوام سے بے جا ٹیکس وصول کرتا تھا اور وہ پارلیمنٹ کی رائے کی بالکل پروا نہ کرتا تھا۔ جو ٹیکس دینے سے انکار کرتا اُس پر مقدمہ چلاتا اور ان کو سزائیں دی جاتیں جب لوگ تنگ آجاتے تو دیہات کے لوگوں کو ملا کر اس کی مخالفت کرتے، ایسے وقت میں وہ "مارشل لا" کا استعمال کر کے اُن کو دبا دیتا تھا۔ لیکن ان سب باتوں

کا اثر عوام اور پارلیمنٹ دونوں پر بہت زیادہ غلط ثابت ہوا۔
۱۶۲۵ء میں پارلیمنٹ کی پہلی نشست ہوئی جس میں ممبروں نے چارلس کا دھیان ان خرابیوں کی طرف مبذول کیا لیکن اس نے ایک نہ سنی۔ چارلس کو روپے کی ضرورت تھی اور پارلیمنٹ منظور کرنے کو تیار نہ ہوئی اس نے صرف ایک سال کے لیے ٹیمج اور پونڈیج منظور کیے۔ چارلس کو یہ بات بہت بری لگی اور اس نے پارلیمنٹ کو برخاست کر دیا۔
۱۶۲۶ء میں پارلیمنٹ کی دوسری نشست ہوئی اس وقت جان ایلیٹ بھی پارلیمنٹ کا ممبر تھا۔ پارلیمنٹ میں اس مرتبہ خاص گفتگو بکنگھم کے ناکامیاب لوٹ آنے پر شروع ہوئی۔ پارلیمنٹ نے بکنگھم کو ہی ناکامیابی کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ اور جان ایلیٹ نے بادشاہ کے سامنے بکنگھم پر مقدمہ چلانے کی تجویز رکھی۔ چارلس اس بات کو بالکل برداشت نہیں کر سکتا تھا کیوں کہ وہ اس کا دوست تھا۔ اس لیے اس نے پارلیمنٹ کو ہی برخاست کر دیا اور دوسری نشست میں بھی کچھ نہ ہو سکا۔
۱۶۲۸ء میں چارلس نے پھر پارلیمنٹ کو تیسری مرتبہ بلایا۔ کیونکہ جنگوں کے لیے اسے رقم کی ضرورت تھی۔ اس مرتبہ ایلیٹ کے علاوہ وینٹ ورتھ اور ہمپڈن بھی ممبر تھے جن کا مقصد چارلس کے ظلم کو روکنا تھا۔ چارلس کچھ لوگوں کو قرضہ نہ دینے کے الزام میں قید کر چکا تھا۔ اور ان کو ہاؤس آف کامنس کے ممبر کی سفارش پر بھی نہیں چھوڑا۔ اس لیے انھوں نے چارلس کے خلاف ایک قانون پاس کیا جو "پٹیشن آف رائٹس" کہلاتا ہے۔ یہ طے کیا گیا کہ:

۱۔ بادشاہ پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر کوئی قرضہ وصول نہیں کرے گا۔
۲۔ بادشاہ کسی کو بلا جرم قید نہیں کرے گا اور اگر قید کرے گا تو اس کا فیصلہ جلد ہی عدالت میں سنایا جائے گا۔
۳۔ جنگ کے زمانے کے علاوہ وہ کبھی بھی جنگی قوانین استعمال نہیں کرے گا۔
۴۔ کسی بھی حالت میں بادشاہ سپاہیوں کی رسد کا بوجھ عوام پر نہیں ڈالے گا۔

یہ پارلیمنٹ کا بہت ہی سخت قدم تھا۔ اس میں کامیابی ملی۔ لیکن کچھ عرصے بعد ہی بادشاہ اور پارلیمنٹ کے تعلقات پھر خراب ہو گئے۔ پارلیمنٹ نے بادشاہ کے خلاف پٹیشن آف رائٹس پر عمل نہ کرنے کا الزام لگایا۔ چارلس نے پارلیمنٹ کو برخاست کر دیا۔ لیکن یہ نشست برخاست ہونے سے پہلے پارلیمنٹ کے دروازے بند کر دیے گئے۔ اور بادشاہ کے صلاح کاروں کے خلاف تین اور نئے قانون بنائے۔ اس رویے کا اثر یہ ہوا کہ چارلس نے گیارہ سال تک پارلیمنٹ طلب نہیں کی اور بغیر پارلیمنٹ کے ہی حکومت کی۔ اپنی من مانی کی اور عوام پر خوب ظلم کیا۔ یہ گیارہ سال انگلینڈ کی تاریخ میں "گیارہ سالی قہر" کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں اور اس طرح چارلس کے پارلیمنٹ سے تعلقات کا پہلا دور ختم ہوا۔

## چارلس کے ظلم کا دور

(۱۶۲۹ء — ۱۶۴۰ء)

اس زمانے میں چارلس نے زیادہ تر اپنے دو صلاح کاروں کے مشوروں پر عمل کیا۔ ایک وینٹ ورتھ اور دوسرا لاڈ۔ وینٹ ورتھ خود پارلیمنٹ کا ممبر تھا۔ اور "پٹیشن آف رائٹس" کے پاس کرانے میں اس کا بہت بڑا حصہ تھا۔ لیکن پھر وہ بادشاہ کا حمایتی بن گیا۔ کیونکہ وہ لالچی بہت زیادہ تھا۔ اس نے چارلس کو عوام پر ظلم کرنے اور ٹیوڈر دور کی شان کو دوبارہ لانے کا مشورہ دیا۔ عوام چارلس کے ظلم کا شکار ہوتے رہے۔ کیونکہ یہ دور بغیر پارلیمنٹ کا تھا۔ لاڈ نے بھی پیوریٹن فرقے پر ظلم کیا اور انگریزی گرجا کا آرچ بشپ ہونے کے تعلق سے اسے وینٹ ورتھ کی بھی مدد ملی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کافی تعداد میں پیوریٹن پلگرم فادرس کی طرح امریکہ چلے گئے اور وہیں رہنا شروع کر دیا۔ وینٹ ورتھ اور لاڈ کی صلاح سے ایلیٹ کے پارلیمنٹ میں رویے کے خلاف جرمانہ کیا۔ لیکن ایلیٹ نے جرمانہ دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر چارلس نے اسے قید کی سزا دی جہاں وہ کچھ عرصہ بعد ۱۶۳۲ء میں مر گیا۔ جب اس کے لڑکے نے ایلیٹ

کی لاش کو مانگا تو چارلس نے لاش دینے سے بھی انکار کر دیا اور اس نے ظلم کا دروازہ عوام پر کھول دیا۔ پٹیشن آف رائٹس کی بھی بالکل پروا نہیں کی۔ پارلیمنٹ پہلے ہی ختم ہو چکی تھی اور اخبارات اس کے رویے کے خلاف کچھ نہیں لکھ سکتے تھے۔ گرجاؤں میں چارلس کے قصیدے پڑھے جاتے تھے۔ وہ اپنی مرضی کے مطابق ٹیکس وصول کرتا اور کسی کی مجال نہ تھی کہ اس کے خلاف آواز اٹھا سکے۔ جج بھی بادشاہ کی مرضی کے مطابق فیصلے دیتے۔ ایسی صورت میں عوام انصاف کے لیے کہاں جاتے۔ انگلینڈ کے علاوہ وینٹ ورتھ نے آئرلینڈ کو بھی اس کے ظلم سے محفوظ نہ رہنے دیا۔ ان تمام مظالم کے خلاف نہ تو کوئی آواز اٹھانے والا تھا اور نہ ہی کوئی سننے والا۔ اس لیے اس گیارہ سال کے دور میں عوام کو بڑی سخت پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی دور میں کچھ لوگ انگلینڈ چھوڑ کر امریکہ چلے گئے۔

اس نے ایک نیا ٹیکس جہازی محصول بھی ۱۶۳۴ء میں لوگوں پر لگایا۔ پہلے اس نے بندرگاہوں کے قریب رہنے والوں سے کہا کہ انگریزی بیڑا کمزور ہو گیا ہے۔ کچھ نئے جہاز بنانے کے لیے کچھ روپیہ دو۔ اور اس کے بعد صوبوں اور قصبوں میں رہنے والوں سے بھی ٹیکس وصول کیے۔ اس کے ادا کرنے میں عوام کو دو اعتراض تھے۔ ایک تو یہ کہ یہ ٹیکس ٹیوڈر دور میں کئی مرتبہ وصول کیا گیا۔ دوسرا اعتراض یہ تھا کہ وہ جہاز بنانے کے بجائے روپیہ اپنے استعمال میں لے آئے گا۔ دوسرا اعتراض صحیح تھا کیونکہ پارلیمنٹ کی غیر موجودگی میں اس کو روپے کی سخت ضرورت تھی۔ اور اس نے اس طرح کے کئی غلط ٹیکس اپنے لیے وصول کیے تھے۔ اور یہی ہوا کہ جہازی ٹیکس وصول کر کے وہ رقم اپنے استعمال میں لایا۔

کچھ عرصے تک تو عوام نے چارلس کے لگاتے ہوئے نئے ٹیکس دیے۔ لیکن بعد میں ان کی ہمت بڑھی اور بادشاہ کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ اس کے علاوہ اب عوام نے اس کی مذہبی پالیسی پر بھی نکتہ چینی کرنی شروع کر دی۔ چارلس نے ایسے لوگوں کو سخت سزائیں دیں۔ اب عوام نے سمجھ لیا کہ اس کا ظلم حد سے گذر چکا ہے۔

اسی قسم کا دوسرا معاملہ ایک سوداگر ہیمپڈن کے ساتھ ہوا۔ اس نے جہازی محصول

دینے سے انکار کر دیا تو چارلس نے اس کے خلاف مقدمہ چلایا اور جب ججوں کے سامنے معاملہ رکھا گیا تو سات ججوں نے فیصلہ دیا کہ جہازی محصول صحیح ہے اور عوام کو دینا چاہیے لیکن پانچ ججوں نے اس فیصلے پر خاموشی اختیار کر لی۔ ججوں کی بے ایمانی پر عوام نے سمجھ لیا کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ خاموش رہنا بہتر نہیں ہے۔ اب چارلس کے ظلم کا مقابلہ کرنا چاہیے ورنہ اس کے ظلم سے نجات نہ مل سکے گی۔

۱۶۳۸ء کے قریب اسکاٹ لینڈ کے عوام بھی چارلس سے ناراض ہو گئے جن کی چند وجوہات تھیں۔ چارلس نے اپنی شادی ہنریٹہ میریا سے کی جو پرانے مذہب کی ماننے والی تھی اور اسکاٹ لینڈ کے عوام نئے مذہب میں یقین رکھتے تھے۔ اس نے اسکاٹ لینڈ کے لوگوں کی جاگیریں ضبط کرنی چاہیں مگر اس کی یہ کوشش ناکام رہی۔ اس نے لارڈ کی صلاح سے ہی ایک نئی "کتاب دعا" وہاں بھیجی جس کا پڑھنا ضروری قرار دیا گیا تھا کیونکہ زیادہ تر مواد رومن کیتھولک مذہب سے متعلق تھا۔ اس نے اس کی بھی مخالفت کی اور اس کو پڑھنے سے انکار کر دیا۔ پھر چارلس نے اس کتاب کی تصحیح کے لیے ایک مجلس منتخب کی تاکہ وہ اپنی رپورٹ دے۔ مجلس نے بتایا کہ یہ کتاب اسکاٹ لینڈ کے لوگوں کے لیے مناسب نہیں ہے۔ وہاں کے عوام نے ان پادریوں کو بھی نکال دیا جنھیں حال ہی میں اس نے بھیجا تھا۔

ان سب حالات کا برا اثر پڑا اور چارلس نے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں اور اسکاٹ لینڈ پر ۱۶۳۹ء میں حملہ کر دیا۔ اس جنگ کو پہلی جنگ بشپ بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کی وجہ بشپ بھی تھے۔ لیکن اس سے زیادہ نقصان نہ ہوا اور چارلس نے جلد ہی اسکاٹ لینڈ سے صلح کر لی۔ ۱۶۴۰ء میں اس نے اسکاٹ لینڈ پر دوبارہ حملہ کیا۔ انگلینڈ کو شکست ہوئی۔

## چھوٹی اور بڑی پارلیمنٹ

(۱۶۴۰ء ــــــ ۱۶۵۳ء)

غیر قانونی ٹیکس بھی مالی ضرورت پورا نہ کر سکے۔ اس لیے مجبوراً اس کو پارلیمنٹ کو واپس

بلانا پڑا۔ لیکن اس کی نشست زیادہ نہ چل سکی۔ چارلس نے پارلیمنٹ سے روپیا منظور کرنے کے لیے کہا۔ لیکن ممبروں نے کہا کہ جب تک وہ اپنا رویّہ نہیں بدلے گا۔ پارلیمنٹ روپے کی منظوری نہیں دے گی۔ چارلس کو بہت بُرا معلوم ہوا۔ اور تین ہفتے کی نشست کے بعد ہی اس نے پارلیمنٹ کو برخاست کر دیا۔ انگلینڈ کی تاریخ میں یہ چھوٹی پارلیمنٹ کے نام سے مشہور ہے۔ کیوں کہ اس کی مدّت نشست بہت کم تھی۔

چارلس کے پاس روپیا کم ہو گیا تھا۔ دوسری طرف اسکاٹ لینڈ روپے کی مانگ کر رہا تھا۔ اب اس کے سامنے کوئی راستہ نہ تھا صرف اس کے کہ وہ پارلیمنٹ کو دوبارہ بلائے۔ مجبوراً پارلیمنٹ بلائی اور اس کی نشست کافی عرصے تک رہی۔ اسی وجہ سے اس کو بڑی پارلیمنٹ کہتے ہیں۔ اس وقت ممبروں کے لیڈر ہمپڈن بائیڈ، فاک لینڈ اور کراموِیل تھے۔ عوام نے ان ممبروں کو چارلس کے ظلم کو رد کرنے کے لیے بھیجا تھا۔

پہلا کام جو نئی پارلیمنٹ نے کیا وہ چارلس کے صلاح کاروں کے خلاف مقدمہ چلانا تھا۔ اسٹریفرڈ اور لاڈ کو قید کر دیا گیا اور چارلس کی کوشش کے باوجود لاڈ اور اسٹریفرڈ کو پھانسی دے دی گئی۔ کیوں کہ عوام پر ظلم کے یہی لوگ زیادہ ذمّہ دار تھے۔ انھوں نے ہنریٹہ میریا کو بھی سزا دینا چاہا لیکن اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔

انھوں نے کچھ سیاسی اصلاحات بھی کیں۔ پارلیمنٹ نے روپیا منظور کر کے اسکاٹ لینڈ کو دے دیا۔ دوسرے ایک قانون پاس کیا کہ موجودہ پارلیمنٹ بادشاہ کی مرضی سے برخاست نہیں ہو سکتی۔ ہائی کمیشن اور عدالت اسٹار اور عدالت اسٹار چیمبر بند کر دیں جن لوگوں پر غلط الزام لگا کر قید کر رکھا تھا۔ ان کو آزاد کر دیا۔ جہازی ٹیکس ختم کر دیا اور ٹینج اور پونڈیج صرف دو سال کے لیے ہی منظور کیے۔ بادشاہ آیندہ خطابات اور عہدے دے کر روپیا وصول نہیں کرے گا۔ اور عوام کو روپیا دینے کے لیے قطعی مجبور نہیں کرے گا۔ ان سیاسی اصلاحوں کی وجہ سے عوام پر ظلم کم ہوا اور چارلس کے ظالمانہ رویّے کو روک دیا گیا۔

لیکن اس پارلیمنٹ نے مذہبی اصلاح کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ بادشاہ کو کچھ

بندشوں میں ضرور باندھا گیا۔ لیکن کچھ سوال اب بھی حل ہونے باقی رہ گئے تھے۔ جیسے بادشاہ اپنے صلاح کاروں کو پارلیمنٹ کی مرضی کے مطابق مقرر کرے گا۔ یا فوج کا انتظام بادشاہ کرے گا یا پارلیمنٹ کے ہاتھ میں رہے گا۔ یہ تمام نقائص آئرلینڈ کے بلوے ۱۶۴۱ء میں نظر آئے۔ آئرلینڈ کے لوگوں کے ساتھ مذہبی اور غیر مذہبی ظلم ہو رہے تھے۔ ان کی جاگیریں چھین کر انگلینڈ اور اسکاٹ لینڈ کے رہنے والوں کو دے دی گئیں تھیں۔ کیونکہ وہ کیتھولک تھے اس وجہ سے مذہبی نقطۂ نظر سے ان پر دوسرے ظلم کیے جا رہے تھے۔ اسٹرافرڈ کے آئرلینڈ پہنچنے سے ان کی ہمت بڑھ گئی اور آئرلینڈ کے لوگوں نے بلوا کر دیا۔ کافی انگریزوں کو قتل کر دیا اس کا بدلہ لینے کے لیے آئرلینڈ میں فوج بھیجنے کا سوال پیدا ہوا۔ اسی کے ساتھ سپہ سالار مقرر کرنے کا بھی سوال اٹھا کہ بادشاہ یا پارلیمنٹ کون مقرر کرے۔ اس میں مختلف رائے ہوئیں اور پارلیمنٹ اسی معاملے میں دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ ایک فرقہ فاک لینڈ اور ہائیڈ کی سربراہی میں بادشاہ کا موافق ہو گیا۔ اور دوسری طرف پم اور ہمپڈن کی قیادت میں دوسرا فرقہ بادشاہ کے خلاف اور عوام کے ساتھ ہو گیا۔

جب قومی فرقے کے لیڈروں نے دیکھا کہ بادشاہ کے ساتھیوں کی طاقت بڑھ رہی ہے تو انھوں نے قومی بیداری اور اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کی۔ انھوں نے ۱۶۴۱ء میں ایک فہرست "گرانڈ ریمونسٹرنس" تیار کی۔ اس میں وہ امور درج کیے جو قوم کی مخالفت سے متعلق تھے اور قومی آزادی کو برقرار رکھنے کی ضرورت کا اظہار کیا گیا خاص بات یہ تھی کہ پارلیمنٹ کی مرضی کے بغیر بادشاہ اپنے صلاح کار مقرر نہیں کرے گا انگریزی گرجا کی اصلاح کے لیے پادریوں کی جماعت بنائی جائے گی جس کو برخاست کرنے کا اختیار بادشاہ کو نہیں ہوگا۔ گرانڈ ریمونسٹریشن بھی پارلیمنٹ میں پاس ہو گیا جس نے یہ ثابت کر دیا کہ عوامی طاقت کم نہیں ہوئی۔

چارلس جس بادشاہت کو انگلینڈ میں دوبارہ لانا چاہتا تھا، اس کا راستہ روک دیا گیا۔ لیکن چارلس کے دل میں ان لوگوں سے انتقام لینے کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ اب وہ پم اور ہمپڈن کو سزا دینا چاہتا تھا۔ اسی لیے ایک دن اس نے چاہا کہ پارلیمنٹ میں انھیں

گرفتار کر لیا جائے۔ لیکن ان دونوں کو معلوم ہو گیا اور وہ وہاں سے بھاگ گئے۔ چارلس ۱۶۴۲ء میں لندن چھوڑ کر شمالی سمت میں چلا گیا۔ اور کامنس، لارڈ اور لندن کے تجار اور رئیسوں نے اس کے خلاف جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں اور اپنا جھنڈا اگست ۱۶۴۲ء میں ناٹنگھم کے مقام پر بلند کر دیا۔

## خانگی جنگ

(۱۶۴۲ء — ۱۶۴۵ء)

یہ جنگ بادشاہ اور پارلیمنٹ کے درمیان تھی بلکہ انگلینڈ کے عوام بھی دو فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ ایک بادشاہ کے حلیف اور دوسرے مخالف۔ ایک فرقہ بادشاہ کی طرف سے جنگ کر رہا تھا اور دوسرا عوام اور پارلیمنٹ کی طرف سے۔ بادشاہ کے ساتھیوں میں بڑے بڑے امیر اور گرجا کے افسر شامل تھے۔ پارلیمنٹ کے طرفداروں میں مالدار تجار اور کاشتکار تھے۔ شہریوں اور قصبے کے لوگوں نے بھی پارلیمنٹ کا ہی ساتھ دیا۔ یہ لوگ مذہبی پیورٹن تھے اور انگلینڈ کے گرجا میں بھی اصلاح کرانا چاہتے تھے۔ بادشاہ کے طرفداروں کے پاس اچھے ہتھیار تھے۔ لیکن بحری بیڑا پارلیمنٹ کے ساتھ تھا۔ اس خانہ جنگی میں پارلیمنٹ کے طرفداروں کا نام راؤنڈ ہیڈ اور بادشاہ کے ساتھیوں کا نام کیویلیر تھا۔

اس وقت چارلس اپنے کیویلیرس کے ساتھ ناٹنگھم میں مقیم تھا۔ موقع سے فائدہ اٹھا کر راؤنڈ ہیڈس نے لندن پر قبضہ کر لیا۔ چارلس خود بھی اس بات سے واقف تھا کہ اگر تجار پارلیمنٹ کی طرف رہیں گے تو ان کو شکست دینا آسان نہیں ہے۔ شاہی اور پارلیمنٹ کی فوجوں کا مقابلہ لندن سے کچھ دور فاصلہ پر ایج ہل کے مقام پر ہوا۔ جس میں پارلیمنٹ کے سردار ایسیکس کو شاہی سردار روبرٹ کے مقابلہ میں شکست ہوئی۔ چارلس نے لندن پر قبضہ کرنے کے بجائے آکسفورڈ پر قبضہ کر لیا حالانکہ جنگ کے دوران وہ لندن پر آسانی سے قبضہ کر سکتا تھا۔ اور تقریباً دو سال تک اسی کو اپنا مرکز بنائے رہا۔

اس نے لندن پر قبضہ کرنے کی جدّوجہد جاری رکھی۔ لیکن اسے کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ ۱۶۴۳ء میں پھر چارلس نے ایسیکس کا مقابلہ نیو بری کے مقام پر کیا حالانکہ فتح کے امکانات تھے۔ لیکن چارلس کو شکست ہوئی۔

نیو بری کی شکست کے بعد چارلس نے اسکاٹ لینڈ سے معاہدہ کرنے کے بارے میں سوچا کہ اب اسی کی مدد سے کچھ کام بن سکتا ہے۔ لیکن چارلس کے تعلقات اسکاٹ لینڈ سے پہلے ہی خراب تھے اور پارلیمنٹ یہاں بھی کامیاب ہوئی اور اس کا معاہدہ اسکاٹ لینڈ سے ہوگیا جس میں یہ طے ہوا کہ پارلیمنٹ انگلینڈ میں پریسبٹیرین گرجا بنائے گا۔ اسکاٹ لینڈ سے کافی لوگ پارلیمنٹ کی مدد کو انگلینڈ آئے۔ چارلس نے یہ دیکھ کر آئرلینڈ سے ایک فوج بلائی لیکن وہ ناتجربہ کار ہونے کی وجہ سے کامیاب نہ ہو سکے۔ ۱۶۴۳ء میں انگلینڈ کے مشرقی علاقوں کے لوگوں نے پارلیمنٹ کی مدد کے لیے ایک جماعت ایسٹرن ایسوسی ایشن بنائی اور اس کا لیڈر انھوں نے اولیور کرامویل کو بنایا جو اپنے زمانے کے چند قابل لوگوں میں سے تھا وہ جنگ کے فنون سے واقف تھا اسی وجہ سے اس کو کامیابی بھی ہوئی۔

۱۶۴۴ء میں ایک اور لڑائی ہوئی۔ مارسٹن مور کے مقام پر بادشاہ کی طرف سے روپرٹ اور پارلیمنٹ کی طرف سے ایک فوج اسکاٹ لینڈ سے بھی آئی۔ پارلیمنٹ کی فوج کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ روپرٹ جنگ میں لڑتے ہوئے مارا گیا اور بادشاہ کی فوج کو شکست ہوئی۔

نیو بری میں پارلیمنٹ کی فتح ہو جاتی لیکن منچسٹر نے اس لڑائی میں بزدلی سے کام لیا یہ بات کرامویل کو بری لگی۔ دوسرے اب اس فوج سے چارلس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ فوج کی اصلاح کے لیے پارلیمنٹ نے دو کام کیے۔ ایک قانون "سیلف ڈینائنگ آرڈیننس" بنایا کہ جو لوگ بڑے عہدوں پر متعین ہیں انھیں ہر حالت میں اپنے عہدے سے استعفیٰ دینا ہوگا۔ اور آئندہ وہ فوجی عہدوں پر فائز نہیں ہوں گے۔ اس قانون کے تحت منچسٹر اور دوسرے پرانے افسروں کو بھی اپنے عہدوں سے علاحدہ ہونا پڑا لیکن اس کا اثر کرامویل پر نہیں پڑا۔ کیوں کہ اس کے لیے خاص رعایت رکھی گئی تھی۔ نیز فیئرفیکس کو پارلیمنٹ

کی فوج کا سپہ سالار بنایا گیا اور کرامویل فوجی سواروں کا سردار بنایا گیا۔
پارلیمنٹ نے کرامویل کو حکم دیا کہ وہ ایک نئی اور مضبوط فوج تیار کرے۔ اس نے جو فوج بنائی۔ اس میں سب پیورٹن تھے اور وطن پر جان دینے کو تیار تھے۔ اس طرح یہ فوج اپنی قسم کا ایک ماڈل بن گئی۔ اس فوج کا دوسرا نام "فولادی جوان" بھی تھا۔ ان کی بہادری ۱۶۴۵ء میں دیکھنے کے قابل تھی۔ اس لڑائی میں چارلس کو شکست ہوئی۔ اور اس کی طاقت کو بالکل ختم کر دیا۔ اس جنگ کے بعد چارلس کی اکیلے پارلیمنٹ کی فوج سے لڑنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ مورخین کی اس جنگ کے بارے میں رائے ہے کہ اس جنگ نے بادشاہ اور بادشاہت دونوں کا انگلینڈ سے خاتمہ کر دیا۔
اسکاٹ لینڈ میں بھی بادشاہ کی فوج کو شکست ہوئی اس سے چارلس سمجھ گیا کہ اب پارلیمنٹ کا مقابلہ کرنا آسان نہیں ہے۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ پارلیمنٹ نے وعدے کے مطابق ابھی تک انگلینڈ میں پریس بی ٹیرین گرجا نہیں بنایا تھا اور چارلس پھر سے قابض ہو گیا۔ طاقت حاصل کرنے کے بعد اپنا وعدہ بھول گیا۔ اس نے پریس بی ٹیرین گرجا بنانے سے انکار کر دیا۔ اس وجہ سے اسکاٹ لینڈ کے لوگ اس کے مخالف ہو گئے اور دوبارہ پارلیمنٹ کی مدد کرنا شروع کر دی۔ لیکن اس کا غلط استعمال شروع کر دیا۔ انگلیکن اور کیویلیر فرقے کو ستانا شروع کر دیا۔ جس کی وجہ سے اس کو بادشاہ کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوئی تھی یہ رویہ کرامویل کو قطعی ناپسند تھا۔ لیکن اب لوگوں میں آزادی کا جذبہ پیدا ہو چکا تھا۔ اب وہ بادشاہ، امیر اور غریب میں بھی کوئی فرق محسوس نہیں کرتے تھے۔ اس نئے فرقے کا نظریہ تھا کہ چارلس کو اپنے ہاتھ میں لے کر اور پارلیمنٹ کے ممبروں کو سزا دے کر ایک آزاد حکومت کی بنیاد ڈالی جائے اور اس قسم کے خیالات کے لوگوں کو کیویلیرس کہتے تھے۔ کرامویل کی خواہش اور کوشش تھی کہ جنگ، قتل و خون کے بغیر ہی پارلیمنٹ اور فوج میں صلح ہو جائے۔ لیکن چارلس نے کرامویل کی بات پر دھیان نہ دیا۔ وہ پارلیمنٹ کے قبضے سے چھٹکارا حاصل کر کے اسکاٹ لینڈ کے لوگوں کی مرضی کے مطابق جزیرہ وائٹ میں رہنے لگا۔ لیکن اس کا اثر یہ ہوا کہ پارلیمنٹ اور فوج نے مصالحت کر لی۔ اور دونوں نے چارلس سے مقابلہ کرنے کا پروگرام

بنا یا۔ انھوں نے وائٹ جزیرے کے حاکم سے چارلس کے قید کرنے کو کہا جس پر اس کو عمل کرنا پڑا۔ لیکن چارلس نے اسکاٹ لینڈ کے عوام سے معاہدہ کرلیا کہ اگر وہ پارلیمنٹ کے خلاف اس کی مدد کریں گے تو وہ انگلینڈ میں پریس بی ٹیرین گرجا بنا دے گا۔

۱۶۴۶ء میں دوسری خانہ جنگی شروع ہوگئی اس مرتبہ اسکاٹ لینڈ کی فوج کا سپہ سالار ڈیوک آف ہملٹن تھا۔ شروع میں کامیابی بھی حاصل ہوئی۔ لیکن سامان رسد کی کمی کی وجہ سے کرامویل نے اس کو آسانی سے شکست دے دی۔ اس کے بعد اس نے اسکاٹ لینڈ پر حملہ کیا اور وہاں کی کی بغاوتوں کو دبا دیا۔ کرامویل سوچے ہوئے تھا کہ پارلیمنٹ اس کا احسان ملنے گی۔ لیکن انگلینڈ آنے کے بعد پتا چلا کہ یہاں تو معاملہ ہی بالکل بدل گیا۔ کامنس اور لارڈس دونوں چارلس سے صلح کرنے کی بات کر رہے تھے اور نئے ماڈل کو برخاست کر رہے تھے آزاد فرقے نے بادشاہ کے ساتھ پارلیمنٹ کو بھی ختم کرنے کا ارادہ کرلیا۔ ایک افسر جس کا نام پرائیڈ تھا۔ اس نے پارلیمنٹ آکر ایک سو تنتالیس ممبروں کو باہر ہی روک دیا۔ اس طرح باقی ممبروں نے چارلس پر مقدمہ چلانے کی رائے منظور کرلی۔

پہلی جنوری کو عدالت چارلس کا مقدمہ فیصل کرنے کے لیے بیٹھی۔ لیکن چارلس نے کہا کہ پارلیمنٹ مجھ پر مقدمہ نہیں چلا سکتی کیونکہ میرا عہدہ پارلیمنٹ سے اونچا ہے۔ پارلیمنٹ بادشاہ کے مقابلے میں عوام کو ترجیح دیتی تھی۔ اس طرح اگر عوام بادشاہ کو سزا دینا چاہیں تو وہ دے سکتے ہیں۔ پہلا الزام چارلس پر یہ تھا کہ اس نے عوام پر پہلی خانگی جنگ میں بہت ظلم کیا۔ اس لیے وہ سزا پانے کا مستحق ہے۔ عدالت نے اس کو سزائے موت دے دی۔ ۳۰ر جنوری کو اس کو شاہی محل کے سامنے پھانسی دی گئی۔

اس کا اثر یہ ہوا کہ کچھ عرصے کے لیے اسٹورٹ بادشاہوں کا وقار ختم ہوگیا اور بادشاہ کی عوام کے مقابلے میں شکست ہوئی جس نے ثابت کردیا کہ عوام کے سامنے بادشاہ کی نہیں چل سکتی۔ اب ظلم سے نجات ملی اور مساوات و آزادی کے اصولوں پر عمل ہونا شروع ہوگیا۔ لیکن پھر بھی ابھی عوام کو پوری فتح حاصل نہ ہوئی۔ کیونکہ اب بھی خامیاں باقی تھیں۔

# جمہوری حکومت

## (۱۶۴۹ء ——— ۱۶۶۰ء)

چارلس کے بعد اب حکومت عوام اور پارلیمنٹ کے ہاتھوں میں آگئی۔ انھوں نے لارڈس کی طاقت اور کم کی اور انگلینڈ میں انھوں نے رپبلک نظامِ حکومت قائم کر دیا۔ ملک کا انتظام کاؤنسل آف اسٹیٹ کے سپرد ہوا۔ کونسل کے بارہ ممبر تھے جس کا چوتھائی حصہ پارلیمنٹ کے ممبروں پر مشتمل تھا۔

لیکن چارلس کے مرنے سے دشواریاں بالکل ختم نہ ہوئیں کیونکہ اب بھی انگلینڈ کا کافی حصہ بادشاہ کا طرفدار تھا۔ اس جمہوری حکومت کے کئی دشمن تھے۔ ایک تو بادشاہ چارلس کے طرفدار تھے۔ پھر پریس بی ٹیرین فرقہ اور بعض گروہ نئے نظامِ حکومت کے مخالف تھے۔ انگریزی فوج کا کافی بڑا حصہ بھی اس عوامی حکومت کا مخالف تھا۔ اسی خوف کی وجہ سے نئی حکومت نے بھی چارلس کے اصولوں کی پیروی کی اور عوام پر بہت سی پابندیاں لگائیں۔ جیسے اخباروں پر پابندی، سیاسی ٹینگوں پر روک ٹوک اور جان للبرن کو جو آزادی کا بڑا لیڈر تھا اس کو سخت سزا دی۔ مذہبی آزادی بھی ختم ہوئی۔ کویلیرس کی جاگیریں ضبط ہونا شروع ہو گئیں امیر و غریب دونوں پر جرمانے ہوئے۔ عدالت بھی کاؤنسل کی مرضی کے مطابق ہی فیصلے دیتی تھی۔ اس نئی حکومت کی ان پابندیوں سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ چارلس کے زمانے میں اور موجودہ زمانے میں کوئی خاص فرق نہیں۔ لوگ سوچتے تھے کہ قتل عام ہوا اور اتنے لوگوں کی جانیں ضائع گئیں اور صرف نام کے لیے رپبلک حکومت بنا دی

گئی اور عوام کی آزادی ختم کردی گئی ۔

## بغاوتیں

مجلس منتظمہ نے اب اپنی توجہ اندرونی انتظام کی طرف مبذول کی۔ چارلس کے انتقال کے بعد آئرلینڈ اور اسکاٹ لینڈ کے لوگ اس کے لڑکے کو بادشاہ بنانے کے لیے بغاوتیں کر رہے تھے۔ آئرلینڈ میں ان کا لیڈر آرمنڈ تھا۔ مجلس نے کرامویل کو آئرلینڈ بھیجا۔ اس نے ان بغاوتوں کو دبانا شروع کیا۔ لیکن انہی بغاوتوں کے دبانے میں اس نے ڈروہڈ بندرگاہ میں لوگوں کا قتل عام شروع کر دیا اور بہت ظلم کیا۔ اسکاٹ لینڈ کے لوگوں نے شہزادہ کو بلا کر اپنا بادشاہ بنا لیا تھا لیکن انگریزی فوج پہنچنے پر وہ بہت گھبرا گئے اور ۱۶۵۰ء میں ڈنبار کے مقام پر کرامویل نے ان باغیوں کو شکست دی۔ حالانکہ اس کے پاس سامانِ رسد بہت کم تھا۔ اس کے بعد کرامویل ادن برا پر قبضہ کرنے کو آگے بڑھا۔ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر وسٹر پر حملہ کر دیا لیکن وہ کامیاب نہ رہا اور کرامویل نے اس کو شکست دے دی۔

وسٹر کی جنگ کی تاریخ انگلینڈ میں کافی اہمیت ہے۔ پہلے تو اس نے اسٹورٹ خاندان کا فیصلہ کر دیا۔ دوسرے اسکاٹ لینڈ پر دوبارہ قبضہ کر لیا جس سے اسکاٹ لینڈ کی آزادی ختم ہو گئی۔ اور انتظام انگلینڈ کی پارلیمنٹ کے ہاتھ میں پہنچ گیا۔ ان فتوحات سے کرامویل کی اہمیت اور عزت بہت بڑھ گئی۔ اب لوگ اس کو بادشاہ بنانے کے سلسلے میں سوچنے لگے۔ حالات کرامویل کے لیے ساز گار بن گئے۔ ادھر انگلینڈ کے تخت کا کوئی حق دار نہ تھا دوسری طرف بڑی پارلیمنٹ بھی اس نے ختم کردی۔ رمپ پارلیمنٹ اسی کی مرضی کی ہو گئی اسی وقت ہالینڈ سے جنگ شروع ہوئی۔ لوگ کرامویل کے ساتھ ہو گئے۔ کرامویل کی بڑھتی ہوئی طاقت دیکھ کر رمپ پارلیمنٹ نے ایک قانون پاس کیا جس کی رو سے اگلی پارلیمنٹ میں پہلے ممبران بھی حصہ لیں گے اور وہ نئے ممبروں کو پارلیمنٹ کی ممبری سے برخاست بھی کر دیں گے۔ فوجی افسر کرامویل سے عہدے بڑھانے کی کوشش کر رہے تھے۔ لیکن کرامویل اس کو

خطرے سے خالی نہ سمجھتا تھا۔ اسی لیے وہ ایک دن پارلیمنٹ میں سیاہ لباس پہن کر آیا اور ممبروں پر کئی الزام لگا کر صدر کو گرفتار کرا دیا۔ اور پارلیمنٹ میں تالا لگا دیا۔ پارلیمنٹ کو برخاست کرنے سے خود اسی کا نقصان ہوا۔ اس کے مخالفین کی تعداد بڑھ گئی۔ لیکن اب لوگ موجودہ طرزِ حکومت، لیڈروں اور سیاست سے بھی تنگ آ گئے تھے۔ ۱۶۵۲ء میں جمہوریت کے خلاف ایک تحریک شروع ہوئی۔ جس کا مقصد اسٹورٹ خاندان کو دوبارہ انگلینڈ کا بادشاہ بنانا تھا۔ یہ تحریک جاری رہی جب تک کہ اس کا مقصد پورا نہ ہوا۔

## کرامویل

(۱۶۵۳ء — ۱۶۵۸ء)

بڑی پارلیمنٹ کے برخاست ہونے کے بعد فوجی افسروں نے ایک نئی پارلیمنٹ کی تشکیل کی جو انگلینڈ کی تاریخ میں بیربونس پارلیمنٹ کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس کا انتخاب عوام کے ہاتھ میں نہ تھا۔ بلکہ ان کو منتخب کرنے والے فوجی افسر اور پیورٹن تھے۔ اس کی شکل کچھ مذہب سے قریب ہو گئی۔ لیکن یہ پارلیمنٹ کامیاب ثابت نہ ہوئی۔ اور چھ مہینے کے بعد وہ خود برخاست ہو گئی۔ جس سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ ملک کے انتظام کے لیے ایک طاقت ور ہستی کی ضرورت ہے۔ اس لیے فوجی افسروں نے کرامویل کو منتخب کیا اور اس کو محافظ اعلیٰ (لارڈ پروٹیکٹر) بنا دیا۔ اس کے صلاح و مشورے کو ایک پارلیمنٹ اور کاونسل آف اسٹیٹ بنی۔ حالانکہ وہ انگلینڈ کا بادشاہ نہ تھا۔ لیکن اس کے اختیارات بادشاہ ہی کی طرح تھے۔ وہ پارلیمنٹ طلب کر سکتا تھا اور برخاست بھی کر سکتا تھا۔ پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قانون کو رد کر سکتا تھا اور نیا قانون بھی بنا سکتا تھا۔ اس نئے نظام حکومت کا نام "انسٹرومنٹ آف گورنمنٹ" تھا۔

اس نے اپنا سکریٹری ملٹن کو بنایا جو قابل اور مذہبی آزادی کا طرفدار تھا۔ لیکن کرامویل نے اپنے اختیارات کا غلط استعمال بھی کیا۔ اسی وجہ سے کئی مرتبہ لوگوں نے اس کو قتل کرنے کی سازشیں بھی کیں۔ اس نے انتظامی اصلاح کے لیے انگلینڈ اور ویلس

کو گیارہ صوبوں میں تقسیم کر دیا اور انتظام فوجی افسروں کو دے دیا جو میجر جنرل ہوتے تھے انھوں نے بھی عوام پر ظلم کیے اور خود کرامویل نے کئی ٹیکس قانون کے خلاف لوگوں پر لگائے ان کے نہ دینے پر ان لوگوں کو سخت سزائیں دی جاتی تھیں۔ عدالتوں کے جج بھی کرامویل کے ہم خیال ہو گئے تھے۔

اخباروں کی اشاعت پر پابندی لگا دی کہ کوئی اخبار کرامویل کے کاموں کی مذمت اپنے اخبار میں نہیں کر سکتا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لندن جیسے شہر میں صرف ایک ہی اخبار ہفتے میں دو مرتبہ شائع ہوتا تھا۔ مذہبی فرقے زیادہ تر خوش تھے۔ لیکن کیتھولک فرقے کے لوگ خوش نہ تھے۔ اس نے دو جماعتیں بنائیں۔ جن کا کام قابل پادریوں کو ملازم رکھنا اور جاہل لوگوں کو برخاست کرنا تھا۔

کرامویل کو بیرونی پالیسی میں اندرونی پالیسی کی بہ نسبت کافی کامیابی حاصل ہوئی اس کے تین نظریات خاص تھے۔ ایک تو وہ اسٹورٹ خاندان کے کسی فرد کو بادشاہ نہیں بننے دینا چاہتا تھا۔ اسی وجہ سے وہ ان ملکوں کا مخالف تھا جو اسٹورٹ خاندان کے ہمدرد تھے۔ ان سے وہ جنگ کرنے کو بھی تیار تھا۔ پروٹسٹنٹ مذہب کو انگلینڈ میں ترقی دینا چاہتا تھا۔ اسی وجہ سے ان ملکوں کی مدد بھی کرتا تھا جو پروٹسٹنٹ مذہب رکھتے تھے۔ وہ انگلینڈ کی تجارت کو بھی ترقی دینا چاہتا تھا کیوں کہ اسی سے انگلینڈ کی مالی حالت بہتر ہو سکتی تھی۔ جو ملک انگلینڈ کی تجارت کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے ان سے جنگ کرنے کو تیار تھا۔

انگلینڈ کا تجارتی رقیب ہالینڈ تھا۔ انگریز اور ڈچ سوداگر مشرقی انڈیز اور ہندستان میں سرگرم عمل تھے۔ ۱۶۲۳ء میں ڈچ سوداگروں نے کئی انگریزوں کو امبوئنا کے جزیرے میں قتل کر دیا لیکن اس کا بدلہ جیمس اول یا چارلس اول نے نہیں لیا۔ ڈچ سوداگروں کی ہمت اور بڑھ گئی تھی۔ ۱۶۵۱ء میں پارلیمنٹ نے ایک قانون جہازرانی بھی بنا دیا جس میں یہ طے کر دیا گیا کہ آئندہ تمام تجارتی چیزیں یا تو ان ملکوں کے جہازوں میں آئیں گی یا صرف انگلینڈ ہی کے جہازوں میں لائی جا سکتی ہیں۔ اس قانون کا سبب

سے زیادہ اثر ہالینڈ کی تجارت پر پڑا، کیونکہ کئی دوسرے ملکوں کے پاس تجارتی جہاز نہ تھے اور وہ اپنا سامان ہالینڈ کے جہازوں پر لاتے تھے جس سے ان کو کافی فائدہ ہوتا تھا۔ وہ فائدہ اس نئے قانون سے ختم ہوگیا لیکن اس کے باوجود ہالینڈ کے ملاح انگلینڈ کے جھنڈے کو تعظیم دینا اپنی بے عزتی سمجھتے تھے۔ ایسے ہی کئی اور واقعات ہوئے جس کی وجہ سے ۱۶۵۲ء میں پارلیمنٹ کو ہالینڈ کے خلاف جنگ کا اعلان کرنا ہی پڑا۔ تقریباً دو سال تک بحری جنگ چلتی رہی جس میں انگریزی بحری سردار بلیک اور ہالینڈ کا ٹرومپ تھا۔ اس لڑائی کا کوئی فیصلہ نہ ہوسکا۔ ۱۶۵۴ء میں کرامویل نے ہالینڈ سے صلح کرلی۔ لیکن ہالینڈ کو دو شرطیں ماننا پڑیں ایک تو امبوئنا کے قتل کا معاوضہ اور دوسرے انگریزی جھنڈے کی تعظیم کرنا ضروری قرار دے دیا۔

اسی طرح کرامویل نے دوسرے پروٹسٹنٹ ملکوں، ڈینمارک، سویڈن اور پرتگال وغیرہ سے بھی صلح کرلی اس سے اس کا مقصد کیتھولک لوگوں کے خلاف ایک گروہ بنانا تھا۔ اور اس طرح طاقت کے ذریعے پروٹسٹنٹ مذہب کو پھیلانا شروع کردیا۔ لیکن اس کی یہ مذہبی پالیسی بہتر ثابت نہ ہوئی۔

۱۶۵۵ء میں فرانس کے بادشاہ نے پروٹسٹنٹ لوگوں کا قتل کرانا شروع کردیا جب اس کی خبر اس کو ملی تو کرامویل نے فرانس کے وزیر میزرین کو لکھا کہ یہ قدم صحیح نہیں اور اس طرح سے فرانس میں جو قتل کا سلسلہ شروع ہوا تھا روک دیا گیا۔

۱۶۵۴ء میں ہالینڈ سے صلح ہوجانے کے بعد انگلینڈ کے جہاز بیکار ہوگئے تو ان کا کام جاری رکھنے کے لیے اسپین کے مغربی جزیروں پر حملہ کرنے بھیج دیا۔ یہ حملہ کامیاب نہ رہا۔ کیونکہ وہ لوگ وہاں امراض میں مبتلا ہوکر لوٹ آئے۔ ۱۶۵۷ء میں کرامویل نے اسپین پر حملہ کردیا اور اسپین کا کافی نقصان ہوا۔ ایک مشہور شہر ڈنکرک بھی انگلینڈ کے قبضے میں آگیا۔ صرف اس فائدے کے انگلینڈ کو کوئی خاص فائدہ حاصل نہ ہوا۔ لیکن اتنا ضرور ہوا کہ انگلینڈ کے جنگی جہاز اور مضبوط ہوگئے۔ جن کی مدد سے انھوں نے سمندری ڈاکوؤں کو ختم کردیا۔ وہ انگلینڈ کے تجارتی جہازوں کو نقصان پہنچاتے تھے۔

بیرونی پالیسی میں ایسی شاندار کامیابیوں نے لوگوں کی توجہ اس کے ظلموں سے ہٹا دی اور وہ خود بھی اب اتنا سخت نہیں رہا۔ ۱۶۵۷ء میں پارلیمنٹ نے اس کو بادشاہ بننے اور ہاؤس آف لارڈس کو بلانے کی رائے دی۔ اس نے لارڈس کو بلانے میں تو کوئی مخالفت نہ کی لیکن بادشاہ بننے سے انکار کر دیا۔ کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ بادشاہ ہوتے ہی انگلینڈ کے عوام اس کے خلاف ہو جائیں گے۔ پھر جو طاقتیں اسے بغیر بادشاہ بنے حاصل تھیں وہ تقریباً وہی تھیں جو انگلینڈ کے بادشاہ کی تھیں۔ اسی عرصے میں ۱۶۵۸ء میں اس کا انتقال ہو گیا۔

حالانکہ کرامویل نے کئی غلطیاں کیں۔ لیکن پھر بھی اس کا کارنامہ اہمیت رکھتا ہے۔ اس نے ملک میں امن و امان قائم کیا۔ اس کو بیرونی پالیسی میں کامیابی تو ہوئی لیکن انگلینڈ کا مالی نقصان بھی بہت ہوا جس کی وجہ سے خزانے پر بہت دباؤ پڑا۔ لیکن اس سے انگلینڈ کی بحری طاقت بڑھ گئی۔ لوگوں کو مذہبی آزادی کا خیال دلایا اور ان کو اسی راستے پر لگا دیا۔

## اسٹورٹ خاندان کی دوبارہ واپسی

کرامویل کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا رچرڈ انگلینڈ کا محافظ اعلیٰ بن گیا۔ لیکن اس میں وہ خوبیاں نہ تھیں جو اس کے باپ میں تھیں۔ نہ وہ کٹر پیوریٹن تھا اور نہ ہی اتنا قابل تھا۔ عوام اس سے زیادہ خوش نہ ہوئے۔ اور انھوں نے اسٹورٹ خاندان کے کسی فرد کو دوبارہ بادشاہ بنانے کی تحریک شروع کر دی۔ اس تحریک کی خبر پا کر انگریزی افسر مانک جو اسکاٹ لینڈ میں امن و امان کی زندگی گذار رہا تھا۔ فوج لے کر لندن آ گیا اور پارلیمنٹ کو برخاست کر کے نئی پارلیمنٹ طلب کی۔ نئی پارلیمنٹ کی نشست میں چارلس کو بادشاہ بنانے کی تجویز رکھی گئی جو فوراً منظور کر لی گئی۔ اس لیے چارلس کے پاس ایک خط بھیجا گیا کہ آپ آئیے اور انگلینڈ کی بادشاہت چارلس دوم بن کر قبول فرمائیے۔ چارلس نے خط پا کر ۱۶۶۰ء میں ایک اعلان بریڈا میں کیا کہ بادشاہ بننے کے بعد وہ اپنے مخالفین کو معاف

کردے گا۔ ملک میں مذہبی آزادی ہوگی۔ سپاہیوں کو تنخواہیں دی جائیں گی۔ جب وہ انگلینڈ واپس آیا تو لوگوں نے اس کا شاندار خیر مقدم کیا۔

# چارلس دوم

(۱۶۶۰ء ــــ ۱۶۸۵ء)

چارلس اپنی زندگی کے ۱۴ برسوں میں کچھ غلط عادتیں اختیار کر چکا تھا جس کا اثر دربار پر بُرا پڑا۔ اس کے دربار میں شراب خوب پی جاتی تھی۔ فاحشہ عورتیں اس کے دربار میں رہتی تھیں جن میں کیسل مین کافی مشہور تھی۔ اس وقت کے شعرا نے بھی چارلس کی اس زندگی کو بہت ہی خصوصیت کے ساتھ لکھا ہے۔ عیش و عشرت کے ذرائع بہت بڑھ گئے تھے۔ جن کو کرامویل نے ختم کر دیا تھا۔ لوگ عام طریقے سے برہنہ طوائفوں کا ناچ دیکھا کرتے تھے۔ جس کا شہریوں پر بہت زیادہ خراب اثر پڑا۔ انھوں نے پاک زندگی گذارنا چھوڑ دی۔ لیکن دیہات کے غریب لوگ اس سے کم متاثر ہوئے۔

ساتھ ہی ساتھ وہ چالاک تھا۔ وہ کیتھولک تھا۔ لیکن دوسرے فرقوں کو بھی مذہبی آزادی حاصل تھی۔ وہ پارلیمنٹ کے اثر میں رہنا نہیں چاہتا تھا لیکن جب پارلیمنٹ کسی بات پر زیادہ دباؤ ڈالتی تو اس کو مان بھی لیتا۔ اسی وجہ سے اس کے تعلقات پارلیمنٹ سے اچھے رہے۔ وہ بادشاہت کے استحکام کے لیے ایک طاقتور فوج بھی رکھنا چاہتا تھا۔ کیوں کہ اس کو خطرہ تھا کہ اگر اب بادشاہت ختم ہوئی تو دوبارہ اس کو انگلینڈ میں زندگی نہ مل سکے گی۔

## اندرونی حالات

(۱۶۶۰ء ــــ ۱۶۸۰ء)

تقریباً بیس سال تک چارلس کی کوشش رہی کہ وہ پارلیمنٹ کو نیچا دکھا دے لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ بہرحال اس نے اپنی کوشش جاری رکھی۔ اس نے فوج کو تنخواہ

دے دی اور پارلیمنٹ کی مرضی کے مطابق کافی فوج کو برخاست بھی کردیا۔ کویلیر کی جاگیر جو ضبط کرلی گئی تھی وہ بحال کردی۔ لیکن بادشاہ کے ساتھیوں نے انتہاپسندی کی حد کردی۔ انھوں نے کرامویل اور آئرٹن کی قبریں کھود کر لاشوں کو پھانسی پر لٹکا دیا۔ لیکن پارلیمنٹ نے ایک زیادتی چارلس کے ساتھ کی۔ اس نے کوئی وظیفہ نہ دیا۔ اس لیے ہر سال اس کو پارلیمنٹ میں آنا پڑتا تھا اور روپیا منظور کرانا پڑتا تھا۔ اسٹار چیمبر کی طرح عدالت نہ بن سکی۔ ممبروں کی طاقت اس قدر بڑھ گئی کہ وہ آزادانہ طور پر بادشاہ کے اصولوں پر اعتراض کیا کرتے تھے۔

## مذہبی پالیسی اور پارلیمنٹ

۱۶۶۱ء کے کلیرنڈن قانون اور چارلس کی پالیسی سے پیورٹن کو بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کی پہلی پارلیمنٹ میں کویلیر ممبروں کی تعداد زیادہ تھی۔ چنانچہ پیورٹن کے خلاف کئی قانون پاس کیے۔ ان کی اصلاح کیونکہ کلیرنڈن نے کی تھی۔ اسی وجہ سے یہ قانون اسی کے نام سے مشہور ہیں۔ کارپوریشن ایکٹ پاس کیا جس کے تحت انگلینڈ کے عوام کو ایک قسم لینا پڑی تھی کہ وہ بادشاہ کے خلاف کبھی ہتھیار نہیں اٹھائیں گے۔ اور ہمیشہ انگریزی گرجا کو مانیں گے، جو اس سے انکار کرتا تھا وہ میونسپلٹی کا ممبر نہیں رہتا تھا ایکٹ آف یونی فارمٹی کے تحت تمام پادریوں کو ایک کتاب دی جاتی اس پر عمل کرنے کی قسم لینی پڑتی تھی جس سے پیورٹن پادریوں نے انکار کیا تو ان کی جاگیریں ضبط کرلی گئیں اور انھیں برخاست کردیا گیا۔ تیسرا فائیو مائل ایکٹ پاس کیا جس کے تحت جن پادریوں نے کتاب دعا پر عمل کرنے سے انکار کیا تھا۔ وہ شہر کے حدود میں پانچ میل تک داخل نہیں ہوسکتے تھے۔ چوتھا کنونٹیکل ایکٹ پاس ہوا جس کے تحت سوائے انگریزی گرجا کے جلسے کے تمام فرقوں کے مذہبی جلسے غیرقانونی قرار دے دیے گئے۔

ان قانونوں کا انگلینڈ پر بہت برا اثر پڑا۔ پیورٹن مذہب انگلینڈ سے ختم ہوگیا دوسرے انگریزی گرجا اور بادشاہ کے مخالفوں کا ایک گروہ پیدا ہوگیا۔ ان لوگوں کو

ڈیسنٹرس کہا جاتا تھا۔ ان تمام باتوں کا انگلینڈ کی تجارت، ادب اور علوم و فنون پر بہت برا پڑا۔ پارلیمنٹ میں اکثریت ہونے سے پھر سے ظلم کرنا شروع کر دیا۔ لیکن اس سے کچھ فائدے بھی ہوئے۔ انگریزی کالونیوں میں ترقی ہوئی۔ گرجا میں اختلاف پیدا ہونے سے مذہبی آزادی اور سائنس میں کافی ترقی ہوئی۔

کلیرنڈن کی دوسری کوشش بادشاہ اور پارلیمنٹ میں صلح کرانا تھا لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا کیونکہ اسی زمانے میں انگلینڈ میں ایک سخت قسم کا پلیگ پھیلا جس سے ۱۶۶۵ء میں انگلینڈ کی بہت بڑی آبادی ختم ہو گئی۔ دوسرے شہر میں ایک سخت قسم کی آگ لگی جو تقریباً تین دن تک جلتی رہی اور لندن کا دو تہائی حصہ جل کر راکھ ہو گیا۔ جس سے کافی نقصان ہوا۔ اسی کے ایک سال بعد ہالینڈ نے انگلینڈ پر حملہ کر دیا۔ جس کی وجہ سے کلیرنڈن کی بہت بدنامی ہوئی۔ وہ شاہی صلاح کار کے عہدے سے برخاست کر دیا گیا۔ کلیرنڈن کو برخاست کرنے کے بعد چارلس نے پانچ صلاح کار رکھے جن کے ناموں کے حروف مل کر کیبل لفظ بنتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ کیبل وزارت کے نام سے مشہور ہے۔ جو ۱۶۶۷ سے ۱۶۷۳ء تک رہی۔ اس کے صلاح کاروں میں کلیفرڈ، آرلنگٹن، بکنگھم، آشلے اور لاڈریل شامل تھے۔ کلیفرڈ اور آرلنگٹن کیتھولک تھے باقی تین انگریزی گرجا کے پیرو تھے۔ لیکن یہ پانچوں صلاح کار چارلس کے قابو میں تھے۔ جو چارلس چاہتا ان سے کرا لیتا تھا۔

۱۶۷۲ء میں چارلس نے اپنے ان صلاح کاروں کی مدد سے ایک اعلان جاری کر دیا جو "ڈیکلیریشن آف انڈل جینس" تھا۔ اس کا مقصد پوپ اور ڈسنٹرس کے خلاف بنے ہوئے قانون کو ختم کرنا تھا۔ لیکن کیتھولک کے ساتھ ساتھ پیورٹن بھی اس اعلان سے فائدہ اٹھا سکے۔ لیکن پیورٹن یہ نہیں چاہتے تھے کہ کیتھولک کو بھی آزادی ملے۔ اس اعلان کے خلاف انگریزی گرجا کے پیروکاروں نے کافی زوردار طریقے سے بادشاہ کا مقابلہ کیا۔ پارلیمنٹ میں بھی کیونکہ انہی کی اکثریت تھی اس لیے پارلیمنٹ بھی چارلس کے اس رویے سے ناراض تھی۔ اس نے اعلان کو رد کرنے کے لیے ۱۶۷۳ء میں نیا

قانون بنا دیا جو "ٹیسٹ ایکٹ" کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے تحت جو لوگ انگریزی گرجا کو نہیں مانیں گے انھیں سرکاری نوکریاں اور جاگیریں نہیں ملیں گی۔ یعنی کیتھولک ورڈ لیسنٹرس ان سے محروم رہیں گے۔ اس قانون کی وجہ سے کلیفرڈ، آرلنگٹن اور شہزادہ جیمس کو بھی کیتھولک ہونے کی وجہ سے ان کے عہدوں سے برخاست کر دیا گیا۔ چارلس نے باقی اور وزیروں کو بھی نکال دیا جو انگریزی گرجا کو مانتے تھے اور اس طرح کیبل وزارت ختم ہو گئی۔

اس کے بعد اس نے سر ٹامس آسبورن ارل آف ڈینبی کو وزیر بنایا جس کی وزارت ۱۶۷۳ء سے ۱۶۷۸ء تک رہی۔ وہ انگریزی گرجا کا ماننے والا تھا۔ کیتھولک اور پیورٹن کا سخت مخالف تھا۔ چارلس کو یہ معلوم ہو گیا کہ انگلینڈ کے عوام کسی حالت میں بھی کیتھولک کو آزادی نہیں دیں گے۔ لیکن پارلیمنٹ کی اہمیت اس کی نظر میں اب بھی کچھ نہ تھی۔ ڈینبی نے چارلس اور پارلیمنٹ میں صلح کرانے کی بھی کافی کوشش کی۔ ۱۶۷۸ء میں اوٹس نے یہ مشہور کر دیا کہ پوپ کے ماننے والے اس کے خلاف سازش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور جیمس کو بادشاہ بنانا چاہتے ہیں۔ لوگوں پر اتنا خوف طاری ہوا کہ لوگ ہتھیار لے کر چلنے لگے۔ اس کے کچھ عرصے بعد ہی جس مجسٹریٹ نے اوٹس کے بیان لیے تھے۔ اس کو قتل کر دیا گیا جس سے لوگوں کو اور یقین ہو گیا کہ یہ کام پوپ کے پیروؤں کا کام ہے لیکن اگر دیکھا جائے تو پوپ کی سازش کا کوئی ثبوت نہ تھا۔ جب کولمین کے گھر کی تلاشی لی گئی تو کچھ کاغذات ایسے ملے جو کیتھولک کو آزاد کرانے کے بارے میں تھے۔ اس سے پہلے بھی رات کے وقت پوپ کے پجاری اور دوسرے کیتھولک کبھی کبھی اس کمرے میں جمع ہوتے تھے۔ اس لیے ڈینبی اور پارلیمنٹ دونوں جیمس کے مخالف ہو گئے۔

ڈینبی اصل میں ڈیوک آف یارک پر مقدمہ چلانا چاہتا تھا لیکن اس سے پہلے ہی پارلیمنٹ نے اس پر مقدمہ چلانے کی تجویز پاس کر دی۔ لیکن ڈینبی نے چارلس کے ساتھ ایک شرائط نامہ لکھا جس کے ذریعے لوئی اس کو روپیہ بھیجے گا۔ پارلیمنٹ کا

یہ رویہ دیکھ کر ڈینبی نے چارلس سے کویلیر پارلیمینٹ کو برخاست کروادیا جو تقریباً اٹھارہ سال سے چلی آرہی تھی۔ لیکن اس کے بعد چارلس نے ڈینبی کو بھی برخاست کر دیا۔ اس کے بعد سے یہ اصول بن گیا کہ وزیر پارلیمینٹ کے ماتحت ہوں گے اور پارلیمنٹ کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔

اس کے برخاست ہونے کے بعد چارلس کے دور حکومت میں تین پارلیمنٹ بنیں وھگ فرقہ کا کافی اثر رہا۔ یہ فرقہ قوم کا طرفدار تھا اور بادشاہ کا طرفدار ٹوری فرقہ تھا۔ ان کی تعداد گھٹ گئی اور ان کا زور بھی کم ہوگیا۔ اس وقت چارلس کا مخالف اس کا برخاست کیا ہوا وزیر آشلے پارلیمینٹ کا ممبر تھا۔ اس نے مڈل کلاس کے کافی لوگوں کو ہم خیال بنالیا تھا۔ ۱۶۷۹ء میں آشلے نے ایک قانون "ہیبس کورپس ایکٹ" بنوادیا جس کا مقصد یہ تھا کہ بادشاہ جن لوگوں کو گرفتار کرے گا ان پر مقدمہ بھی جلد ہی چلایا جائے گا۔ ایک دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ چارلس نے پرتگال کی شہزادی کیتھرن آف برگینزا سے شادی کرلی تھی لیکن اس کے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اب آشلے کو خطرہ تھا کہ کہیں چارلس کے بعد جیمس بادشاہ نہ بن جائے۔ اس لیے اس نے پارلیمنٹ کے سامنے ایک "ایکسکلوژن بل" رکھا جس کا مقصد چارلس کے بعد ڈیوک آف مونمتھ کو بادشاہ بنانا تھا۔ اس کو وہ چارلس کا لڑکا بتاتا تھا۔ لیکن تین وگ پارلیمنٹوں نے اس پر غور کرکے اس بل کو مسترد کر دیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ خود دھگ فرقے میں بھی یک جہتی نہ تھی۔ دوسرے مونمتھ قابل نہ تھا اور اس طرح ۱۶۸۱ء میں چارلس نے آخری پارلیمنٹ کو برخاست کر دیا۔

# اندرونی حالات

(۱۶۸۱ء — ۱۶۸۵ء)

جیسا کہ ہوتا آیا ہے چارلس نے پارلیمنٹ کو برخاست کرنے کے بعد عوام پر خوب ظلم کرنا شروع کردیا۔ روپیا اس کو لوئی سے ملتا رہا جس کی وجہ سے اس کو پانچ سال تک پارلیمنٹ بلانے کی ضرورت نہ پڑی اور نہ اس نے وزیر کی ہی ضرورت سمجھی۔ اس نے وھگ فرقے کے لوگوں کو سخت سزائیں دیں۔ آشلے اور مونمتھ کو جلا وطن کر دیا گیا۔ کچھ کو موت

کی سزا بھی دی ان میں رسل اور سڈنی خاص ہیں۔ اس فرقے کے اخباروں پر بھی پابندی لگادی گئی۔ وہ جلسے نہیں کر سکتے تھے۔ اسی سے تنگ آکر انھوں نے چارلس اور اس کے ساتھ جیمس کو بھی قتل کرنے کی سازش کی۔ لیکن اس کا پتا چارلس کو چل گیا اور ان لوگوں کو سخت سزائیں بھگتنا پڑیں۔ اس طرح ٹوری فرقہ بڑھا اور اس کو ترقی کرنے کا موقع مل گیا۔ لیکن وہگ فرقہ ہمیشہ کے لیے دب نہ سکا۔

وہگوں کو دبا کر اس کو اور آزادی ملی اور کئی غیر قانونی کام کرنا شروع کیے۔ اس نے ڈسنٹرس پر بہت ظلم کیے اور پوپ کے ماننے والوں کے ساتھ اچھا برتاو کیا۔ اس نے کئی شہروں کے چارٹر واپس لے لیے اور کئی شہروں کے اس طرح بدل دیے کہ بجائے عوام کے اب ممبران کا انتخاب سرکاری افسروں کے ہاتھ میں آگیا۔ کیونکہ افسروں کو بادشاہ مقرر کرتا تھا۔ اس لیے کونسلوں میں بھی اسی کے ہمدرد لوگ آنے لگے اور اس طرح اس کو اور بے جا کام کرنے کی ترغیب ملی۔

## بیرونی پالیسی

بیرونی پالیسی کو کامیاب بنانے کے لیے چارلس نے کئی کام کیے۔ وہ پارلیمنٹ کے زیر اثر نہیں رہنا چاہتا تھا۔ اس لیے وہ روپیا زیادہ تر لوئی سے لیتا اور پارلیمنٹ سے کم۔ وہ ہالینڈ کو فتح کرنا اور فرانسیسی سرحد رائن ندی سے ملانا چاہتا تھا۔ فرانس بھی ہالینڈ کا مخالف تھا۔ چارلس نے اپنی بہن کی شادی فرانسیسی شہزادے کے ساتھ کر دی اور لوئی کے مشورے پر اپنی شادی پرتگال کے بادشاہ کی لڑکی کیتھرن آف بریگنزا سے کرلی تھی۔ اس سے اس کو کئی جزیرے بھی جہیز میں مل گئے۔ جن سے آمدنی کا ایک ذریعہ بن گیا اس کا اثر یہ ہوا کہ پرتگال اور انگلینڈ دوست ہو گئے۔

۱۶۶۲ء میں کرامویل نے ڈنکرک شہر اسپین سے جیتا تھا۔ چارلس نے اسے فرانس کے بادشاہ کو بیچ دیا۔ جس سے انگریزی تاجروں کو بہت نقصان ہوا۔ کیونکہ ڈنکرک تجارت کے نقطۂ نظر سے کافی اہمیت رکھتا تھا۔ اس کے بیچنے کے تین سال بعد اس نے

ہالینڈ سے جنگ شروع کر دی کیونکہ ڈچ، انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی اور امریکی کمپنیوں کو نقصان پہنچا رہے تھے۔ دوسرے ہندستان میں ان کا اثر ہندستانی نواب اور راجاؤں پر بھی زیادہ بڑھ گیا تھا۔ لوئی کی پالیسی یہ تھی کہ انگلینڈ جنگ کر کے ہالینڈ کو کمزور کر دے تاکہ وہ آسانی سے اسے فتح کر سکے۔ لیکن ہالینڈ کے جہاز مڈوے تک چلے آئے اور انھوں نے لندن پر گولہ باری کی، جس سے بڑی ندامت اٹھانا پڑی۔ ادھر نیدرلینڈ پر فرانس نے حملہ کر دیا اور ہالینڈ کو مجبوراً انگلینڈ سے صلح کرنی پڑی۔ اس میں اس کو شمالی امریکہ میں تین نئی آبادیاں مل گئیں۔ لیکن لوئی کی پالیسی دیکھ کر اپنے ملک کے تحفظ کے لیے یورپ کے کچھ ملکوں انگلینڈ، ہالینڈ اور سویڈن نے ۱۶۶۸ء میں صلح کر لی۔ یہ طے پایا کہ وہ مل کر لوئی کا مقابلہ کریں گے۔ چارلس کا مقصد اس میں شریک ہونے کا یہ بھی تھا کہ لوئی ڈر کر اور زیادہ روپیا اس کو دے گا۔ فرانس کا بادشاہ لوئی بہت زیادہ چالاک تھا۔ اس نے اس اسکیم کو ناکام بنانے کے لیے چارلس کو یہ سبق سکھایا کہ ہالینڈ اصل میں انگلینڈ اور فرانس دونوں کا مخالف ہے۔ لہٰذا ہم دونوں کو اس پر حملہ کرنا چاہیے اور اس طرح ڈوور کا خفیہ عہد نامہ ۱۶۷۰ء میں ہو گیا۔ خاص باتیں یہ طے ہوئیں کہ فتح کے بعد آدھا ہالینڈ چارلس کو مل جائے گا اور وہ موقع پا کر خود کو پوپ کا پیرو بنائے گا اگر اس کے خلاف ملک میں کوئی بغاوت ہو گی تو لوئی مدد کے لیے فوج بھیجے گا۔ چارلس کو ان شرائط پر راضی کرنے میں اس کی بہن کا بھی بہت بڑا ہاتھ تھا۔

لیکن اس عہد نامے کا علم کیبل وزیروں کے علاوہ اور کسی کو نہ تھا۔ ایک نقلی عہدنامہ بھی تیار ہوا جس میں دوسری مذہبی شرط نہ تھی۔ اس طرح ۷۲-۷۴ ۱۶ء تک ہالینڈ سے انگلینڈ نے تیسری جنگ لڑی اور کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ پارلیمنٹ کے کہنے پر چارلس کو جنگ روکنا پڑی۔ لیکن اس جنگ سے ہالینڈ کی تجارت کو بہت نقصان پہنچا لیکن پارلیمنٹ کے کہنے سے چارلس نے ۱۶۷۷ء میں اپنے بھائی جیمس کی لڑکی میری کی شادی ہالینڈ کے شہزادے ولیم سے کر دی۔

**تجارت اور کالونیوں کی ترقی** انگریزی تاجروں نے ہندستان سے تجارت

اَمبوئنا کے قتل کے بعد شروع کر دی تھی۔ ہندستان کے جنوبی ساحل پر کئی انگریزی فیکٹریاں بن گئیں اور انھوں نے بمبئی مدراس اور کلکتہ میں بھی قلعہ تعمیر کر لیے۔ اس وقت ہندستان میں ان کی چار فیکٹریاں تھیں۔ پہلی سورت میں ۱۶۱۲ء میں قائم ہوئی دوسری ۱۶۳۹ء میں مدراس میں قائم ہوئی۔ تیسری بمبئی میں ۱۶۶۱ء میں قائم ہوئی اور چوتھی کلکتہ میں ۱۶۹۰ء میں قائم ہو گئی۔ چارلس کے عہد میں نئی کالونیوں میں بھی ترقی ہوئی۔ انگلینڈ نے تیسری مرتبہ ہالینڈ سے جنگ کی۔ اس کے بعد شمالی امریکہ کی نین کالونیاں انگلینڈ کو مل گئیں۔ اس وقت ۱۳ کالونیاں انگریزوں کے قبضہ میں تھیں۔ ورجینیا، مین، میسچوسٹس، میری لینڈ، کنکٹیکٹ، نیوہمپشائر، جزیرہ رہوڈ، شمالی کرولینا، جنوبی کرولینا، نیویارک، نیوجرسی ڈیلاویر اور پنسلوینیا۔

# جیمس دوم

(۱۶۸۵ء —— ۱۶۸۸ء)

جیمس دوم دیانت دار اور قابل بادشاہ تھا۔ وہ خود انگلینڈ کی بحری فوج کا سپہ سالار رہ چکا تھا۔ اس لیے فوج کے بارے میں کافی معلومات رکھتا تھا لیکن وہ بھی اپنے بزرگوں کی طرح اپنے آپ کو خدا کا بنایا ہوا بادشاہ کہتا تھا۔ تجربات نے یہ بھی ثابت کر دیا تھا کہ وہ بغیر طاقت ور فوج کے پارلیمنٹ اور عوام پر قابو نہیں پا سکتا۔ اس کی حکومت کے چار اصول تھے۔ یعنی عوام پر ظلم کرنا، مضبوط فوج بنانا، کیتھولک کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور فرانس کے بادشاہ لوئی چودھویں سے دوستی رکھنا۔ انھیں کچھ اصولوں پر چارلس بھی عمل کرتا رہا تھا۔ شروع میں جیمس دوم کی طاقت زیادہ تھی اسی بنا پر وہ اپنے وزیروں اور فوجی افسروں کو خود ہی مقرر کرتا تھا۔ اس کے زمانے میں وہگ فرقہ زیادہ طاقتور نہ تھا۔ اس کے برعکس ٹوری اس کا ساتھ دینے کو تیار تھے۔ پارلیمنٹ میں وہگ کم تھے اسی وجہ سے پارلیمنٹ بھی بادشاہ کا ساتھ دینے کو تیار تھی۔ اس کو روپیہ منظور کرانے میں بھی آسانی رہی

اسی وجہ سے وہ لوئی کا محتاج بھی نہ رہا۔ پوپ کی سازش میں حصہ لینے والوں کو سخت سزائیں دی گئیں۔

لیکن ۱۶۸۵ء میں اس کو ایک بغاوت کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ مانمتھ کی سرکردگی میں ہوئی تھی وہ خفیہ طور سے انگلینڈ آگیا اور کسانوں کی ایک فوج بھی جمع کرلی۔ پارلیمنٹ نے بھی ایک فوج فیوشتم اور جان چرچل کے ماتحت بھیجی۔ لیکن مانمتھ جانتا تھا کہ اگر آمنے سامنے لڑائی ہوگی تو اس کو کبھی بھی فتح حاصل نہ ہوگی۔ اس لیے اس نے اُس نے اچانک حملہ کرنے کی تدبیر کی، لیکن وہ کامیاب نہ ہوا، کیونکہ شاہی فوج کو معلوم ہوگیا۔ اور اُس نے اس پر حملہ کردیا۔ مانمتھ کو شکست ہوئی۔ اس بغاوت نے ثابت کردیا کہ ابھی دیہات کے لوگ اور کسان بیورٹن ہیں اور وہ ملک سے محبت رکھتے ہیں۔ جیمس نے ان باغیوں کے فیصلے کے لیے ایک عدالت بنائی۔ مانمتھ کو قتل کیا گیا اور باقی باغیوں کو سزائیں دی گئیں۔ انگلینڈ کی تاریخ میں یہ خونی عدالت کے نام سے مشہور ہے۔

## مذہبی پالیسی

اس بغاوت پر قابو پانے کے بعد اس کو اور طاقت حاصل ہوگئی۔ کیونکہ مانمتھ پیورٹن تھا اور اس کے ساتھی بھی پیورٹن تھے۔ اس لیے بیورٹن پر اس کو ظلم کرنے کا ایک اچھا موقع مل گیا اور اس نے فوج جمع کرکے کیتھولک مذہب کو ترقی دینے کے لیے دوسرے فرقوں پر ظلم کیے۔

اس نے انگریزی گرجا کو ختم کرنے کے لیے ایک اور دوسرا طریقہ استعمال کیا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ بادشاہ اپنی مرضی کے مطابق کسی بھی قانون کو بدل سکتا ہے۔ اس نے ٹیسٹ ایکٹ کو ختم کردیا۔ اس نے انگریزی گرجا کے پیروؤں کو جو وزیر اور فوجی افسران تھے سب کو ان کے عہدوں سے برخاست کردیا۔ رومن کیتھولک مذہب کے پیروؤں کو ان کی جگہ ملازم رکھا۔ صدر الصدور کا عہدہ جیفریز کو دیا جس نے عوام پر بہت سخت ظلم کیا تھا اور ایک کٹر رومن کیتھولک ٹائرکنل کو آئرلینڈ کا حکمراں بناکر بھیج دیا۔ عوام اس کی اس

پالیسی کے بہت سخت مخالف تھے۔ لیکن حالات کی وجہ سے مجبور تھے لیکن کچھ پادری ایسے بھی تھے جو پوپ کے مذہب میں نقائص نکال رہے تھے۔ جیمس نے ان کو خاموش کرنے کے لیے ایک عدالت ہائی کمیشن بٹھائی جس کے جج جفریز اور سنڈرلینڈ تھے۔ اس عدالت کو مقرر کرنا بھی ملک کے قوانین کے خلاف تھا

جیمس کی پالیسی میں ایک نیا انقلاب آیا اور اس نے ۱۶۸۷ء میں مذہبی آزادی کا اعلان کر دیا جو بڑے تعجب کی بات تھی کیونکہ ایک طرف تو وہ ڈسنٹرس کو قتل کر رہا تھا اور دوسری طرف مذہبی آزادی کا اعلان کر دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ڈسنٹرس اور انگریزی گرجا کے ماننے والوں کے سرکاری نوکریوں سے برخاست ہونے کے بعد ان جگہوں کو بھرنے کے لیے لوگ نہیں ملتے تھے۔ کیونکہ کیتھولک فرقہ بہت خراب حالت میں تھا دوسری وجہ یہ تھی کہ اگر دوسرے فرقوں کی آزادی کے ساتھ ساتھ کیتھولک کو بھی آزادی مل جائے گی تو لوگ اعتراض نہیں کریں گے۔ لیکن لوگ بھی اس پالیسی کو خوب سمجھ گئے تھے۔ اس طرح کا اندازہ لگانا جیمس کی غلط فہمی تھی۔ لوگ خفیہ طور پر اپنی نیا ریاں جاری کیے ہوئے تھے۔

اس کا دوسرا کام میگڈلن کالج میں دخل دینا تھا۔ ۱۶۸۷ء میں اس کا پریسیڈنٹ مر گیا تب جیمس نے انتخاب کرنے والوں کو حکم دیا کہ نیا پریسیڈنیٹ پروٹسٹنٹ مذہب کا ماننے والا ہونا چاہیے۔ لیکن انھوں نے بادشاہ کی مرضی کے خلاف انگریزی گرجا کے ہی ماننے والے کو منتخب کیا۔ جس پر جیمس ناراض ہوا اور اس نے کمیٹی کو ختم کر دیا اور کالج کی تمام جاگیریں ضبط کرلیں۔ بعد میں اس نے رومن کیتھولک کو ہی پریسیڈنٹ بنا دیا اور جاگیریں پھر بحال کر دیں۔ لیکن عوام نے اس معاملے میں کمیٹی کا ساتھ دیا۔ کیونکہ اب بھی قومیت کا جذبہ باقی تھا۔

## ۱۶۸۸ء کا مشہور انقلاب

مئی ۱۶۸۸ء کو بادشاہ کے حکم سے تمام گرجوں میں مذہبی آزادی کا اعلان پڑھا گیا۔ تاکہ تمام لوگوں کو علم ہو جائے۔ لیکن پادری جانتے تھے کہ کیتھولک کو آزادی

دینا ٹھیک نہیں ہے اور ان میں سے سات پادریوں نے ایک خط بادشاہ کو بھیجا کہ آپ کا حکم قانون کے خلاف ہے جبکہ عوام صحیح راستے پر چل رہے ہیں۔ جیمس نے ان پادریوں پر مقدمہ چلانے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن اسی زمانے میں عوام کے سامنے ایک اور نئی چیز آئی۔ پہلے تو لوگ سوچے بیٹھے تھے کہ جیمس دوم کے بعد اس کا داماد ولیم بادشاہ ہو جائے گا کیونکہ اس کے اولاد نرینہ نہ تھی۔ لیکن اسی سال یہ خبر سنائی دی کہ جیمس ایک لڑکے کا باپ بن گیا ہے۔ جس سے بجائے خوش ہونے کے لوگوں کے ہوش اڑ گئے۔ کیونکہ جیمس خود کٹر کیتھولک اور ظالم تھا۔ لیکن لوگوں کو یہ سوچ کر صبر آجاتا تھا کہ اس کے بعد ولیم بادشاہ بن جائے گا، جو پروٹسٹنٹ ہے۔ لیکن اب تو نقشہ ہی الٹ گیا کہ اس کا لڑکا بھی کیتھولک ہوگا۔ اس طرح سے اب پروٹسٹنٹ مذہب تو انگلینڈ سے ہمیشہ کے لیے ہی رخصت ہو جائے گا۔ لیکن اسی کے ساتھ یہ افواہ بھی تھی کہ بچہ اس کی بیوی سے پیدا نہیں ہوا بلکہ اس نے کسی اور بچہ کو منگا کر اپنے بچہ ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ اس سے لوگ اور برگشتہ ہو گئے۔ اسی کے ساتھ ساتھ جیمس نے پادریوں پر مقدمہ بھی چلایا، جس میں وہ لوگ بری ہو گئے اور آزاد کر دیے گئے۔

ان ہی حالات کے تحت، وِھگ ٹوری اور امیروں نے ولیم کو انگلینڈ آنے کی دعوت دی اور خط بھیجا اور اس سے بادشاہ بننے کی التجا کی۔ اس نے سوچنے کے بعد انگلینڈ کے لوگوں کی بات مان لی۔ وہ خلیج ٹورے میں اترا اور وِگ اور ٹوری اس کو لندن لے آئے۔ اس کے آنے کی خبر پاتے ہی جیمس دوم بھاگ گیا۔ اس طرح ۱۶۸۸ء کا انقلاب "بے خون" کے نام سے بھی مشہور ہے۔

اب تک بادشاہ اپنے کو پارلیمنٹ کے مقابلے میں بڑا سمجھتے تھے لیکن اس انقلاب نے ثابت کر دیا کہ پارلیمنٹ کا رتبہ بادشاہ سے بڑا ہے۔ ولیم اور میری دونوں پارلیمنٹ کے احسان مند تھے کہ انھیں کی کوشش سے وہ انگلینڈ کا بادشاہ بنا۔ دوسرے اب یہ بھی صاف ہو گیا کہ اگر جیمس کی طرح پارلیمنٹ سے تعلقات اچھے نہ رکھے تو اور کسی کو بھی بلا کر بادشاہ بنایا جا سکتا ہے۔ اس وجہ سے اب بادشاہ اور پارلیمنٹ

کے تعلقات بھی ٹھیک ہو گئے۔

## اسٹورٹ عہد میں آئرلینڈ

ڈیسمنڈ اور ٹائرن کی بغاوتوں کے ختم ہو جانے سے انگلینڈ کا پورا پورا تسلط آئرلینڈ پر ہو گیا۔ جیمس اول کے زمانے میں کچھ امرا آئرلینڈ چھوڑ کر یورپ کے دوسرے ملکوں میں چلے گئے۔ اس لیے بادشاہ نے ان کی جاگیریں اسکاٹ لینڈ سے آئے ہوئے لوگوں کو دے دیں۔ انھوں نے السٹر میں اپنی آبادی بنانا شروع کر دی اور وہیں کھیتی باڑی بھی کرنا شروع کر دی۔ اس طرح یہ ایک زرخیز صوبہ آباد ہو گیا پھر ۱۶۳۳ء میں چارلس اوّل نے اپنے صلاح کار وینٹ ورتھ کو آئرلینڈ کا حکمران بنا کر بھیجا۔ اس نے کافی اصلاحات کیں۔ آئرلینڈ کے قریبی سمندر کے ڈاکوؤں کو بالکل ختم کر دیا۔ فوجی انتظام اچھا ہو گیا۔ اس نے پروٹسٹنٹ گرجا بھی بنوایا۔ آئرلینڈ کی پارلیمنٹ سے کئی ضروری قانون بھی پاس کرائے۔ لیکن آئرش عوام اس کے انتظام سے خوش نہ تھے۔ کیونکہ اس کا یہ سب کام انگلینڈ کے بادشاہ اور وہاں کے عوام کے لیے تھا۔ آئرلینڈ کے لوگوں سے اس سے کچھ مطلب نہ تھا اور ان پر ظلم بھی کیے۔

وینٹ ورتھ کے چلے جانے کے بعد ۱۶۴۱ء میں آئرلینڈ میں بغاوت ہوئی اس کی وجہ ایک تو ان کی جاگیروں کا ضبط ہونا تھا دوسرے وہاں کے عوام سے بھی پروٹسنٹ مذہب پر عمل کرنے کو کہا گیا اور کیتھولک مذہب کو آئرلینڈ سے ختم کر دینے کے لیے کہا۔ انہیں تمام باتوں کی وجہ سے انھوں نے السٹر میں بغاوت کر دی اور کافی تعداد میں قتل بھی کیے گئے۔ اس بغاوت کو روکنے کے لیے ایک بڑی فوج تیار ہوئی۔ ادھر پارلیمنٹ نے بھی دو قانون پاس کیے کہ کیتھولک کے ساتھ ذرا بھی رعایت سے کام نہیں لیا جائے گا۔ جو لوگ بغاوت کو روکنے کی کوشش کریں گے ان کی جاگیریں بحال کر دی جائیں گی۔ ان قوانین کے پاس ہونے کے بعد بغاوت بالکل ختم ہو گئی۔

جس وقت ۱۶۴۲ء میں انگلینڈ میں خانگی جنگ چل رہی تھی۔ آئرلینڈ

بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور وہاں پر بھی بدانتظامی اور بدامنی چلتی رہی۔ چارلس کے قتل کے بعد جب آزاد حکومت بنی تو آئرلینڈ کے لوگوں نے اس کے ماتحت رہنے سے انکار کر دیا۔ وہ چارلس کے لڑکے کو بادشاہ بنانا چاہتے تھے۔ لہٰذا کرامویل نے آئرلینڈ جا کر بغاوت کو دبا دیا۔ کرامویل نے بہت ظلم کیا۔ کافی لوگ قتل کیے۔ جس کی وجہ سے وہاں کی کھیتی کی حالت بھی خراب ہو گئی۔ کچھ لوگ اس ظلم کی وجہ سے امریکہ چلے گئے۔

ری پبلک دور میں بھی آئرلینڈ کی حالت بہتر نہ ہو سکی۔ کرامویل نے کافی زمین انگلینڈ کے لوگوں کو دے دی تھی اس وجہ سے پرانے جاگیرداروں کو مشرقی آئرلینڈ چھوڑ کر کناٹ جانا پڑا۔ اس وجہ سے زمیندار زیادہ تر انگریزی گرجا کے پیرو ہو گئے۔ جب کہ کسان کیتھولک تھے۔ زمینداروں پر کافی ظلم بھی کیے گئے۔

چارلس دوم کے بادشاہ بننے سے آئرش عوام بہت خوش ہوئے اس نے تمام جاگیریں انگلینڈ کے لوگوں سے لے کر پھر آئرش لوگوں میں تقسیم کر دیں۔ ان کے مذہب کیتھولک کی دوبارہ ترقی شروع ہوئی، انھیں آزادی ملی۔

## اسٹورٹ عہد میں تجارت اور صنعت و حرفت

انگلینڈ کی تجارت دوسرے ممالک کے مقابلے میں ٹیوڈر عہد ہی میں کافی ترقی کر چکی تھی۔ لیکن ابھی نئی کالونیاں بنانے کی کوشش ناکام ہو گئی تھی۔ اس زمانے میں ہندستان اور امریکہ میں نئی فیکٹریاں، قلعے اور نئی بستیاں بنیں۔ افریقہ سے تجارت کرنے کے لیے گوآنا، امریکہ کے لیے ہڈسن کمپنی اور ہندستان کے لیے ایسٹ انڈیا کمپنی بنی۔ اپنا تجارتی بیڑا بھی بہتر کیا۔ اور مختلف مقامات پر بندرگاہ بھی بنائے۔ جیسے ۱۷۰۴ء میں جبرالٹر اور ۱۷۰۸ء میں مانرکا پر بھی انگریزوں نے قبضہ کر کے بندرگاہ بنائے۔

اس عہد میں کاشتکاری میں بھی ترقی ہوئی۔ بے کار زمین کو کھیتی کے لیے ٹھیک کیا جو زمین چراگاہوں کے لیے خالی پڑی رہتی تھی۔ ان کو بھی کھیتی کے لیے تیار کیا گیا۔ جتنی دلدل والی زمین تھی اس کو قابلِ کاشت بنا لیا۔ ٹیوڈر زمانے میں بھیڑ پالنے کے لیے جو

زمین گھیر لی گئی تھی۔ اس کو بھی اب کھیتی کے کام میں لانا شروع کر دیا۔

اون، سن اور سوت کی دستکاریوں میں بھی ترقی ہوئی۔ روئی کا کام بھی لنکاسٹر کے صوبے میں شروع ہوا سن کے مقابلے میں اون کی صنعت کو کافی ترقی دی گئی۔ روئی کی بنی ہوئی چیزیں امیر لوگ اب بڑے فخر سے استعمال کرتے تھے۔

اس زمانے میں نمک کی بھی بہت مانگ تھی انگلینڈ میں نمک بہت کم ہوتا تھا اور جب وہ نمک بھیجنے والے ملکوں سے جنگ کرتا تو اس کو نمک کی کمی کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اب پتھر کا کوئلہ کافی نکلنے لگا تھا جس سے لکڑی محفوظ ہو گئی۔ اب لوہے کو گرم کرنے کے لیے پتھر کا کوئلہ استعمال کرنے لگے۔ اس سے لکڑی کو بچایا جا سکا۔ انگلینڈ میں ریشم بھی کم بنتا تھا۔ لیکن جب چارلس دوم کے زمانے میں لوئی کے ظلم سے بچنے کے لیے ہیوجونوز انگلینڈ آ گئے۔ انھوں نے ریشم کے کام کو کافی ترقی دی۔ ان کے آنے سے دوسرے کاموں میں بھی ترقی ہوئی۔

لیکن اسٹورٹ بادشاہوں کی صنعت وحرفت کے بارے میں پالیسی یہ تھی کہ صرف ان کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہونی چاہیے جس سے زیادہ لوگ فائدہ حاصل کر سکیں۔ اسی وجہ سے ریشم اور نئی دستکاریوں کو ان کے زمانے میں ترقی حاصل نہ ہو سکی۔ انگلینڈ کی بنی ہوئی چیزوں پر باہر جانے پر تو روک نہیں تھی۔ لیکن باہر سے آنے والی چیزوں پر پابندی تھی۔ اسی وجہ سے تجارت زیادہ ترقی نہ کر سکی اور انگلینڈ کے عوام دوسرے ملکوں کی سستی چیزوں سے فائدہ نہ اُٹھا سکے۔

## اسٹورٹ عہد کی معاشرت

خانگی جنگ کے زمانے کو چھوڑ کر باقی زمانے میں عوام خوشحال تھے۔ کبھی کبھی وہ بادشاہوں کی مذہبی آزادی سے ضرور پریشان ہو جاتے تھے دوسری وجہ یہ تھی کہ پارلیمنٹ بھی بادشاہ کو ایسا کرنے سے کافی روکتی تھی۔ اور اس طرح بادشاہ کے ظلم سے انھیں امن مل جاتا تھا۔ پھر تجارت اور دستکاری نے بھی اس زمانے میں کافی

ترقّی کرلی تھی اور مذہبی اعتبار سے ۱۶۰۳ء تک زیادہ تر انگلینڈ پروٹسٹنٹ بن چکا تھا اور اس کا اثر انگلینڈ کی طرزِ زندگی پر نمایاں نظر آنے لگا تھا۔

لوگ مذہبی بھی کافی تھے۔ پروٹسٹنٹ ہونے کی وجہ سے انجیل کا مطالعہ کرتے تھے اور کوشش کرتے کہ پیورٹن کی زندگی گذار سکیں۔ زیبائش اور آسایش کو چھوڑ کر سادہ زندگی گذارنا شروع کر دیا۔ حد یہ ہے کہ کھیل میں بھی حصہ لینا بند کر دیا۔

ان کی زندگی میں پاکیزگی آگئی اور درمیانی راستے کو بھی پار کر کے اپنے آپ کو تکلیف دینا شروع کر دیا تھا۔ ری پبلک حکومت کے زمانے میں تمام عیش وعشرت کی چیزیں اور کھیل سختی کے ساتھ بند کر دیے گئے۔ لہو ولعب کی چیزیں جیسے جوا، مرغوں اور سانڈوں کی لڑائیاں بھی ختم ہو گئیں جو چھٹی کے دن ہوا کرتی تھیں۔ گرجاؤں کو بھی سجانا ختم کر دیا، بلکہ کچھ لوگوں نے گرجا جانا بھی بند کر دیا اور گھر میں عبادت کے لیے ایک حجرہ بنا لیا۔ جو بھی کتاب شائع ہوتی اس کو پہلے حکومت ایک مرتبہ دیکھتی کہ کوئی بات قانون کے خلاف تو نہیں لکھی گئی۔ وقت اور پیسے کے ضائع ہونے کو بچانے کے لیے گھوڑ دوڑ کو خلاف قانون قرار دے دیا۔

لیکن ری پبلک حکومت کے زوال کے ساتھ ساتھ پیورٹن فرقے کا بھی زوال شروع ہو گیا۔ چارلس دوم خود تو عیاش تھا ہی وہ اپنے ساتھ طوائفوں کو بھی لایا اور شراب نوشی عام کر دی۔ اب پھر سے سادگی ختم ہو کر عیش ونشاط کی زندگی ابھری۔ عوام پر بھی اس کا اثر پڑا اور وہ پھر پرانے طرز کے کھیل کود اور عیش وعشرت کی زندگی میں دلچسپی لینے لگے۔

اس زمانے کے ناول اس وقت کے معاشرے کی صحیح عکاسی کرتے ہیں لیکن دیہات ان اثرات سے محفوظ رہے۔ اس کی وجہ ان کی غربت تھی۔ کیونکہ دولت ہی عیش وعشرت کی جڑ ہے۔

وہ سادہ زندگی گذارتے تھے لیکن خوشحال تھے۔ مزدور بھی سادہ زندگی گذارتے تھے لیکن ان کی حالت زیادہ بہتر نہ تھی۔ ان کو محنت کافی کرنی پڑتی تھی۔ شہروں میں مزدوروں کے زیادہ آنے سے صفائی کا انتظام اچھا نہ تھا اسی وجہ سے وبائی بیماریاں پھیلتی اور جائیں جاتی تھیں۔

یہ عہد سائنس، دوسرے علوم اور تعمیری ترقی کے لیے بھی مشہور ہے۔ سائنس کی ترقی سے پہلے لوگ جادو میں یقین رکھتے تھے۔ لیکن انکشافات ہونے سے ان کے یہ عقیدے ختم ہو گئے۔ "رواثل سوسائٹی آف لندن" سائنس کی ترقی کے لیے قائم ہوئی نیوٹن نے زمین کی کشش کی تھیوری پیش کی۔ ملٹن نے مشہور کتاب "پیراڈائس لاسٹ" کی تخلیق کی۔ عمارتیں بھی کافی بنیں۔ سینٹ پال کا گرجا گھر کافی مشہور ہے۔

# انگلینڈ ۱۶۸۸ء کے بعد

## وھگ فرقہ

اس شاندار انقلاب ۱۶۸۸ء کے بعد ٹوری فرقے کے مقابلے میں وھگ فرقے کی کامیابی ہوئی۔ اس لیے اب انھوں نے ۱۶۸۵ء میں کچھ اصول بنائے تاکہ انھیں اصولوں پر وہ حکومت چلائیں۔ ان کے چار اصول تھے۔ بادشاہ کے اختیارات پارلیمنٹ کو دے دیئے جائیں۔ ڈسنٹرس کو مذہبی آزادی ملنی چاہیے اور وھگ فرقہ مڈل کلاس کی بھلائی کے لیے ہمیشہ سوچتا تھا۔ چوتھا اصول یہ تھا کہ وہ کسی طرح بھی چودھویں لوئی کو ذلیل کریں گے۔ کیونکہ اس نے انگلینڈ کی سیاست میں دخل دے کر نقصان پہنچایا تھا۔

بادشاہ کے اختیارات سلب کرنے کو ایک کیبنٹ بنا دی گئی۔ جس نے بادشاہ کے بہت سے اختیارات لے لیے۔ بادشاہ کو یہ قسم لینا پڑتی تھی کہ وہ پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قانون کی مخالفت نہیں کرے گا۔ پروٹسٹنٹ مذہب بھی انگلینڈ میں رہے گا وزرا بھی پارلیمنٹ کے ماتحت رہیں گے۔ فوجی اور عدالتی کام بھی پارلیمنٹ نے لے لیے لیکن کئی خاص اختیارات نکل جانے کے بعد بھی کئی اختیارات بادشاہ کے پاس تھے۔ جیسے صلح و جنگ، پارلیمنٹ کی طلبی، اور عہدے دینے کا اختیار بادشاہ کو اب بھی حاصل تھا۔ مذہبی آزادی حاصل کرنے کو ۱۶۸۹ء میں "ٹولیریشن ایکٹ" پاس کیا جس سے ڈسنٹرس کو بھی مذہبی آزادی مل گئی۔ لیکن اسی کے ساتھ ٹیسٹ ایکٹ اور کارپوریشن

ایکٹ بھی بدستور رہے لیکن یہودیوں کو اب بھی پارلیمنٹ کا ممبر بننے کا حق نہیں ملا۔

دوسری کوشش انھوں نے مڈل کلاس کو مالدار بنانے کے لیے کی۔ انھوں نے نیا مالی بندوبست بنایا۔ قومی قرضے کا اصول شروع کیا۔ لوگ بغیر کسی دباؤ کے قرضہ دیتے تھے اور ان کو اس کا سود ملتا رہتا تھا۔ اس روپے سے قومی فائدہ ہوا۔ چودھویں لوئی کے خلاف ۱۶۸۹ء سے ۱۸۱۵ء تک سات جنگیں لڑیں۔ اس سے انگلینڈ کا اثر یورپی ممالک میں بہت بڑھ گیا۔

## ولیم سوم اور میری

(۱۶۸۹ء ـــــــ ۱۷۰۲ء)

جس وقت ولیم انگلینڈ آیا۔ اس وقت پارلیمنٹ نہ تھی اس وجہ سے اس نے کنونشن پارلیمنٹ بلائی اور اس نے ولیم اور میری دونوں کو بادشاہ بنایا۔ کیونکہ پارلیمنٹ نے انھیں بادشاہ بنایا تھا اس لیے لوگ اس کے مخالف تھے۔ کیونکہ یہ وہاں کے اصول کے خلاف تھا۔ پارلیمنٹ نے تمام اختیارات حاصل کرنے کو ایک "بل آف رائٹس" پاس کیا۔ جس سے بادشاہ قانون کی خلاف ورزی نہ کرے اور کوئی عدالت قائم نہ کرے۔ طے یہ ہوا کہ پارلیمنٹ کی نشست ہر سال ہوا کرے گی۔ پارلیمنٹ نے آیندہ بادشاہ بنانے کا بھی مسئلہ حل کر لیا کہ اگر ولیم کے اولاد نہ ہوگی تو اس کی چھوٹی بہن این ملکہ بنائی جائے گی۔ کوئی رومن کیتھولک انگلینڈ کا بادشاہ نہیں بن سکتا۔ حالانکہ ولیم جانتا تھا کہ وھگ فرقہ شاہی اختیارات پارلیمنٹ کو دینے کی ترکیبیں کر رہا تھا۔ لیکن اس نے مخالفت نہ کی۔ جب اسے معلوم ہوا کہ یہ ٹوری فرقہ ملک کا دشمن ہے تو اس نے ان پر اعتبار کرنا ختم کر دیا۔ اور وزرا اسی فرقے کے بننے لگے جس سے پارٹی سسٹم شروع ہوا۔

## اندرونی پالیسی

لیکن ان تمام باتوں کے باوجود وھگ اور ٹوری فرقے کے لوگ ولیم کو پسند نہیں

کرتے تھے۔ کیونکہ وہ ان کے لیے اجنبی تھا۔ وہ اندرونی مسئلوں کے مقابلے میں بیرونی معاملات میں زیادہ دلچسپی لیتا تھا۔ اگر میری نہ ہوتی تو ولیم کو کبھی کا تخت سے ہٹا دیا جاتا۔ لیکن میری کی وجہ سے کیونکہ وہ اندرونی مسئلوں میں دلچسپی لیتی تھی اور ہر دلعزیز تھی۔ اس لیے ولیم کی کمی پوری ہوتی رہی۔ خزانے میں روپیا نہ تھا اور وہ برّاعظم کی جنگوں میں روپیا خرچ نہ کرنا چاہتا تھا۔ اس نے قومی قرضے کی بنیاد ڈالی۔ جس سے خزانے کی حالت کچھ بہتر ہوئی۔ اس نے کتابوں پر جو پابندیاں لگی تھیں ان کو ہٹا دیا اور اس طرح لوگ عام طریقے سے اپنی کتابوں میں بادشاہ کی پالیسی پر تنقید کرنے لگے۔

## بیرونی پالیسی

اس کو بیرونی معاملات میں زیادہ دلچسپی تھی اس کو برّاعظم کی جنگ کی وجہ سے زیادہ اصلاح کرنے کا موقع نہ ملا۔ اس نے قومی قرضے کے ذریعے کافی روپیا جمع کر لیا اور انگریزی سکّے کی خرابیاں دور کیں۔ وہ خاندانی طریقے سے ہی اسپین اور فرانس کا دشمن تھا اسی کے ساتھ ساتھ لوئی اس کوشش میں تھا کہ جیمس دوم کو دوبارہ انگلینڈ کا بادشاہ بنا دیا جائے۔ وہ امریکہ، افریقہ، اور ہندستان میں انگریز تاجروں کو بھی نقصان پہنچا رہا تھا۔ اس وجہ سے انگلینڈ کے عوام بھی ولیم کے ساتھ تھے لیکن اسکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ کیتھولک ہونے کی وجہ سے اس کا ساتھ دینے کو تیار نہ تھے۔ اسکاٹ لینڈ کے لوگوں نے لارڈ ڈنڈی کی سرپرستی میں ولیم کے خلاف بغاوت کی۔ لیکن ان کو شکست ہوئی۔ اس نے یہ حلف دلوایا کہ اب وہ کبھی اس کے خلاف بغاوت نہیں کریں گے۔ کچھ لوگوں نے انکار بھی کر دیا۔ اس نے ان کو اُن کی عورتوں اور بچوں کے ساتھ قتل کرا دیا۔ جیمس نے آئرلینڈ آکر بغاوت شروع کر دی۔ ۱۶۹۰ء میں ولیم خود آئرلینڈ گیا اور جیمس کی فوج کو شکست دی اور اُن سے صلح کر لی۔ لیکن اس نے آئرلینڈ کا کپڑا باہر جانا روک دیا۔ ڈسنٹرس کی جاگیریں ضبط کر کے چرچ کے پیروکاروں کو دے دیں۔ جس وقت ولیم آئرلینڈ میں تھا۔ اس وقت لوئی نے ایک فوج انگلینڈ پر حملہ

کرنے کو بھیجی لیکن اس کو شکست ہوئی۔ اس نے پھر دوبارہ حملہ کیا۔ لیکن اس میں بھی کامیابی نہ ہوسکی اور انگریزوں نے فرانسیسی جہازوں میں آگ لگادی وہ وہیں جل کر راکھ ہو گئے لوئی نے پھر ہالینڈ پر حملہ کیا اور نامور قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ لیکن ولیم نے وہ قلعہ واپس لے لیا جب ولیم نے اس قلعہ کو فتح کرلیا تو اب لوئی نے صلح کرنے کی کوشش شروع کردی تو ولیم نے رزوک کے مقام پر ۱۶۹۷ء میں صلح کرلی اور یہ بات طے کی کہ اب وہ کبھی بھی جیمس کو دوبارہ بادشاہ بنانے کی کوشش نہیں کرے گا۔ لیکن یہ صلح دیرپا ثابت نہ ہوئی۔ ولیم بہر حال جیمس کی طرف سے مطمئن ہوگیا۔ لیکن اس کے چار سال بعد ہی یورپ میں ایک اور جنگ شروع ہوگئی۔ اسپین کا بادشاہ چارلس مرنے کے قریب تھا۔ اس کے نہ کوئی لڑکا اور نہ ہی کوئی بھائی تھا۔ چارلس کی بڑی پھوپی تیرھویں لوئی کی بیوی تھی اور چھوٹی پھوپی جرمنی کے بادشاہ فرڈنینڈ کی بیوی تھی۔ خود اس کی بہن کی شادی چودھویں لوئی کے ساتھ ہوئی تھی۔ اب سوال یہ پیدا کہ کون جانشین ہوگا۔ ولیم یورپ میں طاقت کا توازن قائم رکھنا چاہتا تھا۔ اس نے لوئی سے اسپین میں انتظام درست کرنے کے لیے دو عہد نامے کیے۔ ایک یہ کہ اسپین کا تخت لیوپولڈ کے لڑکے لو بر جوزف کو ملے گا۔ مگر وہ ۱۶۹۹ء میں مرگیا۔ تب دوسرا معاہدہ کیا کہ اب اسپین کی سلطنت فرانس اور جرمنی میں تقسیم ہو جائے گی۔ لیکن چارلس خود یہ وصیت کرگیا کہ اس کی سلطنت لوئی کے نواسے فلپ کو ملے گی اور دوسرے معاہدہ کا لوئی نے خیال چھوڑ دیا۔ جب جیمس دوم کا انتقال ہوا تو لوئی نے اس کے لڑکے کو انگلینڈ کا بادشاہ تسلیم کرلیا۔ اس طرح لوئی کو اس سے صدمہ پہنچا۔ ۱۷۰۱ء میں ولیم کا انتقال ہوگیا

## این

(۱۷۰۲ء – ۱۷۱۴ء)

ولیم کے بعد میری کی چھوٹی بہن این ملکہ بن گئی اس کی شادی ڈینمارک کے شہزادے جارج کے ساتھ ہوئی تھی۔ این ملکی معاملات میں زیادہ دلچسپی نہ لیتی تھی۔ لیکن اس کو ٹوری

فرقے سے زیادہ دلچسپی تھی اور اس پر اعتبار بھی تھا۔ اس لیے اس کے دور میں ٹوری بہت طاقتور ہوگئے۔ این انیگلیکن گرجا کے پیروکاروں میں تھی۔ اب فرانسیسی حملے کا خطرہ ختم ہو چکا تھا۔ اس لیے ٹوری فرقے نے وھگ فرقے کے بنائے ہوئے اصولوں پر تنقید کرنا شروع کردی اور انہیں ختم کرکے نئے اصول بنائے۔ زمیندار، کاشتکار اور شاہی نوکر اور انیگلیکن گرجا کے ماننے والے ہی زیادہ تر ٹوری فرقے میں شامل تھے۔ وہ ڈسنٹرس کو بھی آزادی دینا نہیں چاہتے تھے۔ وہ مڈل کلاس، سوداگروں اور دکانداروں کو کمزور کرکے زمینداروں اور کاشتکاروں کو طاقتور بنانا چاہتے تھے۔ وہ فرانس سے بھی جنگ کے مخالف تھے۔ اس طرح ۱۷۰۵ء تک ملکی انتظام ٹوری فرقے کے ہاتھ میں رہا اور بعد میں پھر وھگ فرقے کے اختیار میں پہنچ گیا۔

ملکہ بنتے ہی اس نے وھگ وزیروں کو ہٹا کر ٹوری فرقے کے لوگوں کو اپنی وزارت میں شامل کرلیا۔ ان میں سے مشہور گڈولفن اور جان چرچل تھے۔ چرچل ایک اچھا سپہ سالار بھی تھا۔ اسی لیے این نے اس کو "ڈیوک آف مارل برا" کا خطاب دیا۔

لوئی، ولیم کے رزوک معاہدے کو توڑ چکا تھا اس کے بعد اس نے فرانس اور بلجیم کے قلعوں پر بھی قبضہ کرلیا۔ وہ انگریزی سوداگروں کو بھی نقصان پہنچا رہے تھے۔ لیکن فرانس سے جنگ کرنے کے مخالف ہونے کے باوجود حالات نے فرانس سے جنگ کرنے پر مجبور کردیا اور اس طرح ۱۷۰۲ء سے جنگ شروع ہوگئی۔ مارل برا فرانسیسیوں کو بلجیم سے نکالنے کی کوشش کرنے لگا۔ ۱۷۰۴ء میں وہ فرانس اور بوبیریا کی فوجوں سے مقابلہ کرنے کے لیے بڑھا اور ان کو شکست دی۔

بلین ہم اور جبرالٹر کی فتوحات سے وھگ لوگ بہت خوش ہوئے اسی کا اثر یہ ہوا کہ اگلے الیکشن میں وہ ہی اکثریت سے منتخب ہوکر آئے اور اس طرح پارلیمنٹ میں وھگ فرقے کی کامیابی ہوئی اور ۱۷۰۵ء میں انتظام حکومت پھر سے وھگ فرقے کے ہاتھ میں پہنچ گیا۔ جو ۱۷۱۰ء تک قائم رہا۔ لیکن گڈولفن وزارت سے برخاست نہ ہوا۔ کیونکہ وہ فرانسیسی جنگ کا حامی تھا۔

۱۷۰۵ء میں وہگ فرقے نے انگلینڈ اور اسکاٹ لینڈ کے تعلقات بہتر کر دیے۔ اسکاٹ لینڈ کی پارلیمنٹ ختم کر دی گئی اب وہ اپنے ممبر منتخب کر کے ۴۵ ممبر کامنس اور ۱۶ ممبر لارڈز میں بھیجنے لگے۔ وہاں کے سوداگروں کو بھی انگریزی سوداگروں کے مساوی حقوق مل گئے۔ اس سے ایک فائدہ انگلینڈ کو اور ہوا کہ اسکاٹ لینڈ سے کافی روپیہ مل گیا جو فرانس سے جنگ کرنے کے کام آیا۔

۱۷۰۶ء میں انگلینڈ نے فرانس کو نیدرلینڈ کے مقام پر شکست دی۔ اٹلی پر بھی اتحادیوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ فرانسیسیوں کی ایک اور شکست ۱۷۰۸ء میں اوڈنارڈ کے مقام پر ہوئی۔ لوئی نیدرلینڈ کو چھوڑنے پر مجبور ہو گیا۔ اس نے صلح کے پیغامات بھیجنے شروع کر دیے۔ لیکن مارل برا کو یہ امید تھی کہ پیرس پر بھی قبضہ ہو جائے گا۔ دوسرے وہگ فرقہ بھی جنگ روکنے کے لیے تیار نہ تھا۔ کیونکہ اس کو پھر حکومت چھوڑنا پڑتی۔ ۱۷۰۹ء کی فتح کے بعد بھی پیرس پر قبضہ کرنا ناممکن ہو گیا۔ لیکن پھر بھی حالات ایسے بدلے کہ ۱۷۱۰ء میں این نے گڈولفن اور وہگ وزیروں کو برخاست کر دیا اور اس کے بعد ٹوری فرقے کے سینٹ جان کو وزیر بنا دیا۔

ہارلے اور سینٹ جان کی وزارت ۱۷۱۰ء سے شروع ہو کر ۱۷۱۴ء میں ختم ہوئی۔ لیکن اقتدار حاصل کرتے ہی وہگ فرقے سے بدلہ لینا شروع کر دیا۔ مارل برا کو اس کے عہدے سے برخاست کر دیا۔ دو قانون بھی پاس کیے "اکیشنل کنفرمٹی ایکٹ" جس کی رو سے کوئی ڈسنٹرس اگر سرکاری ملازمت کرے گا اور بعد میں اپنے پرانے مذہبی عقیدے پر چلے گا تو اس کو سخت سزا دی جائے گی۔ دوسرا "شِیزم ایکٹ" جو ۱۷۱۴ء میں پاس ہوا کہ ڈسنٹرس بغیر انگلیکن پادری کی اجازت کے اپنے بچوں کو انگریزی تعلیم نہیں دے سکتے تھے۔

انھوں نے وہگ فرقے کی مرضی کے خلاف فرانس سے جنگ بند کر دی اور اٹریکٹ کے مقام پر ۱۷۱۳ء میں فرانس سے صلح کر لی۔ اسپین کی حکومت اب دو حصوں میں تقسیم کر دی گئی۔ آدھا حصہ فلپ کو مل گیا اور آدھا حصہ جرمنی کو ملا۔ انگلینڈ کو

بھی فرانس سے نیو فاؤنڈ لینڈ اور کچھ دوسرے حصے مل گئے۔ دوسرے یورپ کے تمام ممالک نے این کو انگلینڈ کی ملکہ تسلیم کر لیا۔

اٹریخٹ کے صلح نامے سے انگریزوں کو کافی فائدے ہوئے۔ دراصل وھگ پارٹی فرانس کی جنگ کی پالیسی سے ٹوری فرقے کو ہی فائدہ ہوا اور اس کارنامے کا سہرا انھیں کے سر رہا۔ لیکن بعد میں ٹوری فرقے سے کچھ ایسی غلطیاں ہوئیں کہ ۱۷۱۴ء میں ان کا زوال ہو گیا۔ این کی اولاد میں سے کوئی زندہ نہ تھا۔ ایکٹ آف سٹیلمینٹ کے ذریعہ صوفیہ کا لڑکا بادشاہ بنا اور وھگ بھی یہی سوچ رہے تھے۔ لیکن کچھ لوگ جیمس دوم کے لڑکے کو بادشاہ بنانے کی فکر میں تھے اور خود بولنگ بروک بھی اسی کی طرف تھا۔ اسی زمانے میں این بیمار پڑ گئی اور اسی بیماری میں وہ انتقال کر گئی۔ اس وجہ سے بولنگ بروک کامیاب نہ ہو سکا اور وھگ فرقے کی مرضی کے مطابق جارج کو بادشاہ بنا دیا گیا۔

# جارج اوّل

(۱۷۱۴ء — ۱۷۲۷ء)

جارج اوّل انگلش نہیں جانتا تھا کیونکہ وہ ہنوور جانا چاہتا تھا۔ اسی لیے وہ انگلینڈ کے معاملات میں زیادہ دلچسپی نہیں لیتا تھا۔ اس کے دورِ بادشاہت میں باقی اختیارات بھی کچھ پارلیمنٹ اور کچھ وزیرِ اعظم کو مل گئے۔ کیونکہ وھگ فرقے نے ہی اسے ہنوور سے بلا کر بادشاہ بنایا تھا۔ اس وجہ سے وہ اس کا احسان مند تھا اور ملک کا انتظام وھگ وزیر کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس کے وزیروں میں خاص ٹاؤن شینڈ، سنڈرلینڈ، اسٹین ہوپ اور وال پول ہیں۔ اس نے وال پول کو ۱۷۲۱ء میں وزیرِ اعظم بنا دیا۔

اسی طرح سے وھگ منسٹری ۱۷۱۴ء سے ۱۷۶۰ء تک رہی اور انھیں کی مرضی سے ٹوری وزیروں پر مقدمہ بھی چلایا گیا۔ وہ جیکو بائٹ کو بھی سزا دینا چاہتا تھا۔ جارج بھی ان کے اس رویے سے خوش تھا کیونکہ ہالینڈ، آسٹریا، اور اسپین سے صلح ہونے کے بعد انگلینڈ کی عظمت اور بڑھی جس کی وجہ سے سویڈن اور روس دونوں انگلینڈ کے مخالف ہو گئے۔

اس منسٹری کے خلاف پرانے دعویدار کے ساتھیوں نے ۱۷۱۵ء میں جیکو بائٹ نے اسکاٹ لینڈ میں بغاوت کردی۔ بغاوت فرد ہوئی تو اس کے بعد باغیوں کو سزائیں دی گئیں۔ انگلینڈ میں لوگوں کو خطرہ ہوا کہ کہیں وھگ پارلیمنٹ ہی ختم نہ ہو جائے۔ اس لیے ۱۷۱۶ء میں پارلیمنٹ نے "سپٹینیل ایکٹ" پاس کیا۔ جس کی رو سے موجودہ پارلیمنٹ آیندہ سات برس تک چلے گی اور اس کے تین سال بعد ولنگبروک نے جو قوانین اپنے مخالفین کے لیے بنائے تھے ختم کر دیے۔ اس کے علاوہ وہ وھگ لارڈس کی طاقت قائم رکھنے کے لیے "پیریج" بل پاس کرنا چاہتے تھے۔ لیکن وال پول اس کے خلاف تھا۔

وال پول کی خواہش تھی کہ وہ انگلینڈ کا وزیر اعظم بنے۔ لیکن ۱۷۲۰ء تک سنڈرلینڈ کی وجہ سے اس کو یہ موقع نہ مل سکا۔ ۱۷۲۰ء میں بولنگروک اور ہارے نے جنوبی امریکہ میں ساؤتھ سی کمپنی قائم کی جس نے شروع میں بہت ترقی کی، لیکن بعد میں فائدہ نہ ہونے سے اس کی اہمیت بالکل ختم ہوگئی۔ اس کی اس حالت کو دیکھتے ہوئے کمپنی کو بند کر دیا گیا۔ اس کی وجہ سے انگلینڈ میں بہت بے چینی پھیلی۔ ٹاؤن شینڈ اور اسٹین ہوپ نے اس کمپنی کو سرکاری قرضہ بھی دیا اور ان سے رشوت بھی لی تھی۔ لیکن اس کا نتیجہ سامنے آنے کے بعد وہ وزارت سے برخاست کر دیے گئے۔ اور مقدمہ چلایا گیا۔ ان کے زوال کے بعد وال پول کو ترقی کرنے کا موقع ملا اور وہ وزیر اعظم بن گیا۔ ۱۷۲۱ء سے ۱۷۴۲ء تک وہ اس عہدے پر رہا۔ اس نے ساؤتھ کمپنی سے روپیہ لے کر حصے داروں کو واپس کیا اور لوگوں کی بے چینی دور ہوئی۔ اس نے جارج اول کے کئی اختیارات بھی لے لیے اسی لیے جارج اول کا دور، بادشاہی، بادشاہی اختیارات کم ہونے اور وھگ فرقے کی طاقت بڑھنے کے لیے مشہور رہے۔

# جارج دوم

(۱۷۲۷ء ——— ۱۷۶۰ء)

جارج دوم کو بھی حکومت کے معاملات میں زیادہ دلچسپی نہ تھی۔ لیکن اس کی بیوی عقلمند تھی اور وہ جارج کی جگہ پر اکثر ملکی انتظام کرتی تھی۔ لیکن وال پول کے بارے میں جارج اچھی رائے نہ رکھتا تھا۔ کیونکہ وال پول صلح پسند پالیسی اپنانا چاہتا تھا۔ جبکہ جارج جنگوں کا بہت شوقین تھا۔ کیوں کہ اس کو جنگ کے فن میں کافی تجربہ تھا۔

## اندرونی پالیسی

وال پول کے مخالفین میں بادشاہ، ٹوری اور کچھ وھگ بھی شامل تھے۔ وھگ فرقے میں ٹراپیٹ اور پاٹنے اس کے مخالف تھے۔ لیکن ان تمام مخالفتوں کے باوجود وہ کئی کام کر گیا اس نے تجارت میں اصلاح کی۔ اور ۱۳۰ اندر آنے والی چیزوں اور ۱۶۰ باہر جانے والی چیزوں پر ٹیکس کافی کم کر دیا۔ ولیسٹ انڈیز کو چاول بھیجنے کی اجازت دے دی۔ اس نے نئی کالونیوں پر ٹیکس لگانے کی رائے کو منسوخ کر دیا۔ اس نے ۱۷۳۳ء میں ایک ایکسائز بل پارلیمنٹ کے سامنے رکھا، جس کا مقصد یہ تھا کہ چائے، تمباکو اور دوسری تجارتی چیزوں پر انگلینڈ آتے وقت ٹیکس نہ لیا جائے۔ بلکہ ان پر ٹیکس فروخت کرتے وقت لینا چاہیے۔ لیکن اس کی مخالفت عوام، ٹوری اور وھگ فرقوں نے کی، جس کی وجہ سے اس کو یہ بل واپس لینا پڑا اور کافی بدنامی کا سبب بنا۔ خفیہ تجارت کرنے والوں کو موت کی سزا دی گئی جس کی وجہ سے ایک بغاوت بھی ہوئی۔ پورٹیس نے باغیوں پر گولی چلوا دی جس سے کافی لوگ مارے گئے اور اس پر مقدمہ چلایا گیا۔ اس کو پھانسی کی سزا ہوئی۔ لیکن وال پول نے اسے بچا لیا۔ اسی زمانے میں ملکہ کیرولین بھی مر گئی۔ ۱۷۳۹ء میں اسپین سے جنگ ہوئی جس میں انگلینڈ کو کئی مقامات

پر شکست ہوئی اس کا الزام بھی وال پول پر لگایا گیا مجبوراً اس نے ۱۷۴۲ء میں استعفا دے دیا۔

۱۷۴۲ء میں دوسری وہگ وزارت بنی۔ اس کا وزیر لارڈ کارٹریٹ تھا وہ کافی عقلمند تھا اور جارج دوم کے وزیروں میں صرف وہی جرمن جانتا تھا۔ بادشاہ سے بھی اس کے تعلقات اچھے تھے۔ اس نے بیرونی پالیسی میں فرانس کے مقابلے میں آسٹریا کی شہزادی میریا تھیریسا کی مدد کی لیکن اس میں اس نے پارلیمنٹ سے مشورہ نہیں کیا۔ اس لیے پیلہم اس کی اس پالیسی سے اس کے خلاف ہوگیا اور ہاؤس آف کامنس میں بھی اس کے ساتھیوں کی تعداد کم ہوگئی اور پیلہم کے کہنے پر جارج دوم نے اپنی مرضی نہ ہوتے ہوئے بھی کارٹریٹ کو وزارت سے علاحدہ کردیا۔ اس کے بعد پیلہم نے ۱۷۴۲ء میں وزارت بنائی۔ جو مختلف فرقوں کو شامل کرکے بنائی گئی تھی۔ اسی وجہ سے اس کو کشادہ وزارت کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ یہ وزارت ۱۷۴۵ء تک چلی۔

۱۷۴۵ء میں جیکوبائٹ بغاوت ہوئی۔ چارلس کا لڑکا ایڈورڈ اسکاٹ لینڈ آگیا اور وہاں کے لوگوں نے اس کی مدد کی۔ فرانس سے بھی اس کو مدد مل رہی تھی۔ نیوکیسل نے ایک فوج اس کے مقابلے کو بھیجی۔ لیکن اس کو پرسٹن پانس کے مقام پر شکست ہوئی جس کی وجہ سے فوج کے ایک حصے کو نیدرلینڈس سے واپس بلانا پڑا۔ ادھر ایڈورڈ بھی لندن سے قریب ۱۰۵ میل کی دوری تک پہنچ گیا۔ اس کی وجہ سے جارج کو بھاگ جانے کی سوجھی لیکن ایڈورڈ کو اپنی فوج کم نظر آئی جس کی وجہ سے اب اس کو اسکاٹ لینڈ لوٹ جانا پڑا اور وہاں پھر اس نے فالکرک کے مقام پر انگریزی فوج کو شکست دی۔ لیکن ڈیوک آف چیمبر لینڈ کو شکست دے دی۔

۱۷۵۴ء میں پیلہم کے انتقال کے بعد نیوکیسل نے وزارت بنائی جو ۱۷۵۶ء تک قائم رہی۔ اس کی وزارت میں ایک قابل وزیر چارلس جیمس فاکس تھا وہ وہگ فرقے میں سب سے زیادہ آزاد خیال تھا۔ ۱۷۵۶ء میں انگلینڈ اور فرانس کے درمیان سات سالہ جنگ شروع ہوگئی لیکن نیوکیسل وزارت صحیح کام نہ کرسکی اور اس کو استعفا دینا پڑا۔

۱۷۵۷ء میں ایک نئی وزارت پٹ اور کیسل نے مل کر بنائی جو ۱۷۶۱ء تک چلی۔ پٹ کے ذمے بیرونی معاملات سے متعلق کام تھے اور نیوکیسل اندرونی پالیسی اور انتظام کا ذمہ دار تھا۔ پٹ نے ہی دراصل انگلینڈ کی ایک وسیع سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ مذہبی محکمے میں جان ویزلی نے بھی بہت خاص کام کیے۔ اس نے ایک میتھوڈس گرجا بنایا جس کے ماننے والے میتھوڈس تھے۔

# بیرونی پالیسی

(۱۷۲۱ء — ۱۷۶۱ء)

یورپ میں امن وامان اٹریچٹ کے صلح نامے کے ہونے سے کافی عرصے تک رہا ایک تو ملک بھی اس لڑائی سے کافی پریشان ہو گئے تھے۔ دوسرے چودھویں لوئی کا انتقال ہو گیا اور کچھ ایسے وزیر آئے جو صلح پسند تھے جیسے وال پول۔ انگلینڈ کو جنگ کے زمانے میں بھی آئرلینڈ کی بغاوت کا خطرہ رہتا تھا۔ اس لیے وہ جنگ کو ناپسند کرتے تھے۔ وال پول نے کوشش کی کہ یورپ میں امن رہے، تاکہ انگلینڈ بھی جنگ کے خطرے سے محفوظ رہے لیکن جارج اول اور دوم دونوں کو جرمنی سے کافی دلچسپی رہی اور اسی وجہ سے کئی مرتبہ جنگ کے امکانات بھی بڑھے۔ اس لیے وال پول نے کئی مرتبہ صلح کرائی۔ ان کوششوں کے باوجود ۱۷۳۹ء میں اسے خود اپنے اصول کے خلاف اسپین سے جنگ کرنا پڑی۔

فلپ پنجم بھی انگلینڈ کا مخالف تھا۔ کیوں کہ اس کا یہ خیال تھا کہ اٹریچٹ کے عہد نامے سے ہی اسپین کی تمام حکومت اس کو نہیں مل سکتی تھی اور وہ اس کا بدلہ لینے کی فکر میں تھا۔ اس صلح نامے میں یہ طے ہوا تھا کہ ہر سال انگلینڈ ایک جہاز پورٹ بیلو بھیجا کرے گا۔ مگر انھوں نے بے ایمانی شروع کر دی۔ اس لیے اسپین نے انگلینڈ کے جہازوں کی تلاشی لینی شروع کر دی اور ان کے ساتھ برا برتاؤ کرنا شروع کیا۔ جس سے انگلینڈ کے عوام میں اسپین کے خلاف نفرت پیدا ہونا شروع ہوئی اور وال پول کو پارلیمنٹ کے دباؤ کی وجہ سے اسپین سے جنگ کرنا پڑی۔ وال پول کو پارلیمنٹ سے اختلاف کی بنا پر استعفا دینا

پڑا۔ اس جنگ میں اسپین کو شکست ہوئی۔

انگلینڈ کو ایک جنگ میریا تھیریسا، آسٹریا کی شہزادی کی وجہ سے لڑنا پڑی۔ وہ آسٹریا میں حکمراں نہیں ہوسکتی تھی۔ اسی وجہ سے میریا کے باپ نے یورپ کی بڑی طاقتوں کے ساتھ یہ معاہدہ کیا کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی لڑکی ہی بادشاہ بنے گی۔ لیکن بعد میں سب مخالف ہوگئے اور ۱۷۴۰ء میں پرشیا کے فریڈرک دوم نے آسٹریا کے کچھ حصوں پر قبضہ کرلیا۔ ادھر چارلس ششم بھی اپنے منصوبے بنانے لگا۔ میریا نے انگلینڈ سے مدد کی درخواست کی۔ وال پول نے فریڈرک دوم سے صلح کرنے کو کہا۔ لیکن وہ راضی نہ ہوا۔ کیونکہ وہ خود ہی بادشاہ بننا چاہتا تھا۔

اسی درمیان وال پول کی جگہ کارٹریٹ نے لے لی۔ اس کا مقصد ہی میریا کو آسٹریا کی ملکہ بنانا اور بادشاہ کی عظمت پورے یورپ میں قائم کرنا تھا۔ دوسرا مقصد فرانس کو اس قدر کمزور کردینا تھا تاکہ وہ انگلینڈ سے مقابلہ کرنے کی ہمت نہ کرے۔ اس نے میریا کی مدد کے لیے یورپ کی طاقتوں کا ایک گروہ بنایا۔ ہالینڈ، آسٹریا، جرمنی اور انگلینڈ کے علاوہ چھوٹی ریاستیں بھی شامل تھیں۔ انھوں نے فریڈرک دوم کو سائیلشیا دے کر جنگ سے علاحدہ کردیا۔ اب ان کا مقابلہ فرانس اور بویریا سے تھا۔ اس میں ۱۷۴۳ء میں اتحادیوں نے ڈیٹنجن کے مقام پر شکست دی۔ انھوں نے صلح کی بات کی لیکن کارٹریٹ کے مخالف وزیروں نے صلح نہیں ہونے دی اور اب فریڈرک بھی ان کی طرف ہوگیا۔ اس وجہ سے دوسری جنگ میں بھی انگلینڈ کو شکست ہوئی اور اس کی ذمّہ داری کارٹریٹ پر گئی۔ وال پول نے بھی اس کے خلاف تقریر کی۔ کارٹریٹ انگلینڈ کی بہبودی کے بجائے ہنوور اور آسٹریا کے معاملات میں بہت دلچسپی لیتا تھا۔ پیرس کے فتح کرنے کی اسکیم بھی غلط ثابت ہوئی جس کی وجہ سے جارج دوم نے اس کو برخاست کردیا۔ لیکن بعد میں دوسرے وزیر بھی اچھا انتظام نہ کرسکے۔ ۱۷۴۵ء میں فرانسیسیوں کے مقابلے میں انگریزوں کو فانٹے نائے کے مقام پر شکست دی اور بعد میں فرانس نے چارلس ایڈورڈ سے دوبارہ انگلینڈ پر حملہ کرایا۔ مگر وہ کامیاب نہ ہوسکا۔ ہندوستان اور امریکہ میں بھی انگریزوں اور فرانسیسیوں

کے درمیان جنگیں ہوئیں۔

لوئی برگ کو بھی انگریز زیادہ دن تک نہ رکھ سکے اور ۱۷۴۸ء کی صلح کے بعد وہ بھی فرانس کو واپس کرنا پڑا۔ شمالی امریکہ میں انگریزوں کی تیرہ کالونیاں اور کچھ فرانسیسی کالونیاں بھی تھیں۔ فرانسیسی اس فکر میں تھے کہ کسی طرح ان کا قبضہ مسیسپی کے میدان تک ہوجائے۔ یہ علاقہ کافی زرخیز تھا۔ اسی وجہ سے انھوں نے شمال سے جنوب کی طرف قلعے بنانا شروع کر دیے تھے اور لڑائی کا سامان بھی مہیا کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس کے برخلاف انگلینڈ بے توجہی اختیار کیے تھا۔ ۱۷۵۵ء میں نیوکیسل نے بریڈوک کو فرانسیسیوں کا مقابلہ کرنے بھیجا لیکن اس کو شکست ہوئی۔ وہ مارا گیا اور کافی انگریز اس جنگ میں مارے گئے۔

۱۷۵۶ء سے ۱۷۶۳ء تک سات سالہ جنگ لڑنا پڑی۔ انگریزوں نے اس شکست کا بدلہ لینے کے لیے ہندستان میں کلایو کو اختیارات دے دیے۔ اس نے محمد علی کو کرناٹک کا نواب بنا دیا۔ فرانس نے کلایو کے مقابلے میں ڈوپلے کو بھیجا۔ وہ کامیاب نہ ہو سکا اور ایک نئی جنگ شروع ہوگئی جو سات سال تک چلی۔ اس میں انگلینڈ اور پرشیا ایک طرف، آسٹریا اور فرانس دوسری طرف تھے۔ فرانس نے انگلینڈ کو شکست دے کر مانرکا پر قبضہ کر لیا اور انگلش پارلیمنٹ نے کو بنگ کو موت کی سزا دے دی۔

ولیم پٹ کے دور وزارت میں بھی بیرونی پالیسی کافی کامیاب رہی کیونکہ وہ جنگی فنون سے خوب واقف تھا۔ سات سالہ جنگ کے دوران بھی اس کو ہندستان اور کناڈا کا خیال رہا اور برابر فوجی طاقت سے انھیں طاقتور بناتا رہا۔ انگلینڈ کے جنگی بیڑے برابر فرانس کو نقصان پہنچا رہے تھے۔ اسی لیے فرانس جرمنی کا مقابلہ اچھی طرح سے نہ کر سکا۔ فرانس کو جنگ میں اتنا مصروف کر دیا کہ ہر طرف سے اس پر حملہ ہو رہا تھا۔ اسی وجہ سے وہ انگریزی فوج پر باقاعدہ حملہ نہ کر سکا۔ بیرونی پالیسی میں پٹ کافی کامیاب رہا۔ جب جارج سوم بادشاہ بن گیا تو اس نے پٹ کو مجبور کیا کہ وہ جنگ نہ کرے۔ اسی وجہ سے پٹ نے وزارت سے استعفا دے دیا۔ اس کے بعد فریڈرک کوئی مدد نہ ملنے پر ایک مصیبت میں مبتلا ہو گیا۔ انھیں تمام حالات کی بنا پر ۱۷۶۳ء میں پیرس میں صلح ہوئی۔ انگلینڈ

نے فرانس اور اسپین کے تمام فتح کیے ہوئے شہر واپس کر دیے جو انھوں نے یورپ اور ہندستان میں جیت لیے تھے۔ طے یہ ہوا کہ اب فرانسیسی ہندستان میں اپنی فوجوں کے لیے نئے قلعے بھی نہیں بنائیں گے۔ اس معاہدے سے انگلینڈ کو کافی فائدہ ہوا۔ لیکن فرانس کا نقصان زیادہ تر کناڈا اور ہندستان میں ہوا۔

## جارج سوم

(۱۷۶۰ء — ۱۸۲۰ء)

جارج سوم نے بادشاہ بنتے ہی اس بات کی کوشش کی کہ وہ پرانے بادشاہوں کے اختیارات دوبارہ حاصل کرے اور پارلیمنٹ نے جو اختیارات اس سے لے لیے ہیں ان کو واپس لے لے۔ اس سلسلے میں اپنی بادشاہت کے پہلے دس سال میں وہگ فرقے پر غلبہ حاصل کیا اور وزیر اعظم کو جو اختیارات ملے تھے واپس لینے کی کوشش کی۔ اور وزیر اعظم کو پھر سے بادشاہ کے مقابلے میں پھر سے کمزور بنا دیا۔ اس ۱۷۷۰ء میں بادشاہ اور وزیر اعظم کے پاس وہی اختیارات رہ گئے جو ۱۶۸۹ء میں طے کیے گئے تھے لیکن بارہ سال تک ان اختیارات کو اپنے پاس رکھنے کے بعد ۱۷۸۳ء میں چھوٹے پٹ کے وزیر اعظم ہوتے ہی پھر سے وزیر اعظم کے اختیارات بڑھنا شروع ہو گئے۔ لیکن اس میں اس کی ماں اور اس کے استاد بیوٹ کا بھی ہاتھ تھا۔ کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ جارج ایسا بادشاہ بنے جس کے اختیارات پورے ہوں۔ اور اس نے اپنے مقصد کے حصول کے لیے کافی کوشش کی۔

جارج کا پہلا اصول عوام کے ساتھ بھلائی کرنا تھا۔ اس سلسلے میں ٹوری فرقے کا اقتدار ضروری تھا۔ اس نے ممبران پارلیمنٹ کو ہم نوا بنانے کی کوشش کی وہ روپے کے ذریعہ ووٹ حاصل کر لیتا تھا۔ اسی وجہ سے ہاؤس آف کامنس میں اس کے

طرفداروں کا ایک گروہ تھا جو "کنگز فرینڈز" کے نام سے مشہور ہے۔ جارج خود بھی قابل تھا اور انتظام حکومت میں کافی دلچسپی تھی۔ اس وجہ سے وہ آسانی کے ساتھ وزیراعظم کے اختیارات چھین کر اپنے اختیارات بنا سکا۔

جس وقت وہ بادشاہ بنا۔ نیوکیسل کی وزارت تھی جب ۱۷۶۱ء میں وہ ختم ہوئی تو اس نے بیوٹ کو وزیراعظم بنا دیا۔ اس کے بعد چار اور وزارتیں بنیں لیکن زیادہ عرصے تک نہ چلیں۔ لیکن آخری وزارت میں بادشاہ کے طرفداروں اور وھگ فرقے میں جان ولکینز کے مسئلے پر جھگڑا شروع ہوا۔ ولکینز پارلیمنٹ کا ممبر تھا۔ اس نے اپنے اخبار "نارتھ برٹن" میں بادشاہ کی تقریر پر تنقید کی۔ بادشاہ نے اس کو جلاوطن کر دیا۔ اس سزا کو پورا کرنے کے بعد وہ پھر سے ممبر منتخب ہوا لیکن اس کو پارلیمنٹ میں آنے کی اجازت نہ ملی۔ یہ بات بادشاہ کے مخالفین کو بری لگی۔ دوسری مرتبہ پھر کامیاب ہوا اور پارلیمنٹ میں جانے کی اجازت نہ ملی۔ بلکہ اس کے مخالف ہارے ہوئے کرنل لرل کو پارلیمنٹ میں بلا لیا گیا۔ اس طرح ایک جھگڑا ولکینز کے مسئلے پر بادشاہ سے شروع ہو گیا۔

۱۷۷۰ء میں لارڈ نارتھ وزیراعظم بنا جو اس کا طرفدار تھا۔ اس نے اپنے تمام اختیارات بادشاہ کو دے دیے۔ اور اس طرح کیبنٹ اور پارلیمنٹ کے کافی اختیارات بادشاہ کو مل گئے۔ وہ اپنے آپ کو وزیراعظم نہیں کہلواتا تھا۔ اور اس کے وزیر بھی اس کے ہم رائے تھے۔ اس دور وزارت میں ٹوری فرقہ طاقتور بنا رہا۔ وھگ فرقے کی بات نہ سُنی جاتی۔ دوسرے خود ان میں آپس میں بھی اختلافات تھے جس سے بادشاہ کو اور مدد ملی اس کے دور میں دو خاص کام ہوئے۔ ایک ہندوستان کے لیے "ریگولیٹنگ ایکٹ" اور امریکہ کی آزادی۔ اس کی وزارت ۱۷۸۲ء میں ختم ہو گئی۔

۱۷۸۳ء میں چھوٹے پٹ نے وزارت بنائی۔ اور انگلینڈ کا وزیراعظم بنا۔ وہ کافی قابل تھا۔ اور ملک سے اسے دلچسپی تھی۔ اس کے تعلقات بھی جارج سے اچھے تھے۔ لیکن وہ کچھ اختیارات بادشاہ سے لے کر پارلیمنٹ کو دینا چاہتا تھا۔ اس نے کیبنٹ کو بھی طاقتور بنایا اور وزیروں کے تقرر کو بھی خود کرنا شروع کر دیا۔ پارلیمنٹ میں بھی بادشاہ

کا اثر کم ہوا۔ وہ ایک اصلاح کابل بھی لانا چاہتا تھا۔ لیکن حالات سازگار نہ تھے۔ اس لیے وہ کامیاب نہ ہوسکا۔ وھگ فرقے کی حالت ویسی کمزور رہی۔ ہندوستان میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے انتظامی امور کی دیکھ بھال کے لیے انگلینڈ میں بورڈ آف کنٹرول قائم کر دیا۔ وارن ہیسٹنگز پر اس نے مقدمہ بھی چلایا۔ آئرلینڈ کی پارلیمنٹ ختم کر دی اور قانون بنا دیا کہ انگلینڈ کی پارلیمنٹ ہی آئرلینڈ کے لیے قانون بنائے گی۔ اس نے ولبرفورس کی مدد سے حبشیوں کی تجارت کو ختم کرنا چاہا۔ لیکن تاجروں کی مخالفت کی وجہ سے وہ کامیاب نہ ہوا۔ ۱۸۰۱ء میں اس کی وزارت بھی ختم ہوگئی۔

۱۸۰۱ء میں چھ چھوٹی وزارتیں بنیں۔ لیکن پٹ کی وزارت کے بعد دوسری مشہور وزارت لورپول کی تھی۔ نپولین سے جنگ کے سلسلے میں وھگ اور ٹوری نے آپس کے جھگڑے کم کر دیے تھے۔ جارج خود بھی بیمار تھا۔ اس وجہ سے لورپول کو طاقتور بننے کا موقع مل گیا۔ لیکن وزیراعظم بھی ملکی ابتر حالات کی وجہ سے کامیاب نہ ہوسکا۔ ملک میں سیاسی اور تمدنی اصلاحات نہ ہوسکیں اور ۱۸۲۷ء میں اس کی وزارت بھی ختم ہوگئی۔

# امریکن جنگ آزادی

(۱۷۷۵ء ——— ۱۷۸۳ء)

امریکہ کے شمالی حصے میں انگریزوں کی تیرہ نئی کالونیاں قائم تھیں۔ انتظام گورنر اور نیشنل اسمبلی کے ہاتھ میں تھا۔ لیکن ان کی زیادہ تر آبادی ان لوگوں پر مشتمل تھی جو سیاسی اور مذہبی ظلموں سے تنگ آ کر انگلینڈ سے یہاں آ گئے تھے۔ اس لیے وہ انگریزی حکومت کے مخالف تھے اور موقع ملنے پر مخالفت کرنے کو تیار رہتے تھے۔ وہ بادشاہ کے بے جا برتاؤ کو برداشت نہ کرتے تھے۔ ان کالونیوں کے اوپر کئی بندشیں

بھی لگا دی تھیں۔ وہ انگلینڈ کی چیزوں کو وہیں بیچنا چاہتے تھے۔ امریکہ کی کالونیاں شکر، تمباکو،
کپاس اور نیل وغیرہ انگلینڈ کے علاوہ اور کہیں نہیں بھیج سکتی تھیں۔ ان کی درآمد اور برآمد
دونوں پر پابندیاں تھیں۔ وہ اگر کسی دوسرے ملک سے کوئی سامان منگائیں گی تو صرف
انگلینڈ کے جہازوں کے ذریعے سے اور اس سے ان کو بہت بڑا مالی نقصان تھا۔ ان
کی مالی حالت خراب ہوئی اور انھوں نے سونے چاندی کے سکوں کے بجائے کاغذ کے
روپے بنانا شروع کیے۔

سات سالہ جنگ میں امریکن بھی انگریزوں کے ساتھ لڑے جس سے وہ ان سے اور
ان کی کمزوریوں سے خوب واقف ہو گئے تھے۔ دوسرے کناڈا ولف کے فتح کرنے سے
جو خطرہ تھا وہ بھی انھیں نہیں رہا۔ اب انھوں نے برٹش سرکار کی خامیاں نکالنا
شروع کر دیں اور اپنے اندرونی معاملات میں بھی دلچسپی لینا شروع کر دی۔ سات سالہ
جنگ کی ذمہ داری انھوں نے امریکن کالونیوں کے سر رکھ دی اور جو مالی نقصان ہوا
تھا اس کو پورا کرنے کے لیے ۱۷۶۵ء میں وزیر اعظم گرینول نے اسٹامپ ایکٹ پاس
کر دیا۔ عدالتی کاغذوں پر ٹکٹ لگنے لگے اور اس کا روپیہ انگلینڈ جاتا تھا۔ امریکنوں
نے اس کو ختم کرانے کی کوشش شروع اور وہگ رہنماؤں مثلاً پٹ، فوکس نے بھی اس
ٹیکس کی مخالفت کی جس کی وجہ سے راکنگھم کو یہ ایکٹ ختم کرنا پڑا۔ لیکن انھیں اختیار
تھا وہ ٹیکس وصول کر سکتے تھے۔ ٹاؤن شینڈ وزیر خزانہ نے کالونیوں میں کاغذ، تیل
اور چائے کی درآمد پر ٹیکس لگا دیا۔ لیکن چیتھم نے کاغذ اور تیل پر ٹیکس ختم کر دیا۔ کیونکہ اس
کی مخالفت بہت ہوئی تھی۔ چائے پر چنگی دینے سے امریکنوں نے انکار کر دیا۔ کیونکہ
ان کا کہنا تھا کہ جب ہمارے نمایندے انگلینڈ کی پارلیمنٹ میں نہیں ہیں تو ہم پر ٹیکس
لگانے کا کیا حق ہے۔ لیکن چائے پر ٹیکس ختم ہوا۔

امریکہ پر فرانس کا بھی اثر تھا۔ اس لیے وہ انگلینڈ کے مخالف ہو گئے۔ ۱۷۷۳ء
میں وہ انگریزوں کے خلاف بغاوت کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ انگریز افسروں کے گھر جلائے
اور مارا۔ انھوں نے چائے پر ٹیکس دینے سے صاف انکار کر دیا۔ حالات کو دیکھتے ہوئے

لارڈ نارتھ نے ٹیکس میں کمی کر دی۔ لیکن انھوں نے قطعی انکار کر دیا۔ اور چائے سے لدے جہازوں کو سمندر میں ڈبو دیا۔ نارتھ نے بوسٹن بندرگاہ بند کر دیا۔ ۱۷۷۵ء فیلاڈلفیا میں ایک کانگریس ہوئی جس میں نئی کالونیوں نے یہ طے کیا کہ وہ انگلینڈ کی حکومت کی مخالفت کریں گے۔ انھوں نے جارج واشنگٹن کو اپنا کمانڈر بنایا اور انگریزی افسروں سے باقاعدہ لڑائی شروع کر دی۔ بنکر کے مقام پر لڑائی میں انگریزوں کا کافی نقصان ہوا جس سے وہ سمجھ گئے کہ ان سے مقابلہ کرنا آسان نہیں ہے۔ اس لیے سیاستدانوں نے جولائی ۱۷۷۶ء کو یہ طے کیا کہ اب امریکہ کو آزادی مل جانی چاہیے۔ لیکن انگریزوں نے دوبارہ فوج بھیجی۔ لیکن ۱۷۷۷ء میں انگریزی فوج کو سراٹوگا کے مقام پر شکست ہوئی۔ اِدھر فرانس اور اسپین بھی امریکہ کی مدد کرنے کو تیار ہو گئے اور انھوں نے فوجی امداد بھی بھیجی۔ اسی وجہ سے ۱۷۸۲ء میں ہاؤس آف لارڈس میں امریکہ کو آزادی دینے کی تجویز پیش ہوئی۔ بڑے پٹ اور دوسرے ممبران نے مخالفت کی۔ لیکن اسی سال بڑے پٹ کا انتقال ہو گیا۔ جنگ چھڑتی گئی۔ مارز کا بھی ان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ ہندستان میں بھی فرانسیسی انگریزوں کا مقابلہ کر رہے تھے ۱۷۸۱ء تک واشنگٹن بھی برابر لڑ رہا تھا۔ لیکن آخر کار کارنوالس کو ہتھیار ڈالنے پڑے۔ ورسیلیس میں ۱۷۸۳ء میں انگلینڈ، فرانس، اسپین اور نئی کالونیوں میں ایک معاہدہ ہوا۔ تیرہ نئی کالونیوں کو خودمختاری مل گئی اور متحدہ امریکہ کا قیام عمل میں آیا۔

## فرانسیسی انقلاب کا انگلینڈ پر اثر

(۱۷۸۹ء — ۱۷۹۳ء)

فرانسیسی انقلاب فرانس میں شروع ہو کر تمام یورپی ممالک پر اثرانداز ہوا۔ عوام نے بادشاہ کے خلاف بغاوت کی تاکہ موجودہ خرابیاں دور ہو سکیں۔ شروع میں انگلینڈ کے عوام اور وہاں کے سیاسی رہنما اس کی موافقت میں تھے۔ چھوٹا پٹ بھی خاموش

رہا اور انگلینڈ میں بھی کافی اصلاحات کرنا شروع کردیں۔ اس نے کئی تجارتی ٹیکس بھی ختم کر دیے۔ گرنیول جو اس وقت بیرونی معاملات کا وزیر تھا۔ وہ بھی اس مسئلے پر خاموش تھا۔

لیکن جیسے جیسے وقت گذرا انگلینڈ کے رویے میں تبدیلی آنا شروع ہوگئی۔ اور انگلینڈ آخرکار فرانس کا دشمن ہوگیا۔ اس کے کئی اسباب ہیں۔ پہلے تو یہ انقلاب بادشاہت کے خلاف تھا۔ جب کہ انگلینڈ میں ابھی بادشاہ ہی حکومت کررہا تھا۔ اور انقلاب کا مقصد بادشاہت کو ختم کرنا تھا۔ فرانسیسی یہی خیالات انگلینڈ کے عوام کے دلوں میں بھی پیدا کرنے کی کوشش کررہے تھے۔ برک نے ۱۷۹۰ء میں ایک کتاب اس انقلاب کی مخالفت میں لکھی جس کی وجہ سے انگلینڈ کے عوام اور دوسرے ملک کے لوگ بھی فرانس اور وہاں کے انقلاب کے مخالف ہوگئے۔ لوئی کے قتل نے یورپ میں دہشت پھیلادی۔ ۱۷۹۲ء میں انقلابی لوگوں نے یہ اعلان کیا کہ وہ ہر اُس قوم کے ساتھی ہیں جو اپنے بادشاہ کے خلاف بغاوت کرے گی۔ دوسری طرف فرانسیسی فوجوں نے بلجیم پر بھی قبضہ کرلیا اور ہالینڈ کے خلاف تیاریاں شروع کردیں۔ انھوں نے کہا کہ دریائے شیلڈ کے ذریعے تمام ممالک تجارت کرسکتے ہیں۔ جب کہ ایک معاہدے کے ذریعے صرف انگلینڈ، ہالینڈ، اور بلجیم ہی اس راستے سے تجارت کرسکتے تھے اور فرانس بھی یہ شرط منظور کرچکا تھا۔ ان تمام باتوں نے چھوٹے پٹ کو ہی نہیں بلکہ انگلینڈ کے عوام کو بھی فرانس کے خلاف جنگ کرنے کے لیے تیار کردیا۔

۱۷۹۳ء میں فرانسیسی باغیوں نے چھوٹے پٹ کو شکست دے دی۔ اس لیے پٹ نے یورپی ممالک کا ایک گروہ تیار کیا، جس میں آسٹریا، پرشیا، ہالینڈ، اور سارڈینیا شامل تھے۔ پٹ نے ان لوگوں کو جنگی قرضہ بھی دیا۔ لیکن اس نے جنگی محصول عوام پر نہیں لگائے۔ اس طرح جنگ میں فرانس پر اُن کو فتح حاصل ہوتی رہی۔ لیکن کئی جگہ ان کو شکست بھی ہوئی اور خشکی کی جنگ میں تو اتحادیوں کو ہر جگہ شکست ہوئی۔ لیکن بحری جنگ میں ان کی فتح ہوئی۔ انگلینڈ نے فرانس کی کئی

کالونیوں پر بھی قبضہ کرلیا۔

۱۷۹۵ء میں پرشیا اور اسپین نے جنگ کرنا بند کر دیا۔ اب صرف انگلینڈ، سارڈینیا اور آسٹریا، ہی فرانس کے مقابلے کو رہ گئے۔ انقلابیوں کی فتوحات کا سبب نیپولین کی شخصیت تھی۔ اس نے اتحادیوں کو بھی ہرا دیا۔ آسٹریا کا فرانس سے مقابلہ ہوا۔ آسٹریا کو کئی مقامات پر شکست ہوئی اور اس کے کئی حصوں پر فرانسیسیوں نے قبضہ کرلیا اور آخرکار اس کو فرانس سے صلح کرنی پڑی۔ اب انگلینڈ اکیلا رہ گیا۔ بلکہ اسپین اور ہالینڈ بھی فرانس کی طرف ہو گئے۔ لیکن فرانس بحری لڑائی میں انگلینڈ کا مقابلہ نہ کرسکا اور اس کو راس ونسینٹ اور کیمپرڈاؤن کی جنگوں کے بارے میں خیال چھوڑنا پڑا۔ اس نے ۱۷۹۸ء میں مصر کو بھی شکست دی اور انگریزوں کے جزیرے مالٹا پر قبضہ کرلیا لیکن ۱۷۹۸ء میں نیلسن نے نیپولین کی فوجوں پر حملہ کر دیا۔ نیلسن کی فتح ہوئی۔ اس وقت فرانس کی حالت بہت خراب تھی۔ نیپولین کو مجبوراً فرانس لوٹنا پڑا۔ حالانکہ جنگ کرنے کو وہ اب بھی تیار تھا۔ ۱۷۹۹ء میں دوسرا یورپی گروہ بنایا گیا۔ جس میں انگلینڈ، روس، آسٹریا اور ٹرکی تھے۔ اس گروپ نے فرانس کو شکست دے دی۔ لیکن پھر بھی نیپولین نے میرینگو کے مقام پر آسٹریا کو شکست دی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ روس اور ٹرکی نے اپنی فوجیں واپس بلالیں۔ اور آسٹریا نے فرانس سے صلح کرلی۔ ایڈنگٹن کا وزیر اعظم بننے کے بعد فرانسیسیوں کو مصر سے نکال دیا اور اس طرح ۱۸۰۲ء میں آمین کے مقام پر فرانس اور انگلینڈ میں بھی صلح ہوگئی۔ لیکن اسی سال پٹ دوبارہ انگلینڈ کا وزیر بن گیا۔ وہ جنگ کرنا چاہتا تھا۔ اس کو اب موقع مل گیا کیونکہ نیپولین نے آمین کے صلح نامہ پر عمل نہ کیا۔ اس نے ۱۸۰۵ء میں تیسرا یورپی گروہ آسٹریا، روس، اور سویڈن کو ملا کر بنایا گیا۔ نیپولین خود بھی انگلینڈ پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ مگر یہ کام مشکل تھا۔ انگلینڈ ۱۷۹۹ء میں دریائے نیل کی جنگ میں ہی شکست دے چکا تھا۔ کافی وقت گذر گیا اور آخر میں نتیجہ یہ نکلا کہ نیلسن نے نیپولین کے بیڑوں اور اسپین کے جہازوں کو ۱۸۰۵ء میں راس ٹرے فل گر کے مقام پر تباہ کر دیا۔

اس جنگ میں نیلسن مارا گیا۔

نپولین نے آسٹریا اور روس کو شکست دے دی اور اس طرح تیسرے یورپی گروہ کو بھی ناکام کر دیا۔ آسٹریا نے فرانس سے صلح کر لی اور روس کے زار نے اپنی فوج واپس بلا لی۔ پٹ پر اس شکست کا اتنا اثر ہوا کہ وہ مر گیا۔ ۱۸۰۷ء میں روس اور پرشیا نے بھی ٹلسٹ کے مقام پر معاہدہ کر لیا۔ اب انگلینڈ، ڈینمارک، ناروے، سویڈن اور ٹرکی کے علاوہ تمام یورپی ممالک نپولین کے مقابلے میں ناکام ہو گئے تھے اور کچھ نے صلح کر لی تھی۔

مصر کو فتح کرنے کے بعد اس نے ہندستان کو فتح کرنے کا پلان بنایا۔ اس نے ۱۸۰۶ء سے ۱۸۱۰ء تک کئی مرتبہ انگلینڈ سے تجارتی تعلقات بند کرنے کا اعلان کیا۔ اس نے اپنے طرفداروں سے بھی عہد لیا کہ وہ بھی انگلینڈ سے تجارت نہیں کریں گے۔ اس کو کونٹی نینٹل سسٹم کہتے ہیں۔ لیکن فرانس خود اس پر عمل نہ کر سکا۔ تجارتی نقصانات سے خود اس کے طرفدار بھی اس کے مخالف ہو گئے۔ اور اس کو شکست دینے کے بارے میں سوچنے لگے۔ لیکن اسی درمیان میں اس نے پرتگال پر قبضہ کر لیا۔ اور اسپین کے بادشاہ کو تخت سے اتار کر اپنے بھائی جوزف کو بادشاہ بنا دیا۔

انگلینڈ کے بیرونی معاملات کے وزیر کیننگ نے آرتھر ویلزلی کے ماتحت فوج بھیجی جس نے آئی بیرین کے مقام پر شکست دی۔ اسپین سے جوزف کو بھی بھاگنا پڑا لیکن نپولین نے دوبارہ جوزف کو اسپین کے تخت پر بٹھا دیا۔ پھر آسٹریا کو شکست دی۔ اسی دوران انگلینڈ کی ایک فوج جو مور کے ماتحت تھی۔ اس کو بھی شکست ہوئی۔ پھر آرتھر کو فرانس کے مقابلے میں بھیجا گیا۔ جس نے ٹالویرا کے مقام پر شکست دی۔ نپولین نے مسینہ کو ولنگٹن کو شکست دینے کے ارادے سے بھیجا۔ لیکن وہ کامیاب نہ ہوا۔ اور ولنگٹن نے نینٹس ڈی الورہ کے مقام پر مسینہ کو شکست دی اور اس نے بیڈاجوت کا قلعہ بھی فتح کر لیا۔ پھر ولنگٹن اسپین کی طرف بڑھا اور سلامنکا کے مقام پر فرانسیسی فوج کو شکست دی۔ جوزف نے دوبارہ اسپین پر قبضہ کر لیا۔

لیکن ۱۸۱۳ء میں ولنگٹن نے برگوز کے مقام پر اس کو شکست دی۔ اس طرح شمالی یورپ میں نپولین کا اثر ختم ہو گیا۔

اب ۱۸۱۲ء میں تجارتی نقصان سے تنگ آ کر روس کے زار نے بھی نپولین سے جنگ شروع کی۔ نپولین اپنی فوج لے کر ماسکو کی طرف بڑھا اور بورڈینو کے مقام پر جنگ ہوئی۔ زار کی فوج کو شکست ہوئی اور ماسکو پر نپولین نے قبضہ کر لیا۔ ایک دن روسیوں نے شہر میں آگ لگا دی جس کی وجہ سے فرانس کو کافی نقصان ہوا۔ سردی کی وجہ سے اس نے فرانس لوٹنے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن موسم سرما کی برفباری شروع ہو گئی سپاہیوں کے پاس بچاؤ کا کوئی سامان نہ تھا۔ سردی سے کافی فوج مر گئی۔ ۱۸۱۲ء میں نپولین فرانس پہنچا۔ ان نقصانات سے یورپی ممالک پھر نپولین کا مقابلہ کرنے کو تیار ہو گئے۔ روس اور پرشیا کی فوجیں مقابلہ میں آ گئیں۔ لیکن نپولین نے انھیں شکست دے دی۔ اب انگلینڈ، روس پرشیا اور سویڈن پھر سے نپولین کے خلاف جنگ کرنے کو تیار ہو گئے۔ اس طرح لیپزگ کی جنگ میں نپولین کو شکست ہوئی۔ دوسرے حملے میں پیرس بھی اتحادیوں کے قبضے میں آ گیا۔ نپولین فرانس کو چھوڑ کر جزیرہ البیا چلا گیا۔

۱۸۱۴ء میں وائنا کی کانگریس ہوئی جس میں فرانس اٹھارویں لوئی کے سپرد کیا گیا اور باقی علاقوں کا فیصلہ کرنے کو تمام یورپی ممالک نے حصہ لیا۔ جس میں کیسلرے انگلینڈ کی طرف سے میٹرنک آسٹریا کی طرف سے، اور دوسرے ممالک کے بادشاہ شریک ہوئے۔ لیکن کانگریس ختم ہونے سے پہلے ہی نپولین کے آنے کی خبر ملی اور اس نے فرانس آ کر ایک بڑی فوج جمع کر لی۔ لوئی فرانس چھوڑ کر چلا گیا۔ انگلینڈ، آسٹریا، پرشیا اور روس نے فوج تیار کر کے بھیجی۔ جون ۱۸۱۵ء میں نپولین کو واٹرلو کے مقام پر شکست ہوئی اور تمام فوج برباد ہو گئی۔ انگریزوں نے اسے قید کر لیا اور سینٹ ہلینا بھیج دیا۔ وہیں اس نے اپنی سوانح عمری بھی لکھی تھی۔ ۱۸۲۱ء میں وہ انتقال کر گیا۔

۱۸۱۵ء میں پیرس میں صلح ہوئی جس میں فرانس کی حکومت اٹھارہویں لوئی کو دے دی گئی۔ انگلینڈ کو جزائر مالٹا، ماریشس اور کیپ آف گڈ ہوپ ملے۔ بلجیم اور ہالینڈ کو ملا کر ایک ملک بنا دیا گیا۔ پرشیا، روس اور آسٹریا کو بھی یورپ میں کچھ علاقے ملے۔ جرمنی کی ریاستوں کو ملا کر پرشیا کی سرپرستی میں ایک متحدہ مملکت بنا دی گئی۔ فرانس کی سرحد انقلاب سے پہلے کی ہی باقی رہی۔ بادشاہت بحال ہو گئی۔ عوام کو حکومت میں حصہ لینے کا کوئی موقع نہیں دیا گیا

## انگلینڈ پر نپولین کی جنگوں کے اثرات

نپولین کی جنگوں سے یورپ کے تمام ملکوں کو نقصان پہنچا۔ مگر انگلینڈ کو دوسرے ملکوں کی نسبت زیادہ نقصان اٹھانا پڑا۔ اس کی ایک خاص وجہ یہ تھی کہ یورپ کے دوسرے ملکوں کو کبھی کبھی لڑائی سے فرصت مل جاتی تھی لیکن انگلینڈ کو ۱۸۰۵ء اور ۱۸۲۰ء کے علاوہ جنگ سے کبھی فرصت نہ ملی۔ کہنے کو پیرس کی صلح سے بہت کچھ ملا۔ کئی قیمتی جزیرے جو تجارت اور جنگ دونوں لحاظ سے نہایت مفید تھے انگلینڈ کو مل گئے۔

## آبادی

ہزاروں انگریز جنگ میں کام آئے۔ ملک کی ۳۵ فیصد آبادی ۱۷۹۳ء کے حساب سے کم ہو گئی۔ لیکن لوگ جنگ کے کاموں میں لگے ہوئے تھے اور فراغت کی زندگی گذارتے تھے۔ لڑائی ختم ہونے کے بعد ان آدمیوں کی ضرورت نہ رہی۔ اب بڑھی ہوئی آبادی کیا کرے اس لیے بے روزگاری پھیلنا شروع ہو گئی

## تجارت

انگلینڈ کی تجارت کی بھی وہی حالت ہوئی۔ جنگ کے زمانے میں تجارت نے

بہت ترقی کی۔ انگلینڈ میں طرح طرح کی دستکاری کا کام ہونے لگا۔ لڑائی بند ہوتے ہی انگلینڈ کی تجارت کو دھکا لگا۔ نپولین کے کونٹی نینٹل سسٹم نے بھی انگریزی سوداگروں کو خوب نقصان پہنچایا۔ مزدور بھوکے مرنے لگے اور حالت خراب ہوگئی۔ اسی زمانے میں کارخانوں میں نئی مشینیں لگنے کی وجہ سے مزدور اور زیادہ بے کار ہوگئے، اور اس طرح مزدوروں کی زندگی اور بھی زیادہ دشوار ہوگئی۔

## سرکاری قرضہ

لاکھوں روپیا جنگوں پر خرچ ہوا۔ انگلینڈ کو خود پرشیا اور آسٹریا کو بھی روپیا بھیجنا پڑتا تھا۔ ۱۸۱۵ء میں انگلینڈ کا سالانہ خرچ دس کروڑ ۶۰ لاکھ پونڈ سے بھی زیادہ ہوگیا تھا۔ اس لیے سرکار کو اخراجات پورے کرنے کے لیے ۱۸۱۵ء میں بہت قرض لینا پڑا۔ ۸۳ کروڑ پونڈ سے بھی زیادہ قرضہ تھا۔

## سوسائٹی

۱۸۱۵ء میں انگلینڈ ہی کیا، یورپ کے تمام ملکوں میں سوسائٹی میں ایسی باتیں دکھائی دینے لگیں جن کا پہلے کسی کو خیال تک نہ ہوا تھا۔ لوگ بہ حیثیت جماعت آزادی کے خواہاں ہوئے۔ عورتیں بھی اپنے حقوق مانگنے لگیں۔ ہر بات میں لوگ آزادی پسند کرنے لگے۔ قانون کی آواز ہر طرف سنائی دینے لگی۔ ریڈیکل موومنٹ شروع ہوئی جس کا مقصد انگلینڈ کی پارلیمنٹ میں سدھار لانا تھا اور انھوں نے اپنے حقوق کی بھی مانگ کی۔ بعد میں چارٹسٹ اور مزدور تحریکیں شروع ہوئیں جو اسی بگڑی ہوئی حالت کا نتیجہ تھیں۔ ۱۸۱۵ء کے بعد شاعروں نے بھی آزادی کے بارے میں نظمیں لکھنا شروع کردیں۔

### اصلاحات کا زمانہ (۱۸۱۵ء-۱۸۲۰ء)

اب ملک میں اصلاحات اور خاص کر جماعتی اصلاحات کے لیے ایک تحریک شروع

ہوئی۔ نپولین سے جنگ ختم ہو جانے سے تجارتی نقصان بھی کافی ہوا۔ انڈسٹری میں انقلاب آنے کی وجہ سے بہت سے لوگ بے روزگار ہو گئے۔ فصلیں خراب ہو گئیں کسانوں کی حالت بھی اچھی نہ رہی۔ لوگوں کو کھانا بڑی مشکل سے ملتا تھا۔ حکومت کی سخت سزائیں جاری تھیں۔ ان خرابیوں کو دور کرنے میں لورپول اور ایڈنگٹن بھی کامیاب نہ ہوئے۔ عوام نے ان خرابیوں کو دور کرنے کی آواز اٹھائی۔ ولیم کوبٹ اور رابرٹ اوون نے پارلیمنٹ کی اصلاح کی مانگ کی۔ لیکن شروع میں وہ کامیاب نہ ہوئے۔ عوام نے مجبوراً بغاوتیں کرنا شروع کیں۔ اسی زمانے میں منچسٹر میں ہنٹ نے ایک تقریر کی۔ جس کی وجہ سے ایڈنگٹن کو خطرہ ہوا۔ اس نے وہاں لوگوں کو پولیس کے ذریعہ بہت بُری طرح سزا دلوائی۔ اس طرح کافی لوگ مرے اور زخمی ہوئے۔ یہ جبر و ظلم اور قتل جو ۱۸۱۹ء میں روا رکھا گیا۔ اس کے نتائج مہلک ثابت ہوئے۔ عوام میں آزادی حاصل کرنے کا جذبہ اور اُبھرا۔ اس کو دبانے کے لیے چھے قانون بنا کر اُن پر پابندیاں لگا دیں۔ خاص یہ تھی کہ اب لوگ مجسٹریٹ کی اجازت کے بغیر جلسہ نہیں کر سکتے تھے۔ ایک پارٹی "ہولی ایلائنس" کے نام سے بنی۔ جس کا مقصد آزادی حاصل کرنا تھا۔

## زراعتی انقلاب

اٹھارہویں صدی کے آخری حصے میں انگلینڈ کی کھیتی باڑی میں کچھ خاص تبدیلیاں آئیں جن کی وجہ سے کھیتی نے کافی ترقی کی۔ اسی کو " ایگریرین ریولیوشن" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ پرانے سسٹم کو چھوڑ کر جس کی بنیاد بکھری ہوئی زمینوں پر تھی۔ اس کی جگہ بڑے بڑے فارم بن گئے۔ فصلوں کی تعداد بڑھی۔ نئی مشینوں کا استعمال شروع ہوا بھیڑوں اور بیلوں کی نسل کو بھی بڑھانے کے لیے کوشش کی گئی۔ کسانوں کی آمدنی کا ایک ذریعہ بنا۔ جس سے وہ اپنی کھیتی باڑی بہتر کر سکتے تھے

جدید طرز کی زراعت کا موجد جیتھرو ٹل تھا۔ اس نے ایک نئی مشین بنائی جس کو

"ڈرل" کہتے ہیں۔ اس کے ذریعے سے کھیت کی نالیوں میں آسانی سے بیج بوئے جا سکتے تھے۔ بیج ضائع نہ ہوتا تھا اور کھیت کے ہر حصے میں پیداوار ہوتی تھی۔ لارڈ ٹاؤن شینڈ نے اپنے کھیتوں کے فارم پر ایک تجربہ کیا۔ انھوں نے فصل کو بدلنے کی تھیوری ایجاد کی جس سے چار فصلیں ایک سال میں کی جا سکتی تھیں۔ اس سے پہلے صرف تین فصلیں ہوا کرتی تھیں۔ پھر تین سال بعد ہر کھیت کو خالی رہنے دیا جاتا تھا کہ اس میں فصل پیدا کرنے کی طاقت پھر سے ہو جائے۔ اس نے کہا کہ اگر اس زمین میں جس کو خالی چھوڑنا ہے شلجم کی کاشت کر لی جائے تو زمین کو بھی طاقت مل جائے گی اور کسان کو بھی روپیہ مل جائے گا۔ دوسرے وہ نقصان جو سال بھر کھیت چھوڑنے سے ہوتا تھا اس سے بھی کسان بچ گیا۔ روبرٹ بیکویل نے تجربوں کے ذریعے سے نئے طریقوں سے بھیڑ دل اور بیلوں کی نسل کافی بڑھائی جس کا اثر بھی کسان کی آمدنی پر پڑا۔ اور اس سے فائدہ حاصل کرکے وہ اپنی کھیتی کو ترقی دے سکتا تھا۔ آرتھر انگلینڈ کی کھیتی باڑی کا ایک مصلح تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ جب تک چھوٹے چھوٹے کھیتوں کو ایک فارم میں تبدیل نہیں کیا جائے گا۔ یہاں کی کھیتی کبھی ترقی نہیں کر سکتی اور نہ ہی جدید مشینوں کو کام میں لایا جا سکتا ہے۔ فارم میں تبدیلی کے لیے انکلوزر ایکٹ "قانون پاس کرائے جس کے ذریعے وہاں کی تقریباً تیس لاکھ ایکڑ زمین بڑے بڑے فارموں میں تبدیل ہو گئی۔ جس سے انگلینڈ کی مالی حالت پر اچھا اثر پڑا۔

زراعتی انقلاب سے بہت سے فائدے ہوئے۔ اناج کی پیداوار اور بھیڑ دل اور بیلوں کی پیداوار نے ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی کی ضرورتیں پوری کیں۔ ورنہ پرانے طریقوں سے بڑھتی ہوئی آبادی کی ضرورت پوری نہیں ہو سکتی تھی۔ گانو کی حالت بھی بہتر ہوئی۔ کیونکہ اب کسانوں کے پاس کافی تھا۔ ان کے رہنے سہنے کے معیار میں بھی تبدیلی ہوئی جس سے گانو کی سماجی حالت بھی کافی بہتر ہوئی۔ لیکن فائدوں کے علاوہ کچھ نقصانات بھی پہنچے۔ غریب کسان نئے زراعتی طریقے کا مقابلہ نہ کر سکے۔ نہ ان کے پاس اتنا روپیہ تھا کہ وہ نئی مشینیں خرید سکتے تھے اور نہ ہی ان کو استعمال کر سکتے تھے۔

اس وجہ سے ان کے کھیتوں کی پیداوار بھی کم ہو جاتی تھی۔ انھوں نے اپنی زمینیں بڑے بڑے فارم والے کسانوں کو بیچ دیں۔ کیونکہ انھیں اس کی قیمت اچھی مل گئی اور وہ شہروں میں آ کر بس گئے اور مزدوری کرنا شروع کر دی اور مزدوری ملنا ایک مشکل کام ہو گیا۔ دوسرے شہروں کی آبادی بڑھ جانے سے ان کی پوری طرح صفائی نہ ہونے کی وجہ سے وبائی بیماریاں کافی پھیلنا شروع ہو گئیں۔ سماج پر بھی اس انقلاب کا کافی گہرا اثر پڑا اور کچھ خرابیاں پیدا ہوئیں۔

## صنعتی انقلاب

اٹھارہویں صدی کے وسط اور انیس صدی کے اوائل میں انگلینڈ کی صنعت و حرفت میں ایک انقلابی تبدیلی آئی۔ اسی کو "انڈسٹریل ریولیوشن" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس میں اچھی مشینوں کا استعمال شروع ہوا جس سے کم مزدوروں اور کم وقت میں زیادہ مال تیار ہوتا تھا۔ ۱۷۳۸ء میں جان کے نے فلائنگ شٹل ایجاد کی جس کی وجہ سے ایک شخص دھاگے کو تھان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بغیر کسی کی مدد سے لے جا سکتا تھا۔ ۱۷۶۴ء میں ہارگریوز نے سوت کاتنے کی مشین ایجاد کی اس کے ذریعے سولہ تکوے ایک ساتھ سوت کات سکتے تھے۔ اس کے بعد ارک رائٹ نے پانی سے چلنے والی سوت کاتنے کی مشین بنائی۔ اب دھاگا کافی تعداد میں تیار ہونے لگا۔ لیکن کپڑا بننے کا کام ابھی پرانے طریقے پر ہی تھا۔ لیکن کارٹ رائٹ نے کپڑا بننے کی ایک مشین ایجاد کی۔ جس کے ذریعہ صرف ایک شخص کپڑا بُن سکتا تھا۔ جہاں پہلے تقریباً دس آدمیوں کی ضرورت پڑتی تھی۔ لیکن اس کو چلانے کے لیے گھوڑوں کا استعمال کیا گیا۔ ۱۷۶۹ء میں جیمس واٹ نے بھاپ کا استعمال شروع کیا جس کی وجہ سے اب بھاپ سے مختلف مشینیں چلنے لگیں۔ اس کے بعد وٹنے نے روئی سے بنولے علاحدہ کرنے کی مشین ایجاد کی، پھر چھینٹ چھاپنے کا طریقہ بھی ایجاد کیا کپڑا صاف کرنے کو تیزاب کا استعمال شروع ہو گیا۔

سڑکیں بنیں اور نہریں کھودی گئیں۔ اس سے تجارت میں ترقی ہوئی۔ پھر ۱۸۲۷ء

میں اسکاٹ لینڈ میں بھاپ کے انجن سے ریل گاڑی چلانے کا کام لیا گیا۔ جہاز اور موٹریں بھی بھاپ سے چلنے لگیں۔ جس سے سامان کے لانے اور لے جانے میں بہت سہولت ہوئی لیکن اس صنعتی انقلاب کے اچھے اور بُرے دونوں طرح کے نتائج نکلے۔ اس نے انگلینڈ کا وہ مالی نقصان بھی پورا کر دیا جو اس کو جنگوں میں ہوا تھا۔ چیزیں آسانی اور کم قیمت پر ملنے لگیں۔ بہت سے نئے شہر آباد ہوئے۔ لوگ دیہات چھوڑ کر شہر چلے آئے۔ تجارتی شہروں میں جگہ کم اور آبادی زیادہ ہو گئی۔ جس کی وجہ سے بیماریاں پھیلنا شروع ہوئیں۔ کارخانوں کے مالک مزدوروں پر زیادتیاں کرتے تھے۔ اپنے حقوق کی حفاظت کے لیے اُنھوں نے اپنی پارٹیاں بنائیں اور حکومت کو ان کی بھلائی کے لیے قانون بنانے پڑے اور یہی لیبر پارٹی پارلیمنٹ کی بھی ایک پارٹی بن گئی۔ صنعتی انقلاب سے مزدوروں کی ضرورت کم ہو گئی۔ اس وجہ سے بہت سے لوگ بے کار ہو گئے۔ دوسرے مالدار لوگوں نے کارخانے قائم کر لیے۔ گھریلو دستکار روپے کی کمی کی وجہ سے کارخانے نہ کھول سکے اور ان کو مزدور کی حیثیت یا کاریگر کی حیثیت سے کام کرنا پڑا۔ دو جماعتیں اور بنیں ایک کارخانداروں اور دوسری کاریگروں کی سماجی ڈھانچہ بھی ان انقلابی تبدیلیوں سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

## مشرقی مسئلہ

مشرقی مسئلے کی اصلاح سب سے پہلے وائنا کانگریس ۱۸۱۵ء میں استعمال کی گئی۔ اس سے ان کا مقصد ترکی تھا۔ جب ترکی مضبوط اور طاقتور رہا تو یورپین ممالک کو اس کی کوئی فکر نہ تھی۔ لیکن جیسے جیسے یہ کمزور ہوا۔ اندرونی خلفشار بڑھا۔ اور بیرونی پالیسی بھی کمزور ہو گئی۔ ترکی میں یونانیوں اور سربیوں اور بلگیریوں نے بغاوت کی۔ اس میں یورپ کے دوسرے ممالک نے بھی حصہ لیا۔ ترکی میں اس وجہ سے بھی لوگ دلچسپی لیتے تھے کیوں کہ وہ مشرقی حصوں میں جانے کا راستہ تھا انیسویں صدی میں روس نے میڈیٹیرین سمندر میں راستے بنانے کی کوشش کی۔

اب دوسرے ممالک کو بھی اس طرف توجہ دینی پڑی۔

یہ مسئلہ صرف سیاسی ہی نہیں تھا بلکہ اس میں مذہبی اور معاشی پہلو بھی شامل تھا۔ انگلینڈ، آسٹریا اور روس کا تجارتی فائدہ تھا۔ اس مسئلے کے اُٹھنے کی کئی وجوہات تھیں ترکوں کا یورپ کی تاریخ میں جو کام رہا ہے۔ اس کی وجہ سے ترکی کے رہنے والے رومانین، یونانی اور سربین وغیرہ کی بغاوتیں۔ کالے سمندر میں انگلینڈ اور روس کے مفادات کا ٹکراؤ تھا۔ روس اس پر پورا قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ لیکن انگلینڈ اپنے تجارتی راستے کو محفوظ کرنا چاہتا تھا۔ نہ صرف یہی بلکہ روس اپنی حدود بھی بڑھانا چاہتا تھا۔ اور اس نے اپنا اثر بلقان میں کافی بڑھالیا تھا۔ جس سے آسٹریا کو اس سے خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔

کیسلرے ہمیشہ امن کا امان کا خواہشمند تھا اور ترکی کے اندرونی معاملات میں بھی دخل اندازی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اسی لیے اس نے یونانیوں کو مدد دینے سے انکار کر دیا۔ لیکن اس کے دماغ میں اس مسئلے کی اہمیت کم نہ تھی اور وہ اس کا حل تلاش کرنا چاہتا تھا۔ اس نے میٹرنخ کو ویرونا میں یورپین ممالک کی کانگریس بلانے کو کہا۔ تاکہ سب مل کر اس مسئلے پر سوچ سکیں۔ اور اس کو حل کیا جا سکے، لیکن وہ اس کانگرس کے ہونے سے پہلے ہی گیا۔ جب کیننگ برسرِاقتدار آیا تو اس کی پالیسی کیسلرے سے مختلف تھی۔ وہ یونانیوں کی مدد کرنا چاہتا تھا۔ اور اسی وجہ سے اس نے روس اور فرانس سے ایک معاہدہ کیا اور ترکی پر حملہ کر دیا۔ اس کی خواہش یہ تھی کہ ان سب یونانیوں سے مل کر ایک چھوٹی اور کمزور مملکت وجود میں آجائے جو انگلینڈ کے لیے بہت فائدہ مند رہے گی۔ لیکن ولنگٹن اس پالیسی کا مخالف تھا۔ اس نے انگریزی فوج کو واپس بلالیا۔ لیکن روس برابر جنگ کرتا رہا۔ آخر کار گریس کا ایک ملک بن گیا اور ترکی کو اس ملک کو ماننا بھی پڑا۔ ساتھ ہی ساتھ روس کو بھی کچھ تجارتی اور علاقائی فائدے بھی حاصل ہو گئے لیکن ایک عرصہ ایسا گذرا جس میں انگریزی حکمرانوں نے اس میں دلچسپی نہ لی۔ کیونکہ ترکی میں بھی کوئی ایسا مسئلہ نہ اٹھا لیکن مہمت علی کے روس سے معاہدہ کرنے کے بعد روس کو ڈارڈنیلس سے ایک راستہ مل گیا اور روس ترکی کا محافظ بن گیا۔ حالات کی

تبدیلی کے ساتھ اب مشکل تھا کہ مسئلے پر غور نہ کیا جائے اور پامرسٹن اس بات کو قطعی برداشت نہ کر سکتا تھا۔ اسی وجہ سے ۱۸۴۱ء میں ترکی نے وہ تمام فائدے جو حاصل کر لیے تھے چھوڑنا پڑے اور قسطنطنیہ پر انگلینڈ کا دوبارہ اثر شروع ہو گیا۔ اسی وجہ سے کریمین جنگ بھی ۵۶-۱۸۵۴ء میں لڑنی پڑی۔ گلیڈسٹن وزیر اعظم ہوا تو وہ دوسری ہی ذہنیت کا شخص تھا۔ جب ۱۸۷۸ء میں ترکی کے خلاف جرمنی نے روس کو مدد دینے کا وعدہ کیا تو گلیڈسٹن نے یہ سوچ کر کوئی قدم نہ بڑھایا کہ کالے سمندر میں روس کے معاشی فائدوں کو انگلینڈ کے سیاسی مفادات کے مقابلے میں فوقیت حاصل ہے۔ اس نے دخل اندازی کرنا نامناسب سمجھا۔ جب ڈزرائیلی وزیر اعظم بنا تو اس نے انگلینڈ کی بیرونی پالیسی میں تبدیلی کی۔ اس کا نظریہ یہ تھا کہ ترکی کی ملکیت برقرار رکھنا اور روس کے اثر کو کم کرنا ضروری ہے۔ لیکن جب روس نے ترکی پر حملہ کیا تو ڈزرائیلی نے ترکی کی بالکل مدد نہیں کی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سان اسٹیفانو کی صلح ۱۸۷۸ء کے تحت روس نے ترکی سے تجارتی اور علاقائی مراعات حاصل کر لیں۔ اس کے علاوہ روس اور گریس، سربیا مونٹنگرو پر قبضہ کر لیا۔ ڈزرائیلی نے کانگریس طلب کی۔ تاکہ اس مسئلہ کو سب کے سامنے طے کیا جائے۔ یہ کانگریس برلن میں بسمارک کی صدارت میں ہوئی۔ جس میں روس کو علاقائی اور کالے سمندر کی مراعات کو چھوڑنا پڑا اور اس طرح سے روس کا اثر ترکی سے بغیر کسی جنگ کے ختم ہو گیا۔ لیکن اس سے بھی مشرقی مسئلہ حل نہ ہوا اور پہلی جنگ عظیم کی وجوہات میں مشرقی مسئلہ بھی اہم وجہ تھا۔

# جارج چہارم

(۱۸۲۰ء —— ۱۸۳۰ء)

جارج چہارم اپنے باپ کی طرح کام نہ کر سکا۔ کیونکہ اب حالات کافی بدل چکے تھے اور عوام میں بیداری پیدا ہو چکی تھی۔ وہ کاہل بھی تھا۔ اس لیے انتظام حکومت

وزیروں کے سپرد کر دیا جس سے ان کی طاقت کافی بڑھ گئی۔ ان کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر لوگوں نے ۱۸۲۰ء میں اس کے وزیروں کو قتل کرنے کی سازش کیٹو اسٹریٹ میں کی۔ ان کا رہنما سرا دتھیل وڈ تھا۔ لیکن وزیروں کو اس سازش کا پتا چل گیا اور انھوں نے وہاں جانا ملتوی کر دیا۔ باغیوں کو پھانسی کی سزا دی گئی۔

## بیرونی پالیسی

۱۸۲۲ء میں لورپول نے وزارت بنائی جو کافی کامیاب رہی۔ اس نے بیرونی پالیسی کیننگ کے سپرد کی۔ وہ یورپ میں امن وامان رکھنا چاہتا تھا۔ دوسرے وہ ان قوموں کی مدد کرنے کو بھی تیار تھا جو آزاد ہونا چاہتی تھیں۔ اور اس نے پرتگال میں دخل اندازی کر کے اور ہولی ایلائنس کے خلاف میکسیکو، پیرو، کولمبیا اور بونس ایریز کو بھی آزاد ملک بنا دیا۔

دوسرے اس نے ترکی کے سلطان کے خلاف یونانیوں کی تحریک آزادی میں بھی مدد کرنے کا فیصلہ کیا۔ فرانس اور روس بھی اس کے ساتھ تھے اس طرح انگریزی بیڑے نے ۱۸۲۷ء میں خلیج نوارینو میں سلطان کی فوج کو شکست دے کر یونانیوں کی آزاد حکومت قائم کی۔ اس طرح اس نے کیسلرے کی بیرونی پالیسی کے اصولوں کے خلاف عمل کیا۔

## اندرونی اصلاحات

اس نے ڈسنٹرس کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ ٹیسٹ ایکٹ اور کارپوریشن ایکٹ ختم کر دیے۔ اب سرکاری ملازمت میں وہ لوگ بھی لیے جا سکتے تھے جو انگریزی گرجا کے پیرو نہ تھے۔ ۱۸۲۹ء میں کیتھولک کو بھی پارلیمنٹ میں بیٹھنے کی اجازت دے دی۔ اس دور میں ٹوری وزیروں نے کئی اصلاحیں کیں۔ لیکن وہ اس میں اپنا قدم زیادہ آگے نہ بڑھا سکے۔

# ولیم چہارم

(۱۸۳۰ ـــــ ۱۸۳۷)

ولیم میں کچھ خصوصیات جارج سوم جیسی تھیں۔ لیکن کچھ باتوں میں وہ اس سے مختلف تھا۔ اس کے بادشاہ بننے کے بعد ہی ولنگٹن کی وزارت ختم ہوگئی اور اس کے بعد لارڈ گرے نے اپنی وزارت بنائی۔ ۱۸۳۰-۳۴ء میں وہ وھگ فرقے سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ وہ پارلیمنٹ میں اصلاح کرے۔ تقریباً ساٹھ سال تک حکومت ٹوری فرقے کے ہاتھ میں رہی۔ جنہوں نے بہت کم اصلاحات کیں۔ عوام کو بھی اب امید ہوگئی کہ اصلاحات ضرور ہوں گی۔ ۱۸۳۰ء میں یورپ میں کئی بغاوتیں ہوئیں۔ پہلی بغاوت فرانس میں چارلس دہم کے خلاف ہوئی۔ وہ عوام کو حکومت میں حصہ دینا نہیں چاہتا تھا اور ۱۸۳۰ء میں کئی قانون عوام کے مفاد کے خلاف بنائے لیکن عوام نے بغاوت جاری رکھی اور بادشاہ کو شکست ہوئی۔ اس کا اثر بلجیم، جرمنی، اٹلی اور پولینڈ پر بھی پڑا اور وہاں بھی یہ تحریکیں شروع ہوئیں۔

انگلینڈ کی بیرونی پالیسی ۱۸۳۰ء سے ۱۸۳۷ء تک پامرسٹن کے ہاتھ میں رہی وہ بھی ان قوموں کا ساتھی تھا جو آزاد ہونا چاہتی تھیں اور اسی لیے وہ جزیرہ نما بلقان میں بھی چھوٹی چھوٹی ریاستیں بنانا چاہتا تھا۔ جو ٹرکی کے سلطان کے اثر میں نہ ہوں۔ اس سے انگلینڈ کو بھی فائدہ ہوگا۔ اس نے لوئی فلپ کا ساتھ دے کر بلجیم کو آزاد کرایا اور پرتگال میں امن وامان قائم کیا۔ اس طرح اس نے دوسرے ممالک کے معاملات میں دخل اندازی کرکے وہاں کے لوگوں کا ساتھ دیا۔

**پارلیمنٹ کی اصلاح** پارلیمنٹ کے ممبران کے انتخاب میں بھی کئی خرابیاں تھیں اور عوام برابر اصلاح کی مانگ کر رہے تھے ممبران

ہاؤنٹیز اور بوروز سے منتخب ہو کر آتے تھے۔ لیکن ان کے انتخاب میں کئی خرابیاں تھیں، وہ ممبران لارڈس کی مرضی کے مطابق منتخب ہو کر آتے تھے۔ اس کا انحصار آبادی پر نہ تھا۔ مختلف حیثیت کے لوگوں کو ہی منتخب کرنے کا اختیار دیا گیا تھا اور اس طرح اوسط درجے کے لوگوں کو ممبران کے منتخب کرنے کا حق نہیں تھا۔

اسی وجہ سے رسل نے ایک اصلاحی بل پارلیمنٹ میں رکھا جس کو لارڈس نے رد کر دیا کیونکہ یہ ان کے مفاد کے خلاف تھا جس کی وجہ سے ملک میں کافی بدامنی پھیلی۔ دوسری مرتبہ بھی بل رد ہوا۔ یہ دیکھ کر گرے نے ولیم کو رائے دی کہ ہاؤس آف لارڈس میں نئے ڈھگ لارڈ آنا چاہییں۔ لیکن ولیم نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا اور گرے نے استعفا دیدیا۔ ولنگٹن نے وزارت بنائی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ اب گرے کو دوبارہ موقع دیا گیا اور لارڈس کو خطرے سے آگاہ کر دیا۔ لارڈس نے مجبوراً اس بل کو منظوری دیدی اور یہ ریفارم ایکٹ ۱۸۳۲ء کے نام سے مشہور ہوا۔ اس ایکٹ سے کسی حد تک پرانے طریقوں میں اصلاح ہوئی۔ پھر بھی اس میں کئی بنیادی خامیاں رہ گئیں۔ اب لوگ ووٹ اپنی مرضی کے مطابق دے سکتے تھے۔ ووٹوں کو کچھ حد تک آبادی کی مناسبت سے بانٹ دیا گیا۔ ووٹ دینے کا حق صرف اُن کو ملا جو دس پونڈ یا دس پونڈ سے زیادہ سالانہ کی جایداد رکھتے تھے یا دس پونڈ سالانہ کی قیمت کی زمین میں زراعت کرتے تھے۔ اس کے علاوہ پچاس پونڈ سالانہ کی زمین جو غیر موروثی کاشتکار کی حیثیت سے جوتتے تھے ان کو بھی حق دیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ صرف اوسط درجے کے عوام کو ہی ووٹ دینے کا حق ملا۔ اور صرف اوسط درجے کے لوگ اپنے ممبر پارلیمنٹ میں بھیج سکتے تھے۔ لیکن کارخانے میں کام کرنے والے اور کسانی مزدور ووٹ کے حق سے محروم رہے۔

اس نے ۱۸۳۳ء میں حبشیوں کی تجارت بھی بند کر دی۔ ایسٹ انڈیا کمپنی سے چینی کی تجارت کا ٹھیکہ بھی لیا۔ تعلیم کے لیے بھی کچھ روپیا منظور کیا۔ عدالت میں بھی اصلاح کی۔ غریبوں کی مدد کے لیے ایک بورڈ بنایا۔ شہروں اور قصبوں کے انتظام کو ۱۸۳۸ء سے ایک میئر بنانا شروع کر دیا۔ ٹیکس کاشتکاروں کے بجائے زمینداروں سے لینا شروع کر دیا

اس کا زیادہ اثر آئر لینڈ کے کاشتکاروں پر پڑا۔ غریبوں کے لیے بھی میلبورن نے ایک قانون بنایا تاکہ ان کی امداد کی جائے۔

# وکٹوریہ

(۱۸۳۷ء — ۱۹۰۱ء)

ولیم کی اولاد اس کی زندگی میں مر گئی۔ اس لیے اس کے چھوٹے بھائی ایڈورڈ کی لڑکی وکٹوریہ انگلینڈ کی ملکہ بنی۔ لیکن اس کے بننے سے اس کا حق ہنوور پر حکومت کرنے کا ختم ہو گیا۔ کیونکہ ان کے اپنے قانون کے مطابق عورت حکمران نہیں بن سکتی تھی۔ وہ پارلیمنٹ میں ابھی اصلاح کرنا چاہتی تھی۔ وہ میلبورن کے مشوروں پر عمل کرتی رہی۔ ۱۸۴۰ء میں اس کی شادی البرٹ سے ہو گئی۔ وہ بھی وکٹوریہ کو درمیانی راستے پر چلنے کی رائے دیتا رہا اور ۱۸۶۱ء میں اس کے انتقال کے بعد پھر سے وہگ وزیروں کی رائے پر عمل کرنا شروع کر دیا۔

اس کے ملکہ بننے کے بعد ملک میں فساد ہوئے کیونکہ ۱۸۳۲ء میں بہت سے لوگوں کو ووٹ کے حق سے محروم کر دیا گیا۔ کناڈا، آئر لینڈ اور ہندستان کے لوگ بھی خوش نہ تھے۔ اناج مہنگا تھا، کارخانوں میں مزدوروں پر ظلم ہو رہا تھا۔ ان سب چیزوں کا وکٹوریہ کو مقابلہ کرنا تھا۔ اس لیے اس کے سامنے اندرونی حالات، بیرونی پالیسی آئر لینڈ اور انگریزی سلطنت کا مستقبل تھا۔

## اندرونی حالات

۱۸۳۹ء میں میلبورن نے پھر وزارت بنائی جو ۱۸۴۱ء تک چلی اس کو ۱۸۲۷ء میں کناڈا میں ایک بغاوت کا مقابلہ کرنا پڑا۔ آئر لینڈ میں بھی اصلاح کر کے وہاں کے عوام کو خاموش کر دیا۔ ۱۸۳۹ء میں اس نے ڈاک خانہ میں اصلاح کی۔ اب خط کی قیمت

منظور ہوگئی اور فاصلے کے حساب سے قیمت ادا نہیں کرنی پڑتی تھی۔ ۱۸۳۲ء کے ایکٹ نے کافی لوگوں کو حق رائے دہی نہیں دیا تھا اسی کے نتیجہ میں ۱۸۳۹ء میں چارٹسٹ تحریک شروع ہوئی جس کا مطلب تمام لوگوں کو ووٹ کا حق دینا تھا۔ اس کے لیڈر اوکونر تھے ان کی چھ مانگیں تھیں۔ ہر شخص کو بالغ ہونے کے بعد ووٹ ملے، ممبروں کا انتخاب پوشیدہ طور سے ہو، ووٹ آبادی کے لحاظ سے تقسیم کیے جائیں۔ ممبر بننے کے لیے جایداد کی قید نہ ہو اور اس کو تنخواہ ملنی چاہیے۔ انھوں نے کئی جگہ فساد کیے۔ لیکن تحریک کامیاب نہ ہو سکی بہرحال یہ مانگیں کچھ عرصے بعد ایک کے بعد ایک منظور کر دی گئیں۔

۱۸۴۱ء میں رابرٹ پیل نے اپنی وزارت بنائی جو ۱۸۴۶ء تک چلی۔ وہ کنزرویٹیو تھا۔ اس کے فرقے والے اصلاح کے قطعی مخالف تھے لیکن اس نے جماعتی اصلاحات کی۔ اس نے ۱۸۴۲ء میں قانون بنایا کہ کوئی عورت یا دس برس سے کم عمر کا لڑکا کانوں میں کام نہیں کرے گا جن کی عمر ۱۳ سال سے کم ہے ان سے ہفتے میں [illegible] گھنٹوں سے زیادہ کام نہیں لیا جا سکتا۔ پیل نے تجارتی اشیا پر کئی ٹیکس کم کر دیے اور کچھ بالکل ختم کر دیے۔ خسارہ پورا کرنے کو اس نے انکم ٹیکس لگا دیا۔ تعلیم کی بھی اصلاحات کی گئیں اور انگلینڈ کے بینک کی بھی حالت ٹھیک ہوئی۔ باہر سے اناج آنے پر جو پابندیاں تھیں وہ بھی ختم کر دیں۔ ایک جماعت ۱۸۳۸ء میں بنی جس کا مقصد غلہ قانونوں کو رد کرنا تھا جو باہر سے غلہ نہ آنے پر لگے تھے۔ اس کے لیڈر کوبڈن اور برائٹ تھے۔ شروع میں پیل کی مرضی نہ تھی۔ کیونکہ اس سے زمینداروں اور کسانوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ ۱۸۴۵ء میں آئرلینڈ میں آلو کی کاشت خراب ہوگئی جس کی وجہ سے قحط پڑا اور لوگ غلے کے قانونوں کو ہٹانے کی پھر مانگ کرنے لگے۔ ڈزرائیلی نے بھی پیل کی مخالفت کی اور اس طرح ۱۸۴۶ء میں وہ قانون منسوخ کر دیے گئے۔ اب باہر سے غلہ بغیر ٹیکس دیے ملک میں آنے لگا۔ لیکن پیل کی مخالفت بہت ہوئی اور اس کو اپنی وزارت سے بھی استعفا دینا پڑا۔

۱۸۴۶ء میں رسل نے وزارت بنائی جو ۱۸۵۲ء تک چلی اور وھگ فرقے

سے تعلق رکھتا تھا۔ اصلاح کا بہت بڑا حامی تھا۔ اس نے کافی اصلاحات کیں۔ اس نے آئرلینڈ کے عوام کی حالت بہتر بنانے کے لیے کئی اصلاحات کیں۔ اس نے ۱۸۴۷ء میں کام کرنے کا وقت صرف دس گھنٹے کر دیا۔ اس نے جہازی قانون بالکل ختم کر دیے۔ حکومت نے آسٹریا کو آزادی دے دی۔ اس نے تجارت و صنعت کو ترقی دینے کے لیے لندن میں ایک نمائش کی جس میں دوسرے ممالک کے لوگوں نے بھی حصہ لیا۔ ۱۸۴۸ء میں چارٹسٹ تحریک کا مقابلہ کرنا پڑا۔ اس سال اس تحریک نے کافی شدت اختیار کر لی اُنھوں نے کئی جگہوں پر بلوے بھی کیے۔ اُنھوں نے ہزاروں آدمیوں کے دستخط کرا کے ایک درخواست پارلیمنٹ کے سامنے رکھی جس سے حکومت کو کافی پریشانی ہوئی۔ لیکن کافی دستخط جعلی تھے اس وجہ سے یہ تحریک ناکام ہو گئی۔

۱۸۵۵ء میں پامرسٹن نے وزارت بنائی جو ۱۸۶۵ء تک چلی۔ اس نے کئی ایسے بھی کام کیے جس کی وجہ سے خود اس کے فرقے والے اس سے ناراض ہو گئے۔ وہ پارلیمنٹ میں اصلاح کا مخالف تھا۔ لیکن بیرونی پالیسی میں اسے کافی کامیابی ہوئی۔ اس کے بعد ۱۸۶۵ء سے ۱۸۶۸ء تک رسل نے دوسری مرتبہ اور ڈربی نے تیسری مرتبہ وزارت بنائی۔ اس زمانے میں لوگ اپنے ووٹ کی مانگ کر رہے تھے۔

## ریفارم ایکٹ۔ ۱۸۶۷ء

جب دوسرا ریفارم بل پارلیمنٹ کے سامنے پیش ہوا تو پارلیمنٹ نے اس کی مخالفت کی، دوسری مرتبہ پھر مخالفت ہوئی جس کی وجہ سے کیبنٹ کے تین ممبروں نے استعفیٰ دے دیا۔ لیکن آخرکار یہ بل پاس ہوا۔ اب ووٹ کا اختیار قصبوں اور شہروں میں ان کو بھی ملا جو مکان کے مالک تھے یا حکومت کو ہاؤس ٹیکس دیتے تھے۔ یہ رقم دس پونڈ ہونا چاہیے تھی۔ صوبوں میں ان لوگوں کو حق رائے دہی ملا جو بارہ پونڈ کرایہ یا کھیت کا لگان دیتے تھے۔ اس طرح سے کاریگروں کو بھی ووٹ دینے کا حق ملا جس سے ووٹروں کی تعداد بھی بڑھی۔ لیکن اس کی خامی یہ رہی کہ کسان مزدور پھر بھی اس حق کو

نہ پا سکے۔ دوسرے ووٹ دینے کا حق کا انحصار اب بھی پونڈ پر ہی رہا۔ اس کو بنیادی حق نہیں بنایا گیا۔

۱۸۶۹ء میں گلیڈسٹن نے پہلی وزارت بنائی جو ۱۸۷۴ء تک چلی وہ لبرل فرقے کا لیڈر تھا۔ اس نے اندرونی انتظام میں کئی اصلاحیں کیں۔ آئرلینڈ سے اس کو ہمدردی تھی لیکن بیرونی پالیسی میں زیادہ کامیاب نہ ہوسکا جس کی وجہ سے وہ کافی بدنام ہوا۔ اس نے تعلیمی اصلاحات کیں۔ سرکاری اسکول کھولے۔ فوج میں بھی اصلاح کی۔ اب عہدوں کی خرید و فروخت ختم کر دی۔ چھ سال کی نوکری کے بعد فوجی گھر واپس جا سکتا تھا۔ لیکن ضرورت کے وقت ان کو واپس بلایا جا سکتا تھا۔ ۱۸۷۲ء میں خفیہ بیلٹ کا قانون پاس کیا۔ اب ووٹر آزادی سے جسے چاہے ووٹ دے سکتا تھا۔

۱۸۷۴ء میں ڈزرائیلی نے وزارت بنائی جو ۱۸۸۰ء تک چلی۔ وہ کنزرویٹیو فرقے کا لیڈر تھا۔ اس نے تین باتوں پر عمل کیا۔ وہ بولنگ بروک، پٹ اور پیل کی طرح حکومت کو ٹھیک رکھنا چاہتا تھا۔ سلطنت کی وسعت بڑھانا، مزدوروں کی حالت ٹھیک کرنا، کاشتکاروں کی زمین کی خرید و فروخت کے لیے سہولتیں دینا، کارخانے کے مزدوروں کی حالت درست کرنا، اس کا مقصد تھا، جس کے لیے اس نے قانون پاس کیے اور ان کے لیے مکانوں کا انتظام کیا۔

گلیڈسٹن نے دوسری مرتبہ ۱۸۸۰ء میں وزارت بنائی جو ۱۸۸۵ء تک چلی۔ اس وقت آئرش لوگ اپنی آزادی کے لیے پارلیمنٹ میں آواز اٹھا رہے تھے۔ جنوبی اور مغربی افریقہ میں انگریزوں کی حالت اچھی نہ تھی۔ مصر میں بھی انگریز شکست خوردہ تھے۔ انھیں حالات میں اس کے زمانے میں ۱۸۸۴ء میں تیسرا ریفارم ایکٹ پاس ہوا۔ اب دیہات کے لوگوں کو بھی ووٹ دینے کا حق مل گیا۔ اس طرح ۱۸۶۷ء کے ایکٹ کی خرابی بھی دور ہوگئی۔ ملک انتخاب کے لیے برابر کے حصوں میں تقسیم ہوگیا۔ اس طرح ووٹروں کی تعداد بھی بہت بڑھ گئی۔

۱۸۸۵ء میں سالزبری نے پہلی وزارت بنائی جو ۱۸۸۶ء میں ختم ہوگئی۔

۱۸۸۵ء میں گلیڈسٹن نے تیسری وزارت بنائی۔ اس دفعہ وہ آئرلینڈ کے لیے ہوم رول بل کو پاس کرانا چاہتا تھا لیکن مخالفت ہونے کی وجہ سے اس کو استعفا دینا پڑا اور پھر دوبارہ ۱۸۸۶ء میں سالزبری نے وزارت بنائی۔ اس مرتبہ یہ ۱۸۹۲ء تک چلی۔ اس کے دور میں ایک نیا فرقہ یونینسٹ بھی وجود میں آیا۔ اس زمانے میں آئرلینڈ کے گورنر کو کئی بے جا اختیارات مل گئے۔ زمین کا لگان کم کر دیا اور تعلیم مفت دینا شروع کی۔ ۱۸۹۲ء میں گلیڈسٹن نے چوتھی وزارت بنائی جو ۱۸۹۴ء میں ختم ہوگئی۔ اس نے آئرش ہوم رول بل پیش کیا لیکن پاس نہ ہو سکا اور پھر اس نے استعفا دیدیا۔ سالزبری نے تیسری وزارت ۱۸۹۴ء میں بنائی جو ۱۹۰۲ء تک چلی۔

## بیرونی پالیسی

۱۸۳۹ء میں انگلینڈ کو چین سے جنگ کرنا پڑی اس کی وجہ افیون کی تجارت تھی۔ لیکن ۱۸۴۲ء میں نانکن کے مقام پر صلح ہوگئی۔ انگریزوں کو ہانگ کانگ کا بندرگاہ ملا اور کچھ رقم بھی۔ ۱۸۴۱ء میں لارڈ ابرڈین بیرونی معاملات کا وزیر تھا اس کے زمانے میں فرانس اور انگلینڈ کے اختلافات ختم ہوگئے۔ ۱۸۴۸ء میں پامرسٹن نے فرانسیسیوں کی مدد کی اور لوئی کو فرانس کا صدر بنا دیا۔ اٹلی اور ہنگری کے باشندوں کی بھی مدد کی۔

۱۸۵۴ء میں جنگ کریمیا شروع ہوئی جو ۱۸۵۶ء تک چلی۔ انگلینڈ، فرانس اور ٹرکی ایک طرف اور روس اکیلا تھا۔ اس جنگ کی وجہ ٹرکی تھا۔ روس وہاں اپنا اثر رکھنا چاہتا تھا اور بحر اسود میں راستے لینا چاہتا تھا۔ انگلینڈ میں بھی جنگ کریمیا پر اتفاق نہ تھا۔ اس جنگ میں روس کو شکست ہوئی۔ اور اس کے بعد ۱۸۵۷ء میں بالاکلاوا کے مقام پر دوسری جنگ ہوئی۔ اس میں بھی روس کو شکست ہوئی لیکن انگریزوں کو نقصان کافی ہوا۔ تیسری جنگ انکرمین کے مقام پر ہوئی جس میں پھر روسیوں کو شکست اٹھانی پڑی۔ سمندر میں ایک طوفان آنے کی وجہ سے

فرانس اور انگلینڈ کے جہاز برباد ہو گئے۔ برف باری کی وجہ سے تمام جانور مر گئے سپاہیوں کے پاس سردی سے بچنے کا سامان نہ تھا اس وجہ سے انگلینڈ اور فرانس کو کافی نقصان اٹھانا پڑا۔ جب یہ خبر انگلینڈ پہنچی تو ابرڈین کو ملزم ٹھہرایا گیا۔ اس کا ملکہ وکٹوریہ کو کافی صدمہ ہوا۔ لیکن پامرسٹن کے وزیر اعظم ہوتے ہی دوبارہ رسد کا سامان بھیج دیا گیا اور بالاکلاوا سے سیباسٹوپول تک ریل قائم کر دی گئی تاکہ رسد پہنچنے میں دقت نہ ہو۔ پھر حملہ کیا جس میں روسی سیباسٹوپول کا قلعہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ انگریزوں اور فرانسیسیوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور پھر زار نے مجبوراً صلح کر لی۔ ۱۸۵۶ء میں پیرس میں صلح نامہ لکھا گیا۔ جس میں ٹرکی کی آزادی برقرار رہی دوسرے بحر اسود میں ہر ملک کو تجارت کرنے کی اجازت مل گئی۔ ٹرکی کے سلطان نے عیسائیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا وعدہ کیا۔ ڈینوب کی وادی کی ریاستیں پانچ سال کے بعد آزاد کرنے کا پلان بنایا۔

دوسرا مسئلہ اٹلی کا تھا۔ یہاں سے لوگ اتحاد اور آزادی کی تحریک شروع کئے ہوئے تھے۔ ان حالات میں انگلینڈ نے خود مداخلت نہ کی ملکہ نے اٹلی کو دوسری یورپین طاقتوں کی دخل اندازی سے بچا لیا اور تمام اٹلی پر وکٹر ایمنول کی حکومت ہو گئی۔

۱۸۶۱ء میں امریکہ میں خانگی جنگ شروع ہوئی۔ شمالی اور جنوبی ریاستوں میں جنگ شروع ہو گئی۔ شمالی ریاستیں چاہتی تھیں کہ جنوبی ریاستیں حبشیوں کی تجارت نہ کریں۔ پامرسٹن نے جنوبی ریاستوں کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی۔ وہ انگلینڈ کو روئی بھیجتی تھیں۔ جنگ کی وجہ سے یہ کام بند ہو گیا۔ اور انگلینڈ کے تین چوتھائی کارخانے بند ہو گئے۔ جنوبی ریاستوں نے دو سفیر بھی بھیجے لیکن اُن کو گرفتار کر لیا گیا۔ وکٹوریہ نے شمالی ریاستوں کو لکھا اور صدر نے معافی مانگ لی۔ جنوبی ریاستوں نے ایک جہاز انگلینڈ میں بنوایا۔ لیکن پامرسٹن کی اجازت کے بغیر اس نے شمالی ریاستوں کے جہاز ڈبونا شروع کر دیے۔ اس پر ان کے صدر نے وکٹوریہ کو لکھا اور ۱۸۶۵ء میں غلطی تسلیم کر کے ان کو معاوضہ دینا پڑا۔

لبمارک فرانس کے بادشاہ سے جنگ کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ فرانس کو بھی نیچا

دکھا دے۔ اس لیے بسمارک اور فرانس کے بادشاہ نے گلیڈسٹن سے مدد مانگی۔ لیکن اس نے دونوں کو انکار کر دیا اور دونوں کو ہی اپنا مخالف بنا لیا۔ بسمارک نے جرمنی کی تمام ریاستوں کو یکجا کر کے ایک مضبوط حکومت قائم کر لی۔ روس زار ۱۸۵۶ء کے صلح نامے پر عمل نہیں کر رہا تھا لیکن وزیر اعظم نے کوئی توجہ نہیں دی۔

ڈزرائیلی انگریزی سلطنت کو وسیع کرنا چاہتا تھا۔ وہ ہندستان میں بھی انگریزی حکومت قائم کرنا چاہتا تھا۔ مصر کے حاکم سے نہر سویز کے حصے خرید لیے۔ وکٹوریہ نے نے ہندستان کی ملکہ کا خطاب قبول کر لیا۔ دلی میں ایک دربار ہوا۔ ہندستان کے راجاؤں نوابوں اور دوسرے لوگوں نے بھی حصہ لیا۔ ٹرکی کے سلطان نے پیرس کے صلح نامے کے خلاف پھر عیسائیوں پر ظلم کرنا شروع کر دیا۔ بلگیریا میں کافی عیسائیوں کو قتل کیا۔ زار روس نے ٹرکی کو ہرا کر ایک صلح نامہ لکھوا لیا جس میں صرف اس نے اپنے مفادات کو ہی سامنے رکھا۔ ڈزرائیلی کو اس کی فکر ہوئی اور اس نے ۱۸۷۸ء میں جرمنی کے دار الخلافہ برلن میں ایک صلح نامہ کیا جس میں رومانیہ، سرویا اور مانٹی نیگرو کو پوری آزادی دلا دی۔

ٹرکی کے سلطان نے معاہدہ کے خلاف عیسائیوں پر ظلم کرنا شروع کر دیا۔ سالزبری نے اس کو سزا دینے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ انگریزوں نے چین کو کمزور پا کر وے لائی وی کے بندرگاہ پر قبضہ کر لیا۔ لیکن چین نے تنگ آ کر ۱۹۰۰ء میں غیر ملکوں کے باشندوں کو چین سے نکالنا شروع کر دیا۔ انھوں نے جرمنی کے سفیر کو قتل کر دیا اور انگریزی سفیر کو بھی گھیر لیا۔ اس وجہ سے ان ممالک نے چین پر حملہ کر دیا۔ چین نے صلح کر لی۔ لیکن انھوں نے اپنی آزادی کی جد و جہد کو جاری رکھا۔

## آئرلینڈ کا مسئلہ

آئرش عوام انگلینڈ کے ماتحت رہنا نہیں چاہتے تھے۔ اوکونل کے زمانے میں ان کی تحریک آزادی نے کافی زور پکڑا۔ لیکن ۱۸۴۷ء میں وہ مر گیا اور اس کی پارٹی بھی کمزور ہو گئی۔ لیکن اسی سال آئرلینڈ میں قحط پڑا۔ کچھ لوگ امریکہ چلے گئے اور جو

باقی رہ گئے تھے وہ اپنے معاملات میں مشغول ہو گئے۔ لیکن ۱۸۴۸ء میں اسمتھ اوبرین کی لیڈری میں پھر سے انھوں نے اپنی تحریک شروع کی۔ انھوں نے تشدّد کا استعمال کیا انگریز افسروں کو مارا اور دفتروں میں آگ لگا دی۔ اس کے بعد وکٹوریہ خود آئرلینڈ گئی اور لوگوں کو اطمینان دلایا۔ ۱۸۶۵ء میں انھوں نے آزادی کے لیے فینانس کی جنگ شروع کردی۔ انھوں نے سوچا کہ طاقت کے بغیر آزادی نہیں مل سکتی۔ امریکہ گئے ہوئے لوگ بھی آئرلینڈ واپس آگئے۔ لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ ان کو گرفتار کیا گیا اور کچھ کو قتل بھی کر دیا گیا۔

گلیڈسٹن نے آئرلینڈ کے لوگوں کو کچھ رعایتیں دیں اور وہ آئرلینڈ کو آزادی بھی دلانا چاہتا تھا۔ پہلی شکایت ان کی مذہبی، دوسری کاشتکاروں کی اور تیسری حکومت کے رویّہ کی تھی۔ اس نے ان شکایتوں کو دور کرنے کی کافی کوشش کی۔ آئرلینڈ کے لوگ زیادہ تر کیتھولک تھے اور کچھ پروٹسٹنٹ تھے ٹیکس بھی ختم کر دیے۔ کاشتکاروں کی بھی حالت ٹھیک کی۔ زمینداروں اور کاشتکاروں کے جھگڑوں کا بھی فیصلہ کرنے کے لیے عدالتیں قائم کیں جو لگان بھی مقرر کرتی تھیں۔ اب پرنل نے آئرلینڈ کو انگلینڈ کے اثر سے نکالنے کی جدوجہد شروع کر دیں۔ لیکن ڈزرائیلی آزادی دینا نہیں چاہتا تھا۔ آئرلینڈ نے دو مرتبہ آئرش خود مختاری کا بل پارلیمنٹ میں پیش کیا۔ لیکن پاس نہ ہو سکا اس طرح وکٹوریہ کے عہد میں آئرلینڈ آزاد نہ ہو سکا۔

## برٹش مملکت

وکٹوریہ کے عہد میں برطانوی سلطنت بہت بڑھ چکی تھی۔ افریقہ، کناڈا، آسٹریلیا اور ایشیا میں کافی حصے انگریزوں کے قبضے میں تھے۔ اسی طرح اب انھیں اپنا رویہ بھی ان نئی آبادیوں کے ساتھ امریکہ کے آزاد ہو جانے کے بعد بدلنا پڑا۔ اس کے لیے انھوں نے کچھ اصول بنائے۔ اگر کوئی نئی آبادی اپنا انتظام خود کر سکتی ہے تو ان کو آزادی دے دی جائے۔ اور ان کے اندرونی انتظام میں مداخلت نہ کی جائے۔ لیکن

بیرونی پالیسی اپنے ہی قبضے میں رکھی جائے۔ لیکن ہندستان اور دوسرے ملکوں کے ساتھ انھوں نے ان اصولوں پر عمل نہیں کیا۔

کناڈا دو حصّوں میں تقسیم تھا جس کے گورنر بھی علاحدہ ہوتے تھے۔ لیکن انگریز اور فرانسیسیوں میں اختلافات تھے۔ اس لیے حکومت نے ۱۸۳۹ء میں لارڈ ڈرہم کو مقرر کیا کہ وہ وہاں کی حالت پر اپنی رپورٹ دے۔ وکٹوریہ کے ملکہ ہوتے ہی انھوں نے فساد برپا کر دیا تھا۔ ڈرہم نے تفتیش کرکے اپنی رپورٹ دی کہ دونوں حصّوں کو ملا کر کناڈا کو آزاد کر دینا چاہیے۔ میلبورن نے اس کی تجویز پر عمل کرکے ۱۸۴۰ء میں دونوں حصّوں کو ملا کر آزاد کر دیا۔ لیکن بیرونی پالیسی اپنے ہی ہاتھ میں رکھی۔ کناڈا نے کافی ترقی کی اور کئی نئے صوبے بھی بن گئے۔ اس طرح ۱۹۰۵ء تک موجودہ کناڈا انگریزوں کے قبضے میں آگیا اور اس کا شمار برٹش ڈومینینس میں ہونے لگا۔

آسٹریا میں بھی کافی انگریز بس گئے اور جب ان کی آبادی بڑھ گئی تو انھوں نے بھی حکومت سے آزادی کی درخواست دی۔ ان کو بھی آزادی دے دی گئی۔ لیکن بیرونی پالیسی اپنے ہی اختیار میں رکھی۔ نیوزی لینڈ میں بھی ان کی آبادی کافی بڑھی اور جان گرے کے کہنے سے اس کو بھی ۱۸۸۵ء میں آزادی دیدی گئی۔ لیکن صرف اندرونی معاملات میں ۱۸۴۴ء میں نیٹال میں انگریزی عمل داری شروع ہو گئی اور ۱۸۷۷ء میں ٹرانسوال پر بھی انگریزوں نے قبضہ کر لیا۔ ۱۸۸۱ء میں بوئر قوم نے انگریزوں کو مجوحیا کے مقام پر شکست دی جس کی وجہ سے انگریزوں کو ٹرانسوال کا اندرونی انتظام بوئرس کو دینا پڑا۔ ۱۸۹۵ء میں جیمس نے بوئرس پر حملہ کیا لیکن وہ کچھ نہ کر سکا۔ اور یہ جنگ ۱۹۰۲ء تک چلتی رہی۔ اس میں بوئرس کو ہی شکست ہوئی۔ ۱۹۰۸ء میں بوئرس نے یو تھاکی کو بھی آزادی دیدی۔

مصر کے حاکم نے انگلینڈ سے کافی قرضہ لے لیا تھا۔ لیکن اس کی ادائیگی سے انکار کیا۔ اس لیے انگریزوں نے اسماعیل کو ہٹا کر اس کے لڑکے کو حاکم بنا دیا اور قرضے کی ادائیگی کا بھی انتظام کیا۔ ۱۸۸۱ء میں مصریوں نے انگریزوں، فرانسیسیوں اور ٹرکی

کے سلطان کے خلاف بغاوت کی۔ ان کا لیڈر عربی پاشا تھا۔ انھوں نے کافی انگریزوں کو قتل کیا۔ انگریزوں نے ان کو شکست دی اور رفیق کو حاکم بنا دیا۔ لیکن آہستہ آہستہ پورا قبضہ مصر پر کر لیا۔ اور ۱۸۸۳ء میں سوڈان میں ایک شخص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو سوڈان کا حاکم بنا لیا۔ گلیڈسٹن نے گورڈان کو مہدی کے مقابلے کے لیے بھیجا لیکن انھوں نے اس کو ۱۸۸۵ء میں قتل کر دیا اور خرطوم پر بھی مہدی کا قبضہ ہو گیا۔ گیارہ سال بعد ۱۸۹۶ء میں سوڈان فتح کرنے کو انگریزی فوج بھیجی گئی۔ لیکن اس وقت تک مہدی کی وفات ہو چکی تھی اور ایک شخص جس کا نام خلیفہ تھا اس کا جانشین تھا انگریزی فوج نے اس کو شکست دی اور سوڈان کو مصر میں ملا لیا۔

ہندستان میں انگریزوں نے اچھی طرح قدم جما لیے تھے۔ ڈلہوزی نے اور بھی طاقتور بنایا۔ لیکن وراثت کا مسئلہ چھیڑ کر اس نے ہندو دیسی ریاستوں پر قبضہ کرنے کا اقدام کیا۔ راجا مہاراجا یہ برداشت نہ کر سکے۔ ڈلہوزی کی اور دوسری اصلاحوں کی وجہ سے ہندستانیوں میں اور زیادہ بے اطمینانی پھیل گئی۔ اس میں سیکڑوں ہندستانیوں اور انگریزوں کی جانیں گئیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی سے انتظام حکومت وکٹوریہ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اس دور میں ہندستانی تہذیب کو بھی نقصان پہنچا لیکن آزادی کا جذبہ لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو چکا تھا۔ ہندستانیوں نے بعد میں اپنی کوشش جاری رکھی اور کانگریس نے منظم طور پر آزادی کی مانگ کی۔ انہیں کوششوں اور قربانیوں کے نتیجے میں ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء میں ہندستان کو برٹش راج سے آزادی مل گئی۔

## شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان

تالیف : محمود احمد برکاتی

صفحات : 152

قیمت : -/63 روپے

## لسان الصدق

ایڈیٹر : ابوالکلام آزاد

صفحات: 296

قیمت : -/99 روپے

## لہو پکارتا ہے

مصنف : علی سردار جعفری

صفحات: 166

قیمت : -/56 روپے

## نیا اُردو نصاب

مرتبہ : محمد ذاکر

صفحات : 88

قیمت : -/48 روپے

## سرسید سے اکبر تک

مرتبین : شمیم حنفی
سہیل احمد فاروقی

صفحات : 192

قیمت : -/72 روپے

## موازنۂ انیس و دبیر
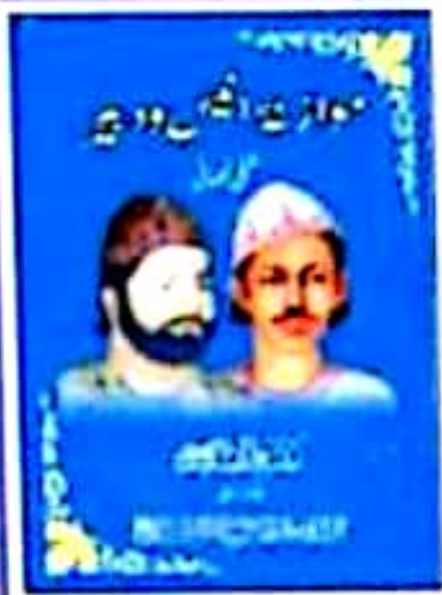
مصنف : شبلی نعمانی

صفحات : 304

قیمت : -/81 روپے

## پطرس کے مضامین

مصنف : احمد شاہ بخاری

صفحات : 156

قیمت : -/54 روپے

## مشقی تدریس کیوں اور کیسے؟

مصنف : محمد اکرام خاں

صفحات: 144

قیمت : -/62 روپے

ISBN: 978-81-7587-956-0

₹ 74/-